

اسلامی اذکار اور دعاؤں کا مختصر و جامع
موضوعی دائرہ معارف

محضرِ حصین عدۃ اپن امین

(خلاصہ حصن حصین)



تالیف

شمس الدین محمد بن محمد ابن جزری شافعی

ترجمہ و تشریح

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم حشتی
رئیس قسم تخصص علوم حدیث

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
دستاد حدیث جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

مکتبۃ الکوثر کراچی

اسلامی اذکار اور دعاؤں کا مختصر و جامع
موضوعی دائرہ معارف

عُدَّةُ الْإِيمَانِ

تأليف

امام شمس الدین محمد بن محمد ابن جزری شافعی

۷۵۱-۸۳۳ھ بمطابق ۱۳۵۰-۱۴۲۹ء

ترجمہ و تشریح

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم حشتی

رئیس قسم تخصص علوم حدیث

جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
استاذ حدیث جامعہ الرشید احسن آباد کراچی

مکتبۃ الکوش کراچی

سلسلہ مطبوعات مکتبہ الکواثر

(۲)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

کتاب: عدة الحصن الحصين

مؤلف: مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب (دامت برکاتہم)

ضخامت: ۲۸۰ صفحات

سن طباعت: ۱۴۳۳ھ - ۲۰۱۲ء

تعداد: ۱۱۰۰

ملنے کے پتے

مکتبہ الکواثر: بلاک بی، سیکٹر: ۱۱، مکان نمبر: ۱۲۱، جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی

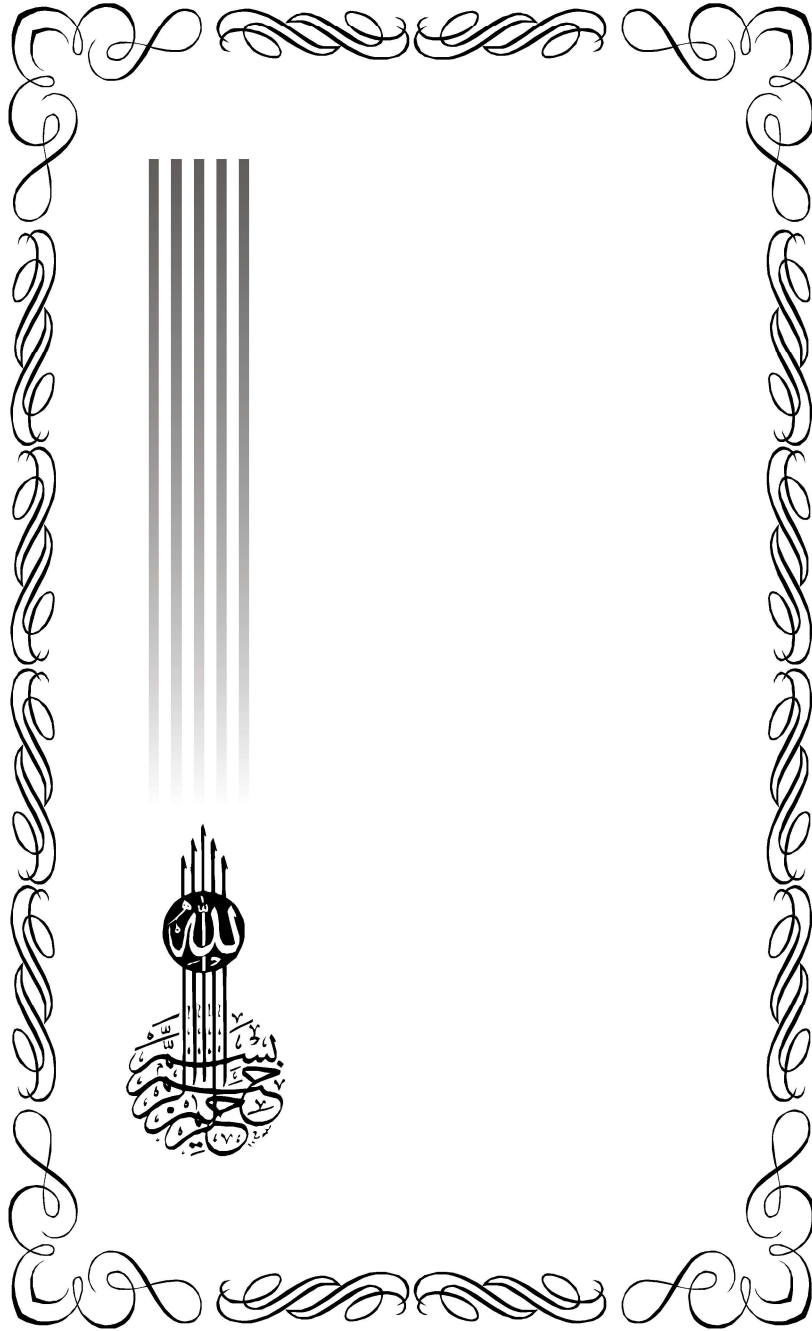
مکتبہ محمدیہ، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی

مکتبہ سلطان عالمگیر: ۵- لوئر مال، بالمقابل گامے شاہ، اردو بازار، لاہور

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور

اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

ادارۃ القرآن، بنوری ٹاؤن، کراچی

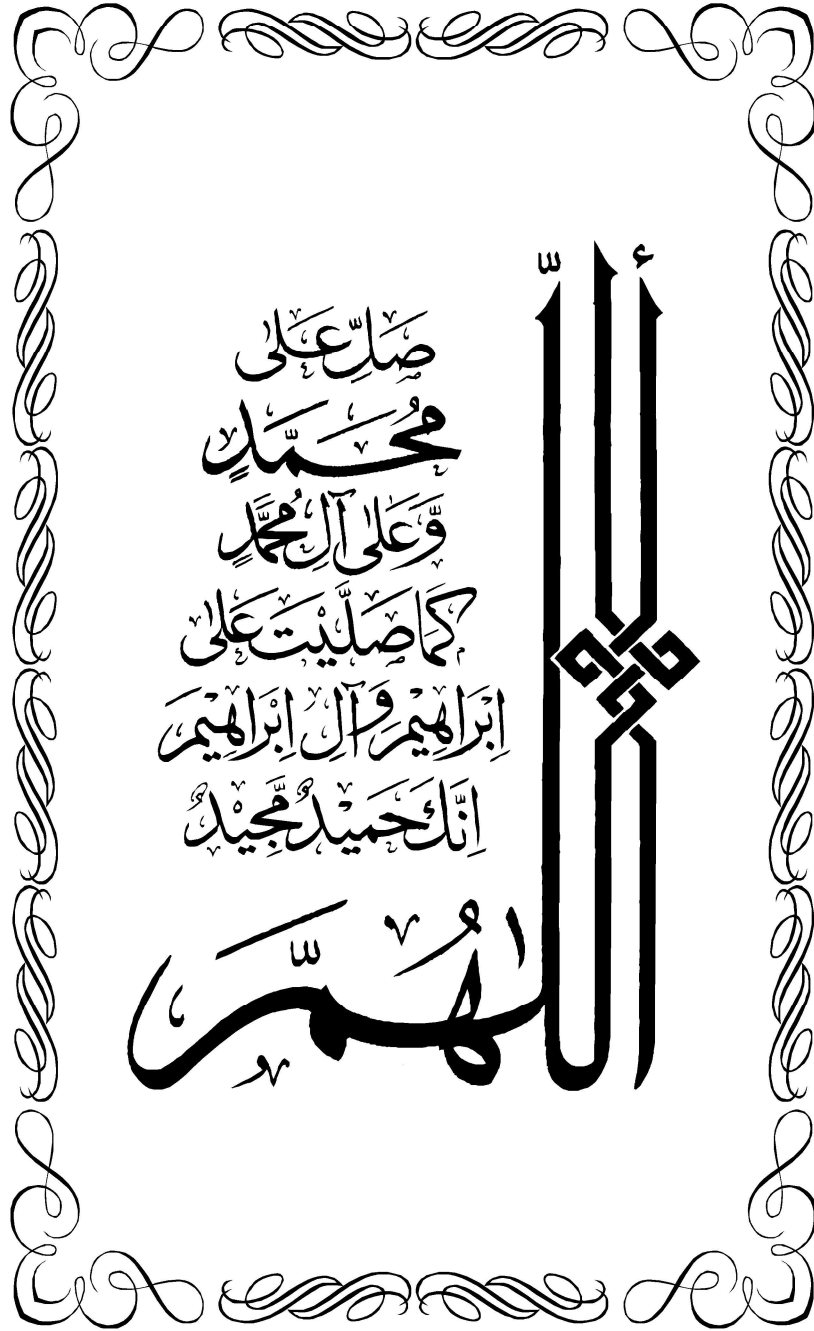




لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ
وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ

تعارف کتاب

- دعاؤں کی یہ کتاب ایسا ساتھی ہے جس میں زندگی کی ہر بلاء، مصیبت، پریشانی اور مشکل کی کارگر، مفید اور نہایت مؤثر آزمودہ دعائیں موجود ہیں جو دین و دنیا دونوں میں کام آتی ہیں۔
- (۱) انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور بزرگان دین رحمہم اللہ سب نے پڑھا اور یہ تصوف کے خاوا دوں میں معمول بہا رہی ہیں۔
- (۲) اس کا پڑھنا دنیا میں کامیابی کی ضمانت اور آخرت میں اجر و ثواب کا باعث ہے۔
- (۳) ان دعاؤں کا پڑھنا ہر مسلمان مرد اور ہر خاتون کو اخلاص کی نعمت سے آراستہ کرتا ہے۔
- (۴) دعائیں مانگنے والوں کو اللہ اور رسول محبوب بناتا ہے۔
- (۵) یہ دعائیں پڑھنے اور سیکھنے سکھانے والوں کے لئے قیامت میں نجات کا ذریعہ ہیں۔
- (۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر بلا و ہر مصیبت سے نجات کا ذریعہ بتایا ہے۔
- (۷) ان دعاؤں کو نہ مانگنا، تکبر اور خود سری کی علامت ہے (اس خرابی سے اللہ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے، آمین)۔
- (۸) دعا مانگنے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ اللہ کی خوشنودی اور رضا کا ذریعہ ہے۔
- (۹) دعا مانگنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ دعا نہ مانگنے سے اللہ ناراض رہتا ہے۔
- (۱۰) دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ یہ دعائیں عبادت کی جان ہیں۔
- (۱۱) جو اس پر عمل کرتا ہے، وہ بہت خوش نصیب انسان ہے۔
- (۱۲) حج و عمرہ کی دعائیں اس کتاب میں موجود ہیں۔
- دعاؤں کا یہ گنجینہ ہر مسلمان کے پاس رہنا چاہئے، یہ سب سے بہتر تحفہ ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دیتا ہے۔ اس کتاب کو تحفہ میں دینا بھی ثواب کا کام ہے۔



بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اسلام کا نظام عبادت	۲۳
۲	روحانی زندگی کی بقا و اصلاح	۲۳
۳	دعا کے معنی	۲۴
۴	حقیقت دعا	۲۵
۵	معتزلہ، اشاعرہ و ماتریدیہ کا نظریہ دعا	۲۷
۶	معتزلہ	۲۷
۷	اشاعرہ و ماتریدیہ	۲۷
۸	دعا کی اہمیت	۲۸
۹	عالم اسباب میں دعا	۲۸
۱۰	نظام عبادت میں اذکار و دعائیں	۳۱
۱۱	معرفت و عمل کے اعتبار سے بنی نوع انسان کی تین قسمیں	۳۳
۱۲	نظام اذکار و ادعیہ کی غایت	۳۳
۱۳	صوفیہ کے اوراد و اذکار	۳۴
۱۴	اللہ کو یاد کرنے والوں کی شان	۴۱
۱۵	ذکر الہی سے وابستگی کا ثمرہ	۴۲

۴۴	دس کلمات اذکار کا تذکرہ جن کا ہر شریعت میں رواج و معمول رہا	۱۶
۴۵	کلمات عشرہ سے قرآن کی بعض سورتوں کا آغاز	۱۷
۴۷	دعا مانگنے کا آسان طریقہ	۱۸
۴۹	تین طریقوں سے دعاؤں کا آغاز	۱۹
۵۲	لفظ اللہم سے دعاؤں کا آغاز	۲۰
۵۵	انفرادی و اجتماعی دعا کی اقسام	۲۱
۵۶	دعا کی چار قسمیں	۲۲
۵۶	دعا میں حضور قلب	۲۳
۵۷	دعا کا طریقہ	۲۴
۵۷	دعا اور تعوذ کی مثال	۲۵
۵۸	ذکر و دعا پر اطمینان قلب کا الہی وعدہ	۲۶
۶۱	خیر و شر کو سمجھنا اور گناہوں سے بچنا	۲۷
۶۲	گناہوں کی اصل	۲۸
۶۳	گناہ اور معصیت کا ظاہری اثر	۲۹
۶۳	جرم اور خطا قابل مؤاخذہ	۳۰
۶۴	بڑے چھوٹے جرائم	۳۱
۶۵	کبائر کی تعریف	۳۲
۶۶	کبائر کی تعداد	۳۳
۶۷	گناہوں کی چار قسمیں	۳۴

٣٥	مكفرات (گناہوں كو مٹانے والى چیزوں) كے تین درجے	٦٨
٣٦	توبہ	٤٢
٣٧	توبہ كے آداب	٤٣
٣٨	مراتب توبہ	٤٣
٣٩	اسباب توبہ	٤٣
٤٠	مغفرت ومعافى كا نظام	٤٦
٤١	عبدیت كا ظہور و ثمرہ، دعا	٩٠
٤٢	عہد جاہلی میں دعا كے شعبوں كى افسردگى	٩١
٤٣	فلسفہ يونانى كا اثر عقائد پر	٩٢
٤٤	مشركانہ جاہلیت كا اثر	٩٢
٤٥	رسول اللہ ﷺ كے طفیل بندوں كو اللہ تعالى سے ہمكلامى كا شرف	٩٣
٤٦	عہد جاہلی میں دعا سے محرومى كے اسباب	٩٣
٤٧	دعا مطلوب الہى ہے، دعا مانگنا بندگى اور نہ مانگنا سرکشى محرومى	٩٦
٤٨	دعائیں، معجزات اور دلائل نبوت	٩٨
٤٩	دعاؤں میں نبوت كا نور یقین اور دل مضطر كى پكار اور حاجت مند كا اصرار	٩٨
٥٠	دعا صداقت و خلوص كا مظہر	٩٩
٥١	رسول اللہ ﷺ كى مقبول دعاؤں كے نمونے	١٠٠

۱۰۰	فقرو احتیاج کا اظہار اور رحمت حق کا جوش	۵۲
۱۰۱	رسول اللہ ﷺ کی میدان عرفات میں دعا	۵۳
۱۰۳	مقصد برآری کی کلید	۵۴
۱۰۵	انسان کی ضروریات کے لئے جامع ترین دعائیں	۵۵
۱۰۶	اخروی زندگی کی راحت اور دیدار الہی کی طلب و لذت کی دعا	۵۶
۱۰۷	تہجد میں اخلاق حسنہ کی التجاء و درخواست	۵۷
۱۰۸	ایمان و حسن اخلاق کی دعا	۵۸
۱۰۹	بندگان خدا سے محبت کی دعا	۵۹
۱۰۹	صبر و شکر، عجز و عزت کی دعا	۶۰
۱۱۰	ظاہر کے سدھار اور باطن کے نکھار کی دعا	۶۱
۱۱۱	برے اخلاق و عادات سے اللہ کی پناہ	۶۲
۱۱۲	بارگاہ الہی میں انجام بخیر کی التجاء	۶۳
۱۱۳	اللہ تعالیٰ سے ناگہانی خیر کی طلب، ناگہانی شر سے پناہ	۶۴
۱۱۴	سستی، بزدلی اور سٹھیا جانے سے پناہ	۶۵
۱۱۴	چار باتوں سے اللہ کی پناہ	۶۶
۱۱۵	گھربار اور رزق میں برکت کی دعا	۶۷
۱۱۶	آغا سفر کی دعا	۶۸
۱۱۸	شام کے وقت کی دعا	۶۹
۱۱۸	صبح کے وقت کی دعا	۷۰

۷۱	نفس اور شىطان كى شرارت سے پناه كى درخواست	۱۱۹
۷۲	كاموں كے اصلاح كى دعا	۱۲۰
۷۳	اصلاح احوال كى درخواست	۱۲۰
۷۴	مطلوب مؤمن	۱۲۰
۷۵	ابن الجزرى رحمه الله كے مختصر حالات	۱۲۵
۷۶	علامات و اشارات كتاب پرايك نظر	۱۳۵
۷۷	مقدمه	۱۳۹
۷۸	پهلا باب	۱۴۵
۷۹	دعا اور نبى كريم ﷺ پر درود و سلام كا بيان مىں	۱۴۵
۸۰	ذكر كى فضيلت	۱۴۵
۸۱	صدقه و خيرات پر ذكر كى فضيلت	۱۴۶
۸۲	اعمال مىں سب سے بهتر عمل الله كى ياد	۱۴۷
۸۳	الله كو ياد كرنے اور نه كرنے والے كى مثال	۱۴۷
۸۴	ذكر كى بركت	۱۴۸
۸۵	سب سے بڑھ كر عذاب الهى سے نجات دلانے والا عمل	۱۴۹
۸۶	مال بانٹنے اور ياد الله كرنے والا	۱۴۹
۸۷	جنت كے باغ	۱۵۰
۸۸	شىطان سے پناه كے لئے قلعہ	۱۵۳
۸۹	دعا كى فضيلت	۱۵۴
۹۰	درود و سلام كى فضيلت	۱۶۱

۱۷۳	فصل: آداب ذکر میں	۹۱
۱۷۷	فصل: آداب دعائیں	۹۲
۱۷۹	دوسرا باب قبولیت دعا کے اوقات ، احوال ، کن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں ، اسم اعظم ، اللہ کے پاک نام ، قبولیت دعا کی نشانی ، اس پر حمد و ثناء	۹۳
۱۷۹	فصل: دعا کے قبول ہونے کے اوقات و حالات	۹۴
۱۸۰	قبولیت دعا کے احوال	۹۵
۱۸۲	فصل: دعا قبول ہونے کی جگہیں اور مبارک مقامات	۹۶
۱۸۳	فصل: کس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور کس وجہ سے کی جاتی ہے	۹۷
۱۸۷	اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کا بیان	۹۸
۱۸۹	اللہ تعالیٰ کے اچھے ناموں کی فضیلت کا بیان	۹۹
۱۹۵	فصل: دعا کے قبول ہونے کی علامت و آثار کے بیان میں	۱۰۰
۱۹۷	تیسرا باب وہ دعائیں جو خاص طور پر اور عام طور پر سوتے ، جاگتے ، صبح و شام اور رات دن پڑھی جاتی ہیں	۱۰۱
۱۹۷	فصل: صبح و شام کی دعائیں	۱۰۲
۲۱۸	فصل: وہ دعائیں جو رات اور دن سب میں پڑھی جاتی ہیں	۱۰۳
۲۲۰	فصل: وہ دعائیں جو دن میں مانگی جاتی ہیں	۱۰۴

۲۲۲	فصل: وہ دعائیں جو رات میں مانگی جاتی ہیں	۱۰۵
۲۲۸	فصل: نیند اور بیداری میں مانگی جانے والی دعائیں	۱۰۶
۲۳۵	فصل: خواب کے آداب میں	۱۰۷
۲۴۱	چوتھا باب طہارت، مسجد، اذان، اقامت، فرض نمازوں اور شریعت میں منصوص اور مخصوص نمازوں سے متعلق دعاؤں کے بیان میں	۱۰۸
۲۴۱	طہارت	۱۰۹
۲۴۳	مسجد کی طرف نکلنے وقت کی دعائیں	۱۱۰
۲۴۴	مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں	۱۱۱
۲۴۵	فصل: اذان کے بیان میں	۱۱۲
۲۴۸	فرض نمازوں میں مانگی جانے والی دعائیں	۱۱۳
۲۵۶	تلاوت کے سجدوں کی دعائیں	۱۱۴
۲۵۷	دونوں سجدوں کے مابین بیٹھ کر مانگی جانے والی دعائیں	۱۱۵
۲۵۷	تشہد میں بیٹھے تو التحیات پڑھے	۱۱۶
۲۵۸	نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ	۱۱۷
۲۷۰	نفل نمازوں کی فضیلت	۱۱۸
۲۷۹	کن آیتوں اور دعاؤں کے نماز میں پڑھنے کا حکم دیا گیا	۱۱۹
۲۸۱	نماز استسقاء (طلب باران کی نماز) سے پہلے کا عمل	۱۲۰
۲۸۳	دو گانہ طواف	۱۲۱

۲۸۳	کعبۃ اللہ میں نماز	۱۲۲
۲۸۵	صلوٰۃ استخارہ	۱۲۳
۲۸۷	نکاح کے لئے نماز استخارہ	۱۲۴
۲۸۸	صلوٰۃ توبہ کا بیان	۱۲۵
۲۹۰	بھاگے ہوئے اور کھوئی ہوئی چیز کے لئے نماز پڑھنا	۱۲۶
۲۹۲	حفظ قرآن کی دعا	۱۲۷
۲۹۷	صلوٰۃ الحاجۃ (کسی کو تکلیف پہنچے اور کوئی حاجت پیش آئے اس وقت نماز پڑھے)	۱۲۸
۳۰۲	صلوٰۃ تسبیح	۱۲۹
۳۰۳	سفر سے واپسی پر مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا	۱۳۰
۳۰۵	پانچواں باب کھانے، پینے، روزہ رکھنے، زکاۃ ادا کرنے، سفر کرنے، حج کرنے، جہاد کرنے، شادی بیاہ کرنے کے بیان میں	۱۳۱
۳۰۵	فصل: کھانے اور پینے اور روزہ رکھنے کے بیان میں	۱۳۲
۳۱۱	زکاۃ کے بیان میں، مال میں بڑھوتری کی دعا	۱۳۳
۳۱۱	فصل: سفر کے بیان میں	۱۳۴
۳۱۳	سواری کی دعا	۱۳۵
۳۱۵	بلندی پر چڑھنے اترنے کی دعا	۱۳۶
۳۱۶	بھاگے ہوئے جانور کی دعا	۱۳۷
۳۱۷	منزل میں اترنے کی دعا، نئے شہر اور نئی جگہ کی دعا	۱۳۸

۱۳۹	شہر میں داخل ہوتے وقت کی دعا	۳۱۹
۱۴۰	فصل: حج کے بیان میں، حج کی فضیلت	۳۲۴
۱۴۱	قربانی کا بیان	۳۳۴
۱۴۲	اونٹ کی قربانی	۳۳۴
۱۴۳	عقیقہ	۳۳۵
۱۴۴	فصل: جہاد کے بیان میں، جہاد کی فضیلت	۳۳۵
۱۴۵	دشمن سے مڈبھیڑ کی دعا	۳۳۶
۱۴۶	خطبہ جہاد	۳۳۶
۱۴۷	دشمن کا ڈر	۳۳۸
۱۴۸	گھیراؤ کے وقت کی دعا	۳۳۸
۱۴۹	فصل: نکاح کے بیان میں، نکاح کی فضیلت	۳۴۱
۱۵۰	خطبہ نکاح	۳۴۱
۱۵۱	شب زفاف میں (اہل خانہ کے پاس جانے کی دعا)	۳۴۲
۱۵۲	چھٹا باب امور علویہ سے متعلق ہے جیسے بادل، بجلی کی کڑک، بارش، چاند اور ہوا کا طوفان	۳۴۴
۱۵۳	تخت سالی	۳۴۴
۱۵۴	بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج کی دعا	۳۴۵
۱۵۵	آندھی کے وقت کی دعا	۳۴۶
۱۵۶	سورج اور چاند گرہن کے وقت کی دعا	۳۴۷

۱۵۷	چاند دیکھنے کی دعا	۳۴۸
۱۵۸	ساتواں باب ایک شخص کو جو مختلف امور و حالات پیش آتے ہیں ان کے متعلق دعائیں	۳۴۹
۱۵۹	فصل: وہ باتیں جن کا تعلق اس کی ذات سے ہے	۳۴۹
۱۶۰	بازار	۳۵۰
۱۶۱	کفارہ مجلس	۳۵۲
۱۶۲	فصل: مال، غلام اور ولد کے بیان میں	۳۵۳
۱۶۳	بچہ کا تعویذ	۳۵۴
۱۶۴	پسندیدہ چیز دیکھنا	۳۵۵
۱۶۵	آئینہ دیکھنے کی دعا	۳۵۵
۱۶۶	نیا پھل دیکھنا	۳۵۶
۱۶۷	مسلمان بھائی کو ہنستا دیکھتے وقت کی دعا	۳۵۷
۱۶۸	آگ بجھانے کی دعا	۳۵۷
۱۶۹	کسی کو دکھ بیماری میں دیکھنا	۳۵۸
۱۷۰	فصل: مرغ کی بانگ اور دیگر پرندوں کی آواز سنتے وقت کی دعا	۳۵۸
۱۷۱	بانگ مرغ	۳۵۸
۱۷۲	گدھے کی آواز کے وقت کی دعا	۳۵۹
۱۷۳	کتوں کے بھونکنے کے وقت کی دعا	۳۵۹

۱۷۴	خوشخبری سننا اور اللہ کا شکر ادا کرنا	۳۶۰
۱۷۵	فصل: سلام کرنا اور اس کا جواب دینا	۳۶۱
۱۷۶	دوستی اور محبت کا اظہار	۳۶۲
۱۷۷	مغفرت کی دعا کا جواب	۳۶۲
۱۷۸	مزاج پرسی	۳۶۳
۱۷۹	ایثار کی دعا کا جواب	۳۶۳
۱۸۰	قرض کی وصولی کی دعا	۳۶۳
۱۸۱	محسن کا شکریہ	۳۶۴
۱۸۲	نومسلم کی تعلیم	۳۶۴
۱۸۳	آٹھواں باب ان حوادث و عوارض، آفتوں اور مصیبتوں کے بیان میں جن سے انسان موت تک دوچار ہوتا ہے، بے چینی، پریشانی اور دکھ درد کی دعائیں	۳۶۶
۱۸۴	رنج و مصیبت کے وقت کی دعا	۳۶۹
۱۸۵	دشوار کام	۳۷۳
۱۸۶	تھکاوٹ سے بچنے اور زیادہ قوت حاصل کرنے کا عمل	۳۷۴
۱۸۷	گھبراہٹ کے وقت کی دعا	۳۷۷
۱۸۸	شیاطین کو بھگانے کے لئے کیا پڑھے	۳۷۷
۱۸۹	وسو سے	۳۷۸
۱۹۰	جب چھینکے تو کہے	۳۷۹
۱۹۱	دانت، کان میں درد	۳۸۱

۱۹۲	کان جھنجھانا	۳۸۱
۱۹۳	ہاتھ پاؤں کا سُن ہو جانا	۳۸۲
۱۹۴	غصہ کے وقت کی دعا	۳۸۲
۱۹۵	تیزی و بدزبانی کا علاج	۳۸۳
۱۹۶	اداء قرض کی دعا	۳۸۳
۱۹۷	نظر لگنے کی دعا	۳۸۵
۱۹۸	جن اور آسیب کا اثر	۳۸۶
۱۹۹	دیوانے کے لئے پڑھی جانے والی دعا	۳۹۵
۲۰۰	بچھو کے کاٹے پر دم	۳۹۵
۲۰۱	آگ سے جلے پر پڑھی جانے والی دعا	۳۹۶
۲۰۲	پیشاب رکنے یا پتھری پڑ جانے کی دعا	۳۹۶
۲۰۳	پھوڑے پھنسی نکلنے یا زخم لگنے کی دعا	۳۹۷
۲۰۴	آنکھ دکھنی آنا	۳۹۸
۲۰۵	بخار کی دعا	۳۹۸
۲۰۶	جسمانی دکھ تکلیف	۳۹۹
۲۰۷	بیماری و تنگدستی سے تنگ آ کر موت مانگنا	۴۰۰
۲۰۸	مریض کی عیادت	۴۰۱
۲۰۹	سکرات موت کے وقت کی دعا	۴۰۵
۲۱۰	بچہ کی موت پر اِنَّا لِلّٰہ پڑھنا	۴۰۷
۲۱۱	تعزیت	۴۰۸

۲۱۰	نماز جنازہ	۲۱۲
۲۱۲	میت کو قبر میں رکھتے وقت کیا کہنا چاہئے	۲۱۳
۲۱۲	دفن سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے	۲۱۴
۲۱۳	زیارت قبور	۲۱۵
۲۱۶	نواں باب وہ ذکر جس کی فضیلت کسی وقت یا سبب یا مکان کے ساتھ خاص نہیں اور استغفار خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور قرآن عظیم اور اس کی سورتوں اور آیتوں کی فضیلت	۲۱۶
۲۱۶	ذکر الہی کے بیان میں	۲۱۷
۲۲۱	پرچہ والی حدیث	۲۱۸
۲۳۶	استغفار کا بیان	۲۱۹
۲۴۳	قرآن کریم: اس کی سورتوں اور آیتوں کی فضیلت	۲۲۰
۲۴۴	سورۃ فاتحہ کی فضیلت	۲۲۱
۲۴۵	سورۃ بقرہ کی فضیلت	۲۲۲
۲۴۶	سورۃ بقرہ وآل عمران کی فضیلت	۲۲۳
۲۴۷	آیۃ الکرسی کی فضیلت	۲۲۴
۲۴۷	سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت	۲۲۵
۲۴۸	سورۃ انعام کی فضیلت	۲۲۶
۲۴۸	سورۃ کہف کی فضیلت	۲۲۷
۲۵۰	سورۃ یسین کی فضیلت	۲۲۸

۲۲۹	سورۃ الفتح کی فضیلت	۴۵۱
۲۳۰	سورۃ الملک کی فضیلت	۴۵۱
۲۳۱	سورۃ الزلزلہ کی فضیلت	۴۵۱
۲۳۲	سورۃ الکافرون کی فضیلت	۴۵۲
۲۳۳	سورۃ اذا جاء نصر اللہ کی فضیلت	۴۵۲
۲۳۴	سورۃ قل هو اللہ احد کی فضیلت	۴۵۳
۲۳۵	سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی فضیلت	۴۵۳
۲۳۶	دسواں باب ان دعاؤں کے بیان میں جو کہ نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہیں، اور مطلق بلا قید ہیں	۴۵۴
۲۳۷	مطلق دعاؤں کے بیان میں	۴۵۴
۲۳۸	مراجعہ و مآخذ	۴۷۹

اسلامی اذکار اور دعاؤں کا مختصر و جامع
موضوعی دائرہ معارف

عَدَّةُ الْاَیْنِ الْکَاصِدِ

تألیف

امام شمس الدین محمد بن محمد ابن جزری شافعی

۷۵۱-۸۳۳ھ بمطابق ۱۳۵۰-۱۴۲۹ء

ترجمہ و تشریح

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم حشتی

رئیس قسم تخصص علوم حدیث

جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ حدیث جامعہ الرشید احسن آباد کراچی

اسلام کا نظام عبادت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

دعا و ذکر کے اسلامی نظام پر بحث سے پہلے اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ مادی زندگی میں روحانی زندگی کی بقاء و اصلاح کے لئے کن چیزوں کی اصلاح ناگزیر ہے۔

روحانی زندگی کی بقاء و اصلاح

انسان کی روحانی زندگی کی بقاء و اصلاح کے لئے دو چیزوں کی اصلاح نہایت ضروری

ہے: ۱۔ صحت عقیدہ۔ ۲۔ صحت عمل

انسان ان دونوں چیزوں کی اصلاح میں درماندہ و عاجز ہے، ہر شخص چاہتا ہے کہ دین

حق سے آراستہ ہو، اس کا عقیدہ درست ہو، وہ جہالت و کفر سے بچے، مگر یہ امر اختیاری نہیں، ورنہ

ہر شخص کا عقیدہ درست ہوتا، حالانکہ مشاہدہ ہے کہ سچے عقیدے والے، جھوٹے عقیدے والوں

کے مقابلے میں نہایت قلیل ہیں، نیک عمل کرنے میں بھی عاجز ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے بدن میں ایسی چیزیں کارفرما ہیں جن پر قابو پائے بغیر نیک عمل کرنا مشکل ہے، چنانچہ پانچ حواسِ ظاہرہ: (۱) قوتِ باصرہ (دیکھنے والی قوت) (۲) قوتِ ذائقہ (چکھنے والی قوت)، (۳) قوتِ شامہ (سُونگھنے والی قوت) (۴) قوتِ سامعہ (سُننے والی قوت) اور (۵) قوتِ لامسہ (چھونے والی قوت) میں سے ہر قوت ایسی ہے جس کی طرف نفس کی چاہت ہے، اس سے دل کی تاریکی بڑھتی ہے، مثلاً آنکھ حرام چیز کو دیکھنے کی طرف مائل رہتی ہے، کان گانا سُننے کے مشتاق ہیں، علیٰ ہذا القیاس یہ سب امور ایسے ہیں کہ نیک باتوں سے روکتے ہیں، لہذا اُمرے کاموں سے بچنا اور نیک کام کرنا اللہ تعالیٰ کی نصرت و ہدایت کے بغیر نہیں ہو سکتا، اس لئے شریعت نے تعوذ اور بسم اللہ کی تعلیم دی ہے۔^(۱) اور ہمہ وقت اللہ سے تعلق قائم رکھنے کے لئے ادعیہ و اذکار کا ایک مستقل نظام قائم کیا جو روحانی ترقی کا نہایت مؤثر اور اہم ذریعہ ہے، جس کا ذکر آئندہ صفحات میں کیا گیا ہے۔

دُعا کے معنی:

دُعا کے معنی لغت میں بُلانا، پُکارنا، یاد کرنا ہیں، لیکن عرف اور شریعت میں اس سے خاص معنی مراد ہیں، علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی ”تاج العروس“ میں رقمطراز ہیں:

(۱) شاہ عبدالعزیز دہلوی بستانِ التفسیر ترجمہ تفسیر عزیزی سورۃ بقرہ، دہلی مطبعِ علمی، ۱۹۲۳ء، ص: ۲-۳، اس موضوع پر علامہ ابن القیم الجوزی نے ”التفسیر القیم“ میں نہایت مبسوط بحث کی ہے، اہل علم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

”الدعاء: الرغبة إلى الله فيما عنده من الخير، والابتغال إليه بالسؤال، ومنه قوله تعالى: ”ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ“ (الأعراف: ۷)۔“

ترجمہ:

دُعا کے معنی: اللہ تعالیٰ کے یہاں جو کچھ خیر اور بھلائی ہے اس کی خواہش و رغبت کرنا، اور اس کے سامنے عاجزی و نیاز مندی سے سوال کرنا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ“ (الأعراف: ۷۰) یعنی اپنے پروردگار سے دُعا کرو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے، بیشک وہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

دُعا میں مُراد کا حاصل ہونا بھی مطلوب و مقصود ہوتا ہے، اس لئے اس کے جواب میں اجابت کا لفظ آتا ہے کہ جس مقصد کے لئے درخواست کی گئی تھی وہ قبول ہوگئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ“۔ (المؤمن: ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔

حقیقت دُعا

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر: ۲/۹۲۱ میں لکھتے ہیں:

”حقیقة الدعاء استدعاء العبد ربه جلّ جلاله العناية و استمداده إياه

المعونۃ۔

ترجمہ: ”دُعا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے مدد اور رحمت و عنایت کا طلبگار رہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ دعا کے مفہوم میں بہت وسعت ہے، اپنے دینی و دنیوی مطالب، زبان سے، دل سے، یا حال سے پیش کرنا، تسبیح و تہلیل کرنا، یا دالہی میں لگے رہنا بھی دعا کے مفہوم میں داخل ہے۔

اسلام میں ہر قسم کی عبادت، بدنی، مالی و قلبی میں اخلاصِ مِیت شرط ہے، عبادت میں اخلاص نہ ہو، وہ عبادت نہ مقبول ہے اور نہ اس پر اجر و ثواب ملتا ہے، نہ اس سے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

اصل عبادت یہ ہے کہ بندہ کی ہر ادا سے یہ ظاہر ہوتا رہے کہ یہ بندہ ہے اور وہ رب ہے، یہ مخلوق ہے اور وہ خالق ہے، یہ محتاج ہے وہ غنی ہے، یہ عاجز ہے وہ قادر ہے، جو اس امر سے گریز کرتا ہے وہ دعا کو موثر نہیں سمجھتا اور نہ وہ اپنے آپ کو ”عبد“ اور ”رب الارباب“ کو رب مانتا ہے۔ اس کی سزا جہنم ہے، قرآن کہتا ہے:

”وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ“۔ (المؤمن: ۵۹)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ: مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ تکبر کی بناء پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

حدیث میں آتا ہے: ”الدعاء هو العبادة“۔ (ق، ع) دعا اصل عبادت ہے۔ اور

دوسری حدیث میں آیا ہے: ”الدعاء مخ العبادة“۔ دُعا مغز عبادت ہے۔

دعا کے متعلق معتر لہ، اشاعرہ، ماترید یہ کا نظریہ:
معتر لہ:

دعا کی افادیت ہی کے منکر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ انسان اپنے افعال کا خالق ہے، اسے اپنے حوائج و مہمات کے انجام دینے میں تائید الہی طلب کرنے کی حاجت نہیں، افعال انسانی اپنے نتائج کے حامل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے دُعا قبول کرنے کا جو وعدہ کیا ہے یہ نیک عمل کرنے کا اجر محض ہے جس کی وہ ضمانت دیتا ہے۔

اشاعرہ و ماترید یہ:

دُعا کی اہمیت و افادیت کو اور اس حقیقت کو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت و ارادہ میں آزاد ہے، تسلیم کرتے اور اس امر کے قائل ہیں کہ دُعا کو قبول کرنا اور اس کا رد کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، ان کے یہاں نماز جنازہ کی حیثیت ایک دُعا کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی التجاء کی جاتی ہے اور مغفرت اس کی رضا پر موقوف ہے، اس سے ظاہر ہے کہ وہ دُعا کی اہمیت و افادیت کو مانتے ہیں۔

انہی وجوہ سے وہ کسی جائز سبب کی وجہ سے بد دُعا کی ضرر رسانی سے انکار نہیں کرتے، وہ اس امر کے قائل ہیں کہ مظلوم کی بد دُعا قبول ہوتی ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

غرض دعا کا عقلی جواز پیش کرنے کی جو متعدد کوششیں کی گئی ہیں وہ اس امر کی شاہد ہیں

کہ مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں دُعا کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست تعلق کا اہم ذریعہ ہے، اس لئے یاشافی، یارازق جیسے اسماء سے اُسے خطاب کیا جاتا ہے۔
(دائرہ معارف اسلامیہ، دانشگاہ پنجاب، الدُعاء)

دُعا کی اہمیت:

- ۱..... اسلام نے دعا کو اصل عبادت قرار دیا ہے۔
 - ۲..... اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دُعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔
 - ۳..... دُعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔
 - ۴..... قضاء و قدر کو لوٹانے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ دُعا ہے۔
 - ۵..... ناامیدوں کی امیدیں بر لانے والی، اور حسرت مندوں کی حسرت پوری کرنے والی دُعا ہے۔
- شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے شہنشاہِ اکبر کے فرزند جہانگیر کو لکھا تھا کہ اسلام میں دو ہی لشکر ہیں: ایک فوج کا لشکر ہے، اور دوسرا دُعا کا لشکر ہے۔ (۱)

(۱) مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، کراچی مطبع ایجوکیشنل، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، دفتر سوم، حصہ ہشتم، ص: ۱۱

”فتح و نصرت دو قسم است: قسمی است کہ آنرا مر بوط اسباب ساختہ اند، و آن صورت فتح و نصرت است کہ تعلق بلشکر غرّاء دارد، و قسم دیگر حقیقت فتح و نصرت است کہ از نزد مسبب الاسباب است، و آئینہ کریمہ ”وما النصر الا من عند اللہ“ اشارت بآن است تعلق بلشکر دُعا دارد، و بس بلشکر دُعا بواسطہ ذل و انکسار خود از بلشکر غرّاء سبقت نمود، و اسبب بمسبب دلالت فرمود۔۔۔ و ایضاً دُعا قضا مینماید، و جہاد این قدرت ندارد کہ ردّ قضا نماید، پس بلشکر دُعا با وجود ضعف و شکستگی بقوت تر آید از لشکر غرّاء۔“ (جاری ہے)

عالم اسباب میں دُعا:

یہاں یہ نکتہ بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں ہر کام کسی وجہ سے ہوتا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر کام سلسلہ اسباب کی ایک کڑی ہے، ہر ایک واقعہ کا کوئی نہ کوئی سبب ہے، اس کا انکار گویا قانون فطرت کا انکار ہے۔

البتہ اسباب کی پابندی سے کامیابی کا یقین نہیں ہوتا، مگر اس کی امید کبھی منقطع بھی نہیں ہوتی، ہر شخص زندگی میں ہر مرحلہ پر اپنی کامیابی کی امید پر کوشش کرتا رہتا ہے، گویا زندگی میں کبھی ایسا موقعہ بھی آتا ہے کہ اسے اس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ اسباب کے غیر مؤثر ہونے کی کوئی ایسی وجہ ضرور ہے جو انسان کے بس سے باہر ہے، کیونکہ یہ اسباب بذاتہ اگر مؤثر ہوتے تو مطلوبہ نتیجہ ضرور حاصل ہوتا، ایسے ہی موقعہ پر انسان اپنے آپ کو عاجز پا کر مسبب الاسباب کی طرف لوٹتا اور اسے پکارتا ہے، اور وہ اس کی مراد کو پورا کرتا ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ کائنات کا سارا نظام اللہ کے علم و ارادہ اور قدرت و حکمت کے ماتحت چل رہا ہے۔

دُعا ایک تدبیر و سبب ہے، اور سنت اللہ اس طرح جاری ہے کہ اسباب کے بغیر مطلوب حاصل نہیں ہوتا گو اس کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں کہ کبھی وہ سبب کے بغیر بھی مراد بر لاتا ہے، مگر ایسا بھی اس کی حکمت و مصلحت سے ہوتا ہے، سلسلہ سبب و مسبب کا نام حکمت ہے، اب اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اس کی قدرت کا ظہور حکمت کے تحت اور اس کی حکمت کا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ترجمہ: فتح و نصرت کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جو اسباب سے وابستہ ہے، اور یہ فتح و نصرت کی وہ صورت ہے جو جنگی لشکر سے تعلق رکھتی ہے، دوسری قسم فتح و نصرت کی حقیقت ہے جو مسبب الاسباب کی طرف سے آتی ہے، چنانچہ آیت شریفہ ”وما النصر إلا من عند اللہ“ اس امر کی دلیل ہے، یہ لشکر دُعا سے تعلق رکھتی ہے، بس لشکر دُعا اپنی انکساری و فروتنی کی وجہ سے جنگی لشکر پر سبقت لے گیا، نیز دُعا قضاء کو رد کرتی ہے، چنانچہ دُعا کا لشکر ضعف و شکستگی کے باوجود جنگی لشکر سے زیادہ طاقتور ہے۔

ظہور قدرت کے تحت ہوتا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت و حکمت دونوں یکساں طور پر کارفرما ہیں گویا حکمت کے بغیر قدرت اور قدرت کے بغیر حکمت نہیں پائی جاتی، دنیا میں اسی قانون کی جلوہ نمائی ہے۔

اُمّتِ مسلمہ کا مذہب یہ ہے کہ ”دُعا“، ”توکل“، اور ”عمل صالح“، دنیا و آخرت کے مقاصد کے حاصل کرنے میں ایک سبب کی حیثیت رکھتے ہیں اور معاصی سے بچنے کا ذریعہ ہیں، جو حکم کسی سبب سے وابستہ ہوتا ہے، اس کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے شرائط پورے کئے جائیں، اور موانع اور رکاوٹوں کو دور کیا جائے، پھر مسبب پایا جائے گا ورنہ نہیں۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جس کام میں بندے کے لئے کوئی مصلحت و حکمت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ اس کا حکم نہیں دیتا، اس نے اس عالم میں جس چیز کو پیدا کیا اس میں کوئی مصلحت و حکمت ضرور رکھی ہے، اور جس بات کا حکم دیا ہے اس میں کوئی سبب و راز پنہاں ہے۔ (۱) جو لوگ اسباب و علل کا انکار کرتے ہیں وہ حقائق اور روزمرہ کے تجربات و مشاہدات سے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں:

”نظر بعض عارفین کی اس باب پر نہیں ہوتی کہ یہ باعثِ زیاں اور محلِ عتاب ہے، وہ لوگ اسباب کو محض بے سود سمجھتے ہیں، حتیٰ کہ دُعا بھی نہیں مانگتے، بلکہ ان

(۱) التفسیر الکبیر لابن تیمیہ: ۳/ ۱۰۸-۱۰۹۔

کے نزدیک دُعا کرنا منع ہے، اور یہ غلطی ہے، البتہ اگر مقامِ رضا کا غلبہ ہو تو مجبوری ہے۔ (۱)

حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ جب کسی کام کا حکم دیتے ہیں، وہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے، اور جس چیز سے روکتے ہیں، اس میں کوئی مصلحت پنہاں ہوتی ہے۔ (گوہم فی الفور اس حکمت و راز کو سمجھ نہیں پاتے۔)

متقدمین و متاخرین علماء اس امر کے قائل ہیں کہ حکمت کبھی مامور بہ میں ہوتی ہے اور کبھی امر و حکم میں اور کبھی دونوں امر و مامور بہ میں اس طرح کہ اگر بندہ اسے حکم الہی کے بغیر کرے تو بھی فائدہ ہو جیسے خلقِ خدا کے ساتھ انصاف کرنا، رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آنا، احسان کرنا، یہ بات ایسی ہے کہ جب اس کا حکم دیا جائے اس میں دو حکمتیں پائی جائیں گی، ایک اس کی ذات میں اور ایک ”امر“ میں، اس میں حُسن و خوبی ذاتی بھی ہے، اور شارع کے حکم سے بھی اس میں حُسن و خوبی آتی ہے (۲)، دعا بھی اسی قبیل سے ہے، اسمیں امر اور مامور بہ دونوں جہت سے خوبی و حُسن آیا ہے۔

نظامِ عبادت میں اذکار اور دعائیں

اسلام میں ادعیہ و اذکار کا نظامِ عبادت دوسری اسلامی عبادات کی طرح مخصوص شرائط، اوقات و مقامات کے ساتھ وابستہ اور خاص نہیں ہے، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ میں وقت، مقام، ہیئت اور شرائط ضروری قرار دی گئی ہیں، اس طرح کی شرائط اذکار اور دعاؤں

(۱) شائع امداد یار دوتر جمعہ فحاحات مکیہ من مآثر امدادیہ، شاہ کوٹ، کتب خانہ شرف الرشید، ب ت ص: ۳۶۔

(۲) التفسیر الکبیر لابن تیمیہ: ۳/۱۰۹۔

کے نظام میں لازمی اور ضروری نہیں، دعا میں یہ باتیں شرط اور ضروری نہیں ہیں، ابن ابی حاتمؒ، ابن المنذرؒ اور ابن جریرؒ نے بواسطہ علی بن ابی طلحہ الباشمی المتوفی ۱۴۵ھ ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

”لَا يَفْرِضُ عَلَى عِبَادِهِ فَرِيضَةً إِلَّا جَعَلَ لَهَا حَدًّا مَعْلُومًا، ثُمَّ عَذَرَ أَهْلَهَا فِي حَالِ عُدْرِ غَيْرِ الذِّكْرِ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَجْعَلْ لَهُ حَدًّا يَنْتَهِي إِلَيْهِ، وَلَمْ يَعْذِرْ أَحَدًا فِي تَرْكِهِ إِلَّا مَعْلُوبًا عَلَى عَقْلِهِ، فَقَالَ: ”اذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِكُمْ“ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ، وَالصَّحَّةِ وَالسُّقْمِ، وَالسَّرِّ وَالْعِلَاقَةِ، وَعَلَى كُلِّ حَالٍ“ (۱)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی عبادت فرض نہیں کی مگر اس کے لئے حد مقرر و متعین کی ہے (یہ وقت، مقام، ہیئت و شرائط سے عبارت ہے)، پھر حالتِ عذر میں انہیں مہلت دی ہے، سوائے ذکر و دعا کے، کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر و دعا کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی جس پر وہ ختم ہوتی ہو، اور اسے چھوڑ دینے میں کسی کو معذور قرار نہیں دیا مگر اس کو جو اپنی عقل و فہم ہی کھو بیٹھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: اذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبکم کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرو، رات میں، دن میں، خشکی میں، سمندر میں، سفر میں،

(۱) تفسیر القرآن العظیم، اسماعیل ابن کثیر الدمشقی: ۳/۵-۴، القاہرہ، دار احیاء الکتب العربیہ - ب ت، الدر المنثور، السیوطی: ۶/۶۱۸-۶۱۹، بیروت، دار الفکر، ب ت۔

وطن میں، تنگدستی میں، تونگری میں، تندرستی میں، بیماری میں، چھپے اور کھلے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو، اس سے دُعا مانگو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں دو قسم کی عبادات ہیں، ایک وہ عبادات ہیں جو خاص وقت، خاص مقام، خاص ہیئت اور خاص شرائط کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں، دوسری وہ عبادات ہیں جن میں اس نوع کی کوئی شرط و قید نہیں، یہ اذکار اور دعائیں وہ ہیں جن کا نفع عام و تمام ہے اس عبادت سے فائدہ اٹھانے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قدرت و طاقت بخشی ہے، چنانچہ ہم عزم و ارادہ اور قول و فعل سے اس عبادت کے تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں، اور اس پر تاحیات قائم رہنے کی توفیق پاسکتے ہیں۔

معرفت و عمل کے اعتبار سے بنی نوع انسان کی تین قسمیں:

اس نظام عبادت کی معرفت اور اس پر عمل کے اعتبار سے انسان کی تین قسمیں ہیں:

- ۱..... اول وہ لوگ ہیں جو اس کے عالم ہیں، اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، علم نافع اور عمل صالح سے بہرہ ور ہیں، وہ کامیاب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کے مستحق ہیں۔
- ۲..... دوسرے وہ ہیں جو اس نظام عبادت کے منکر و مخالف ہیں، وہ ہوا کی دھول کے بندے اور خواہشات پر چلنے کی وجہ سے غضب الہی کے مستحق ہیں۔
- ۳..... تیسرے وہ لوگ ہیں جو اس کو حق تو سمجھتے ہیں، لیکن ہدایتِ عمل سے محروم ہیں، اور اس علم سے جو عمل کو ضروری قرار دیتا ہے گم کردہ راہ ہیں۔

نظام اذکار و ادعیہ کی غایت:

نظام اذکار و ادعیہ کی غایت یہ ہے کہ اللہ کی یاد ”اللہ کا ذکر“ اٹھتے، بیٹھتے، سوتے جاگتے،

چلتے پھرتے میں دل و دماغ میں ایسی رچ بس جائے کہ اس کی کوئی حرکت اللہ کی یاد سے خالی نہ ہو، وہ کام کرے گا ”بسم اللہ“ پڑھ کر کرے گا، ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کرے گا، ہر کوتاہی اور قصور پر اس کے آگے معافی مانگے گا، حاجت کے وقت اس کے حضور میں ہاتھ پیرا کرے گا، ہر مشکل میں اس کو پکارے گا، ہر مصیبت میں ”اِنَّا لِلّٰہ“ کہے گا، کبریائی و عظمت کے موقع پر بے ساختہ اس کے منہ سے ”اللہ اکبر“ نکلے گا، ہر معاملہ میں اس کے آگے ہاتھ پھیلائے گا، کوئی بُری بات کان میں پڑے گی وہ ”معاذ اللہ“ اور ”نعوذ باللہ“ کہے گا، ہر نامناسب بات پر ”لاحول ولا قوۃ الا باللہ“ کے الفاظ اس کی زبان پر جاری ہو جائیں گے، اٹھتے بیٹھتے ہر کام اور ہر بات پر ”الحمد للہ“، ”سبحان اللہ“، ”ماشاء اللہ“، ”ان شاء اللہ“ جیسے بابرکات کلمات اس کی زبان سے ادا ہوتے رہیں گے، یہ اللہ سے اس کی محبت و تعلق کا نہایت بین ثبوت ہوگا۔

صوفیہ کے اوراد و اذکار:

صوفیہ کا طریقہ سلوک، اوراد و اذکار اور اشغال و اعمال کا دستور العمل جو اصلاح اعمال و احوال کا کامیاب تجرباتی طریقہ کار ہے اس نظام کا ایک حصہ ہے، چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی آیہ شریفہ: ”اَذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ۔ (المزمل: ۸)۔“ اور آپ اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو“ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی و یاد کن نام پروردگار خود را بر سبیل دوام در ہر وقت و ہر شغل، و ہمراہ ہر عبادت خواہ در اثناء آن، و خواہ در اوّل و آخر آن، خواہ بزبان و خواہ بہ قلب و خواہ بروح و خواہ بہر و خواہ بہ خفی و خواہ بانہی و خواہ بہ نفس، خواہ در روز و خواہ در شب، ذکر لسانی خواہ بجمہر باشد، و خواہ بہ خفیہ و نام پروردگار ہم خواہ اسم ذات باشد یا اسم اشارت کہ ہو است، یا اسمے از اسمائے حسنی کہ اورا مناسبت بانفس سالک و وقت و حال او بیشتر باشد۔“

وخواہ اسم پروردگار محض تنہا باشد یا در ضمن تہلیل کہ نفی و اثبات است، یا در ضمن تسبیح و حمد و تکبیر و لا حول، و دیگر اذکار مسنونہ باشد، وخواہ کیفیت ذکر یک ضربی باشد خواہ دو ضربی فصاعداً، وخواہ با حبس نفس وخواہ بے حبس نفس، خواہ بدون برزخ وخواہ با برزخ، وخواہ سہ رکعتی وخواہ ہفت رکعتی، وخواہ با شرائط عشرہ کہ در شد و مد و تحت و فوق و محار بہ و مراقبہ و محاسبہ و مواعظ و تعظیم و حرمت است وخواہ بدون این شرائط الی غیر ذلك من الخصوصیات التي استنبطها الماهرون من أهل الطريق و۔

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (الأنبياء: ۷) واهم مہمات آنست کہ بیچ لمحہ و بیچ نفس غافل نباشد و بیچ شغل و عمل ازین یاد باز نماند چنانچہ در آیت دیگر فرمودند: ”رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔“ (النور: ۳۷)

ترجمہ: ”یعنی آپ اپنے پروردگار کا نام ہمیشہ یاد کرتے رہیں، ہر وقت اور ہر کام میں اور ہر عبادت کے ساتھ خواہ اس کے اثناء میں ہو، اور خواہ اس کے اول و آخر میں، خواہ زبان سے ہو، خواہ لطیفہ قلب سے اور خواہ روح سے اور خواہ سری ہو، خواہ خفی اور خواہ انہی، اور خواہ نفس سے ہو۔ خواہ دن میں ہو، خواہ رات میں، ذکر لسانی سر آہو یا جہراً، اور چاہے پوشیدہ ہو، اور پروردگار کا نام خواہ اسم ذات ہو یا اسم اشارہ، ”ہو“ سے ہو یا اسماء حسنیٰ میں سے کسی ایک نام سے ہو، جو نام سالک کی ذات اور اس کے حال اور وقت کے زیادہ مناسب ہو، پھر اسم ذات یا کلمہ طیبہ کے ضمن میں نفی و اثبات کے ساتھ، خواہ ”سبحان اللہ“، ”الحمد للہ“، ”اللہ اکبر“ اور ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کے ساتھ اور دوسرے مسنون اذکار کیساتھ ہو، اور خواہ کیفیت ذکر یک ضربی ہو خواہ دو ضربی، یا اس سے بھی زیادہ، خواہ حبس نفس کے ساتھ ہو یا حبس

دم کے بغیر، برزخ کے بغیر ہو یا برزخ کے ساتھ، خواہ سہ رکنی ہو یا ہفت رکنی، خواہ شرائط عشرہ کے ساتھ ہو (یعنی شد، مد، تحت، فوق، محاربہ، مراقبہ، محاسبہ، مواعظ، تعظیم اور حرمت)، یا ان شرائط وغیرہ کے بغیر دوسری خصوصیات کے ساتھ ہو جو ماہرین اہل طریقت کی وضع و استنباط کی ہوئی ہیں۔ قرآن کہتا ہے: ”اگر تمہیں خود علم نہیں ہے تو نصیحت کا علم رکھنے والوں سے پوچھ لو۔“ (الانبیاء: ۷)

اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کسی لمحہ کسی دم غفلت نہ ہو، اور کوئی کام اور مشغلہ ذکرِ الہی سے روکے نہیں، جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا:

”جنہیں کوئی تجارت یا کوئی خرید و فروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے۔“

(النور: ۳۷)

مؤمن کا کوئی لمحہ یا ذکرِ الہی سے خالی نہیں رہنا چاہیے، حدیثوں میں جو مختلف اوقات میں دعا اور ذکر بتائے گئے ہیں ان کا مقصد یہی ہے کہ مؤمن کا ہر لمحہ اللہ کی یاد سے تازہ و تابندہ رہے۔

جب صبح ہو یا شام ہو تو یہ دعائیں:

”اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَ اِلَيْكَ النُّشُوْرُ“۔ (ص: ۷۴)

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم نے تیرے فضل و کرم سے صبح کی اور تیرے کرم سے شام کی اور تیری عنایت سے جیتے اور تیرے حکم سے مرتے ہیں، اور مرنے کے بعد تیرے پاس اٹھ کر آنا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم ہر طرح عافیت اور امن و سلامتی سے زندگی بسر کر رہے ہیں، لہذا اس نعمت کا شکر، یہ کہہ کر ادا کیجئے:

”اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي، اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي،
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“ (ثَلَاثًا)۔

ترجمہ: ”اے اللہ! تو میرے بدن میں عافیت و سلامتی رکھ، اے اللہ! تو میری شنوائی و سماعت میں عافیت و سلامتی رکھ، اے اللہ! تو میری بینائی میں عافیت و سلامتی رکھ، اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں (تین بار کہے)۔“

اور ساتھ ہی ان باتوں سے پناہ مانگے:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“ (ثَلَاثًا)۔ (ص: ۷۹)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں کفر سے اور فقر وفاقہ سے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں (یہ تین بار کہے)۔“

زندگی میں انسان کے ساتھ رنج و غم لگے رہتے ہیں، اور کبھی قرض بھی لینا پڑتا ہے، کبھی بے بس ہو جاتا ہے، اور کبھی سستی چھا جاتی ہے، اور تنگدستی آڑے آتی ہے، ایسے مواقع پر اللہ سے یوں التجا کرتا ہے:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ“۔

(ص: ۸۴)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سوچ بچار سے، اور غم سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور رنج سے،

اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے دباؤ سے اور لوگوں کے جو رستم سے۔

جب بستر پر لیٹنے لگے تو یہ دُعا پڑھے:

”بِسْمِكَ رَبِّي، وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَأَغْفِرْ لَهَا،

وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَأَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ“۔ (ص: ۹۶)

ترجمہ: ”اے میرے رب! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا (لیٹا)

اور تیری ہی مدد سے اسے اٹھاؤں گا (بیدار ہوں گا)، اگر تو میری جان روک لے

(سوئے میں روح قبض کرے) تو اس کی بخشش فرما، اور اگر چھوڑے (زندہ رکھے)

تو اس کی حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔“

یہ نہ ہو سکے تو اتنا ہی کہہ لیا کرے:

”اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوتُ وَاَحْيٰى“۔ (ص: ۹۷)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرتا (سوتا) ہوں، اور زندہ ہوتا (جاگتا)

ہوں۔“

جب بیت الخلاء میں جائے تو یہ دُعا مانگے:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ“۔ (ص: ۱۰۹)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور جتنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

اور پاخانے سے باہر نکلے تو کہے:

”غُفْرَانَكَ“۔ (ص: ۱۰۹) ترجمہ: ”میں گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔“

جب مسجد میں داخل ہو تو یوں کہے:

”اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“۔ (ص: ۱۱۲)

ترجمہ: ”اے اللہ! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے“۔

جب مسجد سے باہر آئے تو یہ کہے:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ“۔ (ص: ۱۱۲)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل و کرم مانگتا ہوں“۔

جب افطار کرے تو یہ دُعا مانگے:

”ذَهَبَ الظَّمْأُ وَاَبْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَنَبَتَ الْاَجْرُ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ“۔ (ص: ۱۷۱)

ترجمہ: ”پ्याس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجران شاء اللہ لکھ لیا گیا“۔

مال میں زیادتی اور بڑھوتری چاہے تو یہ درخواست کرے:

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، وَعَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ،

وَعَلٰی الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ“۔ (ص: ۱۷۶)

ترجمہ: ”اے اللہ! تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور مومن

مردوں پر اور مومن عورتوں پر، اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر رحمت نازل

فرما“۔

مسافر کو ان کلمات کے ساتھ رخصت کرے:

”اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ“۔ (ص: ۱۷۷)

ترجمہ: ”میں تیرا دین، اور تیری امانت، اور تیرے آخری عمل کا انجام اللہ کے سپرد

کرتا ہوں“۔

اور جب ہم بستری کا ارادہ ہو تو ان الفاظ میں التجا کرے تاکہ اولاد شیطان کے شر سے محفوظ رہے:

”بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا“۔ (ص: ۱۹۹)

ترجمہ: ”میں اللہ کے نام سے یہ کام شروع کرتا ہوں، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دُور رکھ، اور شیطان کو ہم سے اور اس (اولاد) سے دُور رکھ جو تو ہمیں عطا کرے۔“

اور جب ماہِ نو کا چاند دیکھے تو یہ دُعا مانگے:

”اللَّهُمَّ أَهْلَهُ عَلَيْنَا بِالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا

تُحِبُّ وَتَرْضَى، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ“۔ (ص: ۲۰۴)

ترجمہ: ”اے اللہ! تو اس چاند کو ہم پر خیر و برکت، اور ایمان و سلامتی کے ساتھ نکال، اور اسلام اور ان باتوں کی توفیق دے جن سے تو خوش ہوتا اور جنہیں تو پسند کرتا ہے، (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔“

جب کسی مسلمان کو ہنستا ہنساتا دیکھے تو کہے:

”أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ“۔ (ص: ۲۱۵)

ترجمہ: ”اللہ تجھے ہمیشہ ہنساتا رکھے۔“

اور جب غصہ آئے تو پڑھے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ (ص: ۲۴۰)

ترجمہ: ”میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطانِ مردود سے۔“

بیمار کے پاس جائے تو یہ دعا کرے:

”اللَّهُمَّ اشْفِهِ؛ اللَّهُمَّ عَافِهِ“۔ (ص: ۲۵۴)

ترجمہ: اے اللہ! تو اسے شفا دے اور اسے تندرست کر دے۔

اللہ کو یاد کرنے والوں کی شان:

”ذکر اللہ“ کرنے والوں کی شان یہ ہے کہ دنیا کے معاملات اور تجارت میں لگے ہوئے ہیں پھر بھی دل ان کے کہیں اور ہی اٹکے ہوتے ہیں، نہ ان سے فرائض کی ادائیگی میں غفلت ہوتی ہے اور نہ وہ ادائے حقوق میں سستی کرتے ہیں، ان کی زبان ”بارک اللہ!“، ”یرحمک اللہ“، ”یغفر اللہ“، ”رحمة اللہ“، ”واللہ، باللہ، إلا اللہ“ اور اردو میں ”اللہ کی رحمت ہو“، ”اللہ ہدایت دے“، ”اللہ برکت دے“، ”اللہ صحت دے“، ”اللہ رکھے“، ”اللہ عافیت دے“، ”اللہ خیریت سے پہنچائے“، ”اللہ توفیق دے“، ”اللہ خیر کرے“، ”اللہ بخشنے“، ”اللہ رحم کرے“، ”اللہ معاف کرے“، ”اللہ کی پناہ“ وغیرہ جملوں سے تر رہتی ہے۔

مسند احمد اور معجم طبرانی میں معاذ بن انسؓ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

”أن رجلاً سأله فقال: أي الجهاد أعظم أجراً؟ قال: أكثرهم لله تبارك وتعالى ذكراً۔ قال: فأبي الصائمين أعظم أجراً؟ قال: أكثرهم لله تبارك وتعالى ذكراً۔ ثم ذكر لنا الصلاة والزكاة والحج والصدقة۔ كل ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أكثرهم لله تبارك وتعالى ذكراً۔ فقال أبو بكر رضي الله تعالى عنه لعمر رضي الله تعالى عنه: يا أبا حفص!

ذهب الذاکرون بکل خیر۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
أجل۔ (۱)

ترجمہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جہاد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر اجر پانے والا کون ہے؟ فرمایا: جو ان میں اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے، اس نے عرض کیا: روزہ رکھنے والوں میں سب سے زیادہ اجر پانے والا کون ہے؟ فرمایا: جو ان میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہو، پھر اس شخص نے اسی طرح نماز، حج اور صدقہ ادا کرنے والوں کے متعلق پوچھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے جواب میں یہی فرمایا کہ جو ان میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ کو یاد کرنے والے تمام خیر لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جی ہاں!“

ذکرِ الہی سے وابستگی کا ثمرہ:

ذکرِ الہی سے وابستگی و تعلق کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ مؤمن بندے کا ہر لمحہ عبادت اور بندگی میں گزرتا ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ آیت مبارکہ: ”وَتَبْتَئِلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا“۔ (المزمّل: ۸) ”اور سب سے الگ ہو کر پورے کے پورے اُسی کے ہو رہو“ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

(۱) مسند الامام احمد بن حنبل: ۳/۴۳۸، ب ت، المکتب الاسلامی، (بیروت)۔ تفسیر القرآن العظیم، اسماعیل ابن کثیر: ۳/۴۸۸، ب ت، دار احیاء الکتب العربیۃ، القاہرہ۔ الدر المنثور، السیوطی: ۶/۶۱۹ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۳ھ

”اول بزبان ذکر گوید تا آنکہ حرکت زبان ساقط شود، و بے اختیار ذکر جاری گردد، و بعد از آں بہ تخیل دل ذکر گوید تا آن کہ حروف ہم در میان نماںدہ محض معنی در ذہن راسخ گردد، و بعد ازین شمار منقطع شود، و ذکر حالتے گردد از حالات و درین وقت محبت قویہ حادث شود، و مذکور را اصلاً فراموش کردن نتواند، باز غیبت از جمیع اشیاء ظاہراً و باطناً خود آرد، و تا آنکہ از نفس و صفات نفس خود نیز غائب شود، و این مرتبہ را قرب نامند، باز نوبت با آن رسد کہ از ذکر نیز غیبت رود ہد، و محض شہود مذکور باقی ماند، و ایں فنا است بعد از اں اتصالے بے تکلیف و بے قیاس با محبوب خود حاصل شود، و بقا ہمیں است، و دریں مرتبہ اورا شاہ و ولی و واصل خطاب تو اں داد، و سابق از آں طالب مرید و شوقین و جو یا تو اں گفت“۔ (۱)

ترجمہ: پہلے ذکر زبان سے ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ زبان سے ذکر کرنا ساقط ہو جائے اور ذکر بے اختیار جاری ہو جائے پھر اس کے بعد دل میں خیال کے ذریعے سے ذکر کرے یہاں تک کہ حروف کا واسطہ بھی درمیان میں باقی نہ رہے، فقط معنی ہی ذہن میں جم جائیں، پھر اس کا شمار اور گنتی بھی جاتی رہے بلکہ ذکر بھی دوسری حالتوں کی طرح ایک حالت بن جائے، اس وقت اسے پھر ہمدّت کی محبت لاحق ہوتی ہے، اور مذکور یعنی جس ہستی کو یاد کرتا رہتا ہے اسے کسی وقت نہیں بھول سکتا، اس کے بعد سب چیزوں سے ظاہری ہوں یا باطنی غیبت حاصل ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے نفس اور اس کی صفات سے بھی غائب رہنے لگتا ہے، اور اس مرتبہ کا نام ”قرب“ یا ”قربۃ“ ہے۔ پھر یہ نوبت آ جاتی ہے کہ

ذکر سے بھی غیبت ہو جاتی ہے، اور محض ”مشہود مذکور“ باقی رہ جاتا ہے، یہ فنا کی سرحد ہے، پھر اسے اپنے محبوب سے وابستگی و اتصال حاصل ہو جاتا ہے، جس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی، اور نہ وہ قیاس کی جاسکتی ہے، اور یہ (بقا) ولایت کا مرتبہ ہے، اس رتبہ والے کو شاہ، ولی اور واصل کہہ سکتے ہیں، اس سے پہلے رتبہ والے کو طالب، مرید، شوقین اور جو یا کہا جاسکتا ہے۔

دس کلمات اذکار کا تذکرہ جن کا ہر شریعت میں رواج و معمول رہا:
شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ایسے دس کلمات اذکار کے متعلق تفسیر ”فتح العزیز“ میں رقمطراز ہیں:

”در این جا باید دانست کہ اذکارِ عشرہ کہ تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل و توحید و حوقل و حسبہ و بسملہ و استعانت و تبارک است، و در ہر شریعت صغی مختلفہ آنہا رائج و معمول است۔“ (۱)

ترجمہ: یہاں اس حقیقت کو سمجھ لینا چاہیے کہ اذکارِ عشرہ (۱) سبحان اللہ کہنا (۲) الحمد للہ کہنا (۳) اللہ اکبر کہنا (۴) کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنا (۵) وحدہ لا شریک لہ کہنا (۶) لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا (۷) حسبنا اللہ کہنا (۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا (۹) اللہ تعالیٰ سے استعانت مانگنا (۱۰) برکت مانگنا، مذکورہ بالا دس کلمات ہر شریعت میں مختلف الفاظ اور صیغوں کے ساتھ رائج اور قابل عمل ہیں۔

(۱) تفسیر عزیزی، ص: ۳، سورۃ تبارک الذی، مطبع احمدی، کلکتہ، ۱۲۳۸ھ۔

کلمات عشرہ سے قرآن کی بعض سورتوں کا آغاز:

”این ذکر کہ عبارت از تبارک است در صدر دو سورہ از قرآن مجید واقع شدہ چنانچہ تحمید در صدر پنج سورہ واقع شدہ و تسبیح در صدر ہفت سورہ و حقیقت این ذکر ملاحظہ کثرت انعام و احسان او تعالیٰ است کہ در ہر ذرہ از ذرات عالم جلوہ گر است با دوام و استمرار؛ زیرا کہ در مفہوم برکت ہر دو چیز داخل است، مصدریت خیر و دوام آں، ولہذا چیزے را کہ مصدر خیر نباشد مبارک نمی گویند، و چیزے را کہ یک دوبار از آن خیر صادر شود نیز مبارک نمی نامند، تا آنکہ مصدر خیر مستمر و دائم نباشد۔“ (۱)

ترجمہ: ”یہ ذکر جو ”تبارک“ سے عبارت و مراد ہے قرآن مجید کی دو سورتوں (سورۃ الفرقان اور سورۃ الملک) کا آغاز اس لفظ سے ہوا ہے، اور پانچ سورتوں (سورۃ الفاتحہ، سورۃ الانعام، سورۃ الکہف، سورۃ سبا، سورۃ الفاطر) کا آغاز الحمد سے ہوا، اور ”سبحان“ اور اسکے مادہ سے سات سورتوں (سورۃ الاسراء، سورۃ الحدید، سورۃ الحشر، سورۃ الصف، سورۃ الجمعہ، سورۃ التغابن، سورۃ الاعلیٰ) کا آغاز ہوا ہے..... اس ذکر کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات و احسانات کا مشاہدہ کرنے سے جو اس عالم کے ذرات میں سے ہر ذرہ میں جلوہ فرما ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے اس لئے کہ برکت کے مفہوم میں دو چیزیں داخل ہیں [۱] یہ کہ وہ سرچشمہ خیر ہے [۲] اس کا فیضان ہمیشہ جاری ہے، لہذا جو چیز مصدر خیر نہ ہوگی اسے مبارک نہیں کہتے، اور جس چیز سے ایک یا دو بار خیر صادر ہو جاتی ہے اس کو بھی مبارک کے نام سے موسوم

(۱) تفسیر فتح العزیز، مکتبہ مطبع احمدی ۱۲۴۸ھ پارہ: ۲۹، ص: ۳-۴

نہیں کرتے جب تک کہ منج خیر نہ ہو، اور خیر بھی برابر جاری نہ ہو۔

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے:

۱..... اذکار و ادعیہ کا آغاز اسمِ جلالہ ”اللہ“ سے ہوتا ہے۔

۲..... یا اسماءِ حسنیٰ میں سے کسی نام سے ہوتا ہے۔

۳..... یا پھر اسماءِ عشرہ مذکورہ میں سے کسی اسم سے یا ان اسماء میں سے کوئی اسم اس دُعا کا جزو ہوتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ دعاؤں کا آغاز عربی زبان کے جن ماڈوں کے صیغوں سے ہوا ہے وہ عربی زبان کے نو مادوں میں منحصر ہیں، موصوف فتاویٰ عزیزی میں رقمطراز ہیں:

”قد حقق هذا الفقير في بعض تأليفه أن الأذكار المأثورة كلها محصورة في صيغ تسع لا تكاد (۱) يخطأها۔ أولها: تسبيح، وثانيها: الحمد لله، وثالثها: التكبير، ورابعها: التهليل، وخامسها: التفويض والتوكل، وسادسها: التعوذ والالتجاء والتحصن، وسابعها: الصلاة على النبي المختار، وثامنها: الاستغفار، وتساعها: الأدعية الجامعة للمطالب الكلية والجزئية على حسب الحاجات والأوقات، ولكل من هذه الصيغ إجمال وتفصيل واثار في نفس الذاكر والخواص في حصول المطالب وكلمات التفويض والتوكل من الترياق، والمجرب عند حصول اليأس بحسب الظاهر۔ وقد زاد بعض أصحابي صيغة عاشرة، وهي: التسمية، ولكن تلك ليست صيغة مقصودة عند هذا الفقير، بل هي إنما وردت وسيلة لصحة الاحتياج بجميع الأذكار، اللهم إلا في بعض

(۱) كذا في المطبوع والصحيح ”تخطأها“ أي تتجاوزها۔

المواضع كقوله ”بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء“ فهي حينئذ من صيغ التحصن والتعوذ، والباء متعلقة بالاستعاذة المقدره، فكأنه يقول: أعوذ بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء۔ هذا هو التحقيق. والله الهادي إلى سواء الطريق (۱)۔

ترجمہ: بعض تالیفات میں اس فقیر نے اس امر کی تحقیق کی ہے کہ تمام اذکارِ مسنونہ نو-۹- صیغوں میں منحصر ہیں، تقریباً اس سے زیادہ نہیں ہے۔ اول تسبیح ہے، دوم ”الحمد لله“ ہے، تیسرے تکبیر ہے، چوتھے تہلیل ہے، پانچویں تفویض و توکل ہے، چھٹے تعوذ والتجاء اور تحصن ہیں، ساتویں صلوٰۃ علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم ہے، آٹھویں استغفار، نویں جامع دعائیں جوگئی اور جزئی مقاصد و مطالب کے حاصل کرنے، حاجتوں اور اوقات کے مناسب و مطابق ہیں، اور مذکورہ تمام مادوں کے صیغوں میں اجمال و تفصیل ہے، اور اسکے آثار بھی ذکر کے نفس میں پائے جاتے ہیں، اور مطلب برآری میں انھیں خصوصیت حاصل ہے، تفویض و توکل کے تریاق ہیں، بظاہر ناامیدی کے وقت ان کا پڑھنا، کامیابی کا مجرب نسخہ ہے۔

اور میرے بعض دوستوں نے دسواں صیغہ تسمیہ کا ذکر کیا ہے، لیکن اس فقیر کے نزدیک یہ صیغہ مطلوب و مقصود نہیں ہے، یہ تو تمام اذکار میں صحت احتیاج کا وسیلہ و ذریعہ ہے، بعض مواقع پر ممکن ہے، جیسے ”بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء“ اس موقع پر یہ تحصن و تعوذ کے صیغوں کا کام دے گا، اور ”بسم الله“ کی بقاء استعاذہ مقدرہ سے متعلق ہوگی تو گویا یہ کہنا ہوگا: ”أعوذ بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء“، یہی تحقیقی بات ہے اور اللہ ہی سیدھی راہ بتلانے والے ہیں۔

دعائے مانگنے کا سادہ اور آسان طریقہ:

دعائے مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جائے پھر رب العالمین کے حضور میں عرض مدعا کیا جائے، اس انداز سے جو دُعا کی جائے گی وہ قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔ (ابوبکر الجصاص، احکام القرآن ۱: ۴۲)

ابو اسحاق زجاج لغوی (المتوفی ۳۱۱ھ/۹۲۳ء) نے آیہ شریفہ: ”أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا“۔ (البقرة: ۱۸۶) ”(اے پیغمبر! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ: میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سناتا ہوں)“ کی تفسیر میں تصریح کی ہے کہ: دُعا کی تین قسمیں ہیں، یا دعائیں طرح سے کی جاتی ہیں:

۱..... اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، مثلاً ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“ (تیرے سوا کوئی معبود نہیں) کہنا یا ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ (اے ہمارے پروردگار تمام تعریفیں تیرے لئے سزاوار ہیں) کہنا۔

۲..... اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کی درخواست کرنا یا ان باتوں کو مانگنا جن سے اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جیسے ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا“ (اے اللہ! مجھے معاف فرما) کہنا۔

۳..... اللہ تعالیٰ سے دنیا کی کوئی چیز مانگنا۔ مثلاً مال، دولت، اولاد وغیرہ۔ ان تمام قسموں کو دعا اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان الفاظ میں حرفِ ندا (حرفِ یا) اسی امر کا غماز ہے، جیسے یا اللہ، یا رحمان، یا رحیم، یا رب کہنا۔

تہلیل و تجید اور تسبیح و تقدیس وغیرہ اگرچہ سوال نہیں مگر یہ اجر و ثواب کا مستحق بنادیتی ہے، یہ دعا کی طرح ہیں، اس لئے ان کو بھی دعا سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

”إِذَا شَغَلَ عَبْدِي ثَنَاءَهُ عَلَيَّ مِنْ مَسْئَلَتِي، أُعْطِيَتهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي

السَّائِلِينَ“۔ (الزهد لابن المبارك: ۳۲۶ طبعہ دار الکتب العلمیة)

ترجمہ: میرا بندہ جب میری ثناء میں ایسا منہمک ہوتا ہے کہ سوال کی نوبت نہیں آتی تو

اسے مانگنے والوں سے زیادہ اور اچھا دیتا ہوں۔

تین طریقوں سے دعاؤں کا آغاز:

دعاؤں کا آغاز تین طریقوں سے کیا جاتا ہے، اور یہ تینوں طریقے مسنون دعاؤں میں پائے جاتے ہیں، ان میں کون سا طریقہ سب سے بہتر ہے؟ اس کی طرف علامہ ابن القیم الجوزی نے اشارہ کیا ہے چنانچہ وہ ”النفیس القیم“ میں رقم طراز ہیں:

دعائیں تین طرح سے مانگی جاتی ہیں:

اول: یہ کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے اسماء و صفات کا واسطہ دے کر دعا مانگی جائے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (سورة الأعراف، الآية: ۱۸۰)

ترجمہ: اور اسماءِ حسنیٰ (اچھے) (۱) اچھے نام) اللہ ہی کے ہیں، اُسکو انہی ناموں سے

(۱) یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ نام: (۱) اللہ (۲) رب (۳) رحمن (۴) رحیم (۵) مالک یہ دو اساس پر قائم ہیں:

پہلی: اللہ تعالیٰ کے نام اس کی کمالی صفات پر دلالت کرتے ہیں، اور اس کی صفات سے مشتق ہیں، یہی اسماء و صفات ہیں جو اسماءِ حسنیٰ (اچھے ناموں) سے یاد کیے جاتے ہیں، اگر یہ اسماء صرف الفاظ ہوتے اور اچھے اور پاکیزہ معانی ان میں پنہاں نہ ہوتے تو حسنیٰ کی صفت سے آراستہ نہ ہوتے، = وہ مدح و کمال پر دلالت کرتے، ان میں اس امر کی گنجائش ہوتی کہ انتقام و غضب کے اسماء کو رحمت و احسان کی جگہ استعمال کیا جاتا یا اسکے برعکس، اور ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگنا جائز ہوتا چنانچہ یوں دعا مانگنا: ”اللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاعْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْمُتَّقِمُ“۔ ”اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم ڈھایا ہے تو مجھے بخش دے، بے شک تو انتقام لینے والا ہے“۔ ”اللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الضَّارُّ الْمَانِعُ“۔ ”اے اللہ! تو مجھے عطا فرما، بے شک تو ہی نقصان پہنچانے والا اور روکنے والا ہے۔“ درست ہوتا، حالانکہ اس طرح سے دعا مانگنا شریعت میں جائز نہیں۔ قرآن کہتا ہے: (جاری ہے)

پُکارو۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ اسماءِ حسنیٰ میں سے کسی اسم کا ورد بتکرار ذکر کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے، یا پھر دعا کی صورت اختیار کر جاتا ہے، اس لئے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کا ہر نام دعا گو کی کسی ضرورت سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرے یہ کہ تم اپنی حاجت، درماندگی، ذلت و عاجزی کا اظہار کرو اور سائل بن کر مانگو، جیسے یوں کہو: ”أَنَا الْعَبْدُ الْفَقِيرُ الْمُسْكِينُ الْبَائِسُ الْمُسْتَجِيرُ“۔ وغیرہ۔

تیسرے یہ کہ تم اس کے آگے ہاتھ پیارو، اس سے التجاء اور درخواست کرو لیکن جو حاجت ہے اس کا ذکر نہ کرو۔

پہلی قسم دوسری قسم سے زیادہ بہتر و زیادہ کامل ہے، اور دوسری قسم تیسری سے زیادہ

= وَذُرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (الأعراف، آية: ۱۸۰)
”اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں، وہ جو کچھ کر رہے ہیں اس کا بدلہ انہیں دیا جائے گا۔“

یہ اسماء اگر ان اوصاف و صفات پر دلالت نہ کرتے تو ان کے مصادر و مشتقات سے خبر دینا بھی جائز نہ ہوتا، حالانکہ حق تعالیٰ شانہ نے ان مصادر و صفات سے اپنی ذاتِ عالی اور اپنے محبوب رسول ﷺ کو متصف کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ (الذاریت، آية: ۵۸)
”اللہ تو خود ہی رزاق ہے، مستحکم قوت والا!“

اس سے معلوم ہوا کہ قوی اس کے ناموں میں سے ہے، معنی یہ ہیں کہ وہ ذاتِ قوت سے متصف ہے، دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا۔ (النساء، الآیة: ۱۳۹)

”حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے۔“

(جاری ہے)

اچھی اور کامل تر ہے، جس دعا میں یہ تینوں باتیں جمع ہو جائیں، وہ ان میں سب سے زیادہ کامل و جامع طریقہ دعا ہے۔

رسالت مآب ﷺ کی دعاؤں میں یہ تینوں باتیں پائی جاتی ہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں میں بھی یہ تینوں خوبیاں یکجا موجود ہیں، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور دعا ہے:

”اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا“۔

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ہی ظلم ڈھایا ہے۔

= چنانچہ عزیز وہ ہے جسے عزت و غلبہ حاصل رہے، اگر قوت و عزت کا ثبوت باری تعالیٰ کے لئے نہ ہوتا تو اسے قوی و عزیز نہ کہا جاتا۔

اسماء باری تعالیٰ معانی و صفات پر مشتمل نہ ہوتے تو اس امر کی گنجائش بھی نہ ہوتی کہ اس کے افعال کی خبر بھی دی جاتی چنانچہ یہ کہنا درست نہ ہوتا کہ وہ سُنتا، دیکھتا، جانتا، قدرت رکھتا، ارادہ کرتا ہے، اس لئے کہ صفات کا حکم ثابت کرنا تو صفات کے ثبوت کی فرع و دلیل ہے، جب اصل صفت ہی موجود نہ ہو تو حکم کیونکر ثابت کیا جاسکتا ہے، اس اصول اور اساس پر اللہ کو سمیع، بصیر، عالم، قادر اور مرید کہا جاتا ہے۔

دوسری اساس یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر ایک نام اس کی ذات و صفت پر اور جس سے وہ مشتق ہے، دلالت مطابقی رکھتا ہے، اسی طرح دوسری دونوں دلالت تضمنی، دلالت التزامی پر بھی دلالت کرتا ہے چنانچہ لفظ سمیع کی سننے والے پر دلالت مطابقی، سننے پر دلالت تضمنی اور حیات پر دلالت التزامی ہے، یہی بقیہ اسماء و صفات کا حال ہے، دلالت تضمنی و التزامی کا ادراک ذرا مشکل ہے، اس لئے بہت سے اسماء و صفات اور ان کے احکام میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ (النفیس القیم مرتبہ محمد اولیس الندوی، دارالعلوم الحدیثیہ، ص: ۲۸-۳۱، بیروت)

یہ تو سائل کا حال ہے۔ پھر جس سے درخواست کی جا رہی ہے اس کی صفت کا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے:

”وَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ“۔

ترجمہ: اور بے شک تیرے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں۔

پھر فرمایا:

”فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ“۔

ترجمہ: سو آپ اپنی طرف سے مجھے بخش دیجئے، اور مجھ پر رحم کیجئے۔

اس جملے میں اپنی حاجت کا ذکر ہے، اور دعا کا خاتمہ دوا سماء حسنیٰ غفور ورحیم پر کیا گیا جو مطلوب کے مناسب اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں، چنانچہ خاتمہ دعا میں کہا گیا ہے:

”إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ“۔

ترجمہ: بلاشبہ آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں۔

لفظ اللہم سے دعاؤں کا آغاز:

اکثر و بیشتر دعاؤں کا آغاز اللہم کے لفظ سے ہوتا ہے اس لئے اس لفظ پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ اس کی حیثیت بھی واضح ہو جائے۔

مشہور تابعی و نامور محدث ابو رجاء عمران بن ملحان عطار دیلمی المتوفی ۱۵۰ھ کا قول ہے کہ: اللہم کے لفظ میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے اسرار جمع ہیں۔

مشہور امام لغت نصر بن شمیم بصری المتوفی ۲۰۴ھ فرماتے ہیں اللہم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء کا جامع ہے، علماء کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ اس میں میم، واو جمع کی جگہ ہے اور

اس لئے میم کو مشدّد دلایا گیا ہے، واؤ اور میم دونوں قریب المخرج ہیں، گویا دعا کرنے والا اللّٰہم کہہ کر یہ بتلاتا ہے کہ وہ اس ہستی سے درخواست کر رہا ہے جو اسماء حسنیٰ اور اعلیٰ صفات کی جامع ہے۔

بعض علماء کا مختار یہ ہے کہ حرف میم خود جمع پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس تاویل کی حاجت نہیں۔

حرف میم شفوی ہے، عربوں نے جمع میں اسے علامت کے طور پر استعمال کیا ہے، چنانچہ وہ واحد حاضر کے لئے ”انت“ اور جمع مذکر مخاطب میں میم کے ساتھ ”اتم“ بولتے ہیں، واحد غائب میں ”هو“ اور جمع مذکر غائب میں ”هم“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اسی طرح مخاطب کے صیغوں میں دیکھو مثلاً ”ضربت“ اور جمع میں ”ضربتم“ ضمیر منفصل میں غور فرمائیں واحد میں ”ایاک“ اور جمع میں ”ایاکم“ اسی طرح ”ایاہ“ جمع میں ”ایاہم“ واحد میں ”بہ“ اور جمع میں ”بہم“ اس کی نظیر ہیں۔

وہ الفاظ جن میں حرف میم آتا ہے تاثل کرو تو اس کے مادہ میں جمع کا مفہوم پایا جاتا ہے، چنانچہ ”لَمْ الشَّيْءُ يَلْمَهُ“ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی متفرق چیزوں کو اکٹھا کرتا ہے، ”لَمْ اللّٰهُ شَعْنَهُ“ اللہ نے اس کے متفرق امور کو یکجا کر دیا، انھیں متحد کر دیا، دار لمومة وہ گھر جو لوگوں کو اکٹھا کرے، اُكْلًا لِّمًا جو اپنے حصہ کے علاوہ دوسرے کا حصہ بھی چڑھا جائے، لِمَّة: وہ بال جو یکجا اکٹھے ہو جائیں اور کانوں تک پہنچ جائیں۔

التَّوَامُ: دو جڑواں بچے جو ایک ساتھ پیدا ہوں۔ اَلْأُمُّ، وَأُمُّ الشَّيْءِ: وہ چیزیں جس سے شائیں پھوٹیں، نسل بڑھے، اور وہ ان کی اصل اور بنیاد ہو، اس لئے مکہ کو ام القرى، سورۃ الفاتحہ کو ام القرآن اور لوح محفوظ کو ام الکتاب کہتے ہیں۔ اَلْأُمَّة: اس جماعت کو کہتے ہیں جو

خلقت میں یا زبان میں یا زمان میں برابر ہوتی ہے۔ الإمام : وہ ہے جس کی پیروی پر مقتدی یکجا ہو جائیں۔

أَمَّ الشَّيْءَ يَوْمُهُ، جب انسان کسی چیز کا ارادہ کرے، وَرَمَّ الشَّيْءَ يَوْمُهُ اس وقت بولتے ہیں جب چیز کی اصلاح کر کے اس کے تمام اجزاء یکجا کر دیئے جائیں۔

رُمَّان : انار کے دانے یکجا ہوتے ہیں اس لئے اس کو رمان کہا جاتا ہے۔

ضَمَّ الشَّيْءَ يَوْمُهُ : اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی چیز کو ملا کر یکجا کر دیا جائے۔
هَمَّ الْإِنْسَانُ وَهَمُّهُ : انسان کے فکر و غم۔

بَدَّرَ النَّتَمَ : جب چاند پورا ہوا اور اس کی روشنی پوری طرح چمکنے لگے۔

حَمَّ رَأْسُهُ : اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ سر منڈوانے کے بعد سر کے بال نکل آئیں۔ (۱)

عربوں نے مذکورہ بالا حکمت کے پیش نظر لفظ ”اللہ“ کے آخر میں حرف میم کا اضافہ کر کے ”اللہم“ کہا اس کی غایت یہی ہے کہ بندہ اپنی حاجت و حالت ایک ایسی بارگاہ میں پیش کر رہا ہے جو تمام صفات و کمال سے آراستہ اور ہر نقص و عیب سے پاک ہستی ہے، اب وہ پہلے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات کمال کا اعتراف کرتا ہے تو پھر اس کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے، لہذا دعا کا آغاز ایسے الفاظ سے کرتا ہے جن سے یہ مقصد حاصل ہو سکے، چنانچہ اس طرح سے دعا شروع کرے:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الْغَنَاءُ، الْمَنَّانُ بَدِيعُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔“

اس قسم کے الفاظ عربی میں ہوں یا اردو میں یا کسی اور زبان میں پھر عرض مدعا کرے

پھر وہ اس کی سنتا اور دعا قبول کرتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تم نے مانگا وہ تمہیں دیدیا گیا یا دیدیا جائے گا، مگر یہ قبولیت اس کی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے کہ وہ کب عطا کرتا اور کس صورت میں دیتا ہے، اس بات کو وہ ہم سے بہتر جانتا ہے اس لئے اس سے مانگتے رہنا چاہئے، اس امر میں مایوسی کفر ہے۔

انفرادی و اجتماعی دعا کی اقسام:

دعائیں بھی دو قسم کی ہیں: ۱- انفرادی ۲- اجتماعی۔

انفرادی: وہ دعائیں ہیں جن میں واحد متکلم کے صیغے اور ضمیریں استعمال کی گئی ہیں، ان کا تعلق فرد واحد کی اپنی اصلاح و فلاح، کامیابی و کامرانی، حاجت روائی و کار بر آری و مغفرت و معافی سے ہے۔

اجتماعی: وہ دعائیں ہیں جن میں جمع متکلم کے صیغے اور ضمیریں آتی ہیں، ان دعاؤں میں اجتماعی شان مضمّن ہے، پوری امت اس میں شریک ہوتی ہے اسلامی معاشرہ کے تمام افراد اس میں داخل ہیں۔

اس کتاب میں دونوں قسم کی دعائیں ہر باب و فصل میں بکثرت مذکور و منقول ہیں، ان کا تعلق زندگی کے کم و بیش ہر شعبہ سے ہے، انتخاب حسب حال و حسب موقعہ کیا جاسکتا ہے، انفرادی و اجتماعی نوعیت کی دعاؤں کا تعین ان کے ترجمے سے باسانی ممکن ہے۔

ائمہ مساجد اور خطیبان جلسہ کو اجتماع میں اس نوع کی دعائیں مانگنی چاہئیں جن کا تعلق پوری امت کے مفاد سے ہے، نجی طور پر جو شخص دعا مانگتا ہے اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ اپنے حق

میں دعا کرنے کے بعد ایسی دعائیں بھی مانگے جو پوری امت کی فلاح و کامرانی، مغفرت و بخشش سے تعلق رکھتی ہیں: اس لئے کہ اس پر دوسروں کا بھی حق ہے، جس طرح دوسرے مسلمانوں پر اس کا حق ہے، یہ ان کے لئے دعا کرتا ہے وہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں، چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی دعائیں اس امر کا نہایت پتہ ثبوت ہیں۔

دعا کی چار قسمیں:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے دعا کی چار قسمیں بیان کی ہیں، موصوف فرماتے ہیں، دعا کی چار قسمیں ہیں:

اول: دعائے فرض، مثلاً نبی کو حکم ہوا کہ اپنی قوم کے لئے ہلاکت کی دعا کرے، بس اسے یہ دعا کرنا فرض ہے۔

دوم: دعائے واجب، جیسے دعائے قنوت۔

سوم: دعائے سنت، جیسے بعد تشہد اور ادعیہ ماثورہ۔

چہارم: دعائے عبادت، جیسا کہ عارفین کرتے ہیں اور اس سے محض عبادت مقصود ہے، کیونکہ دعا میں تذلیل ہے اور تذلل حق تعالیٰ کو محبوب ہے، لہذا الدعاء من العبادۃ وارد ہوا ہے (۱)

دعا میں حضورِ قلب:

(۱) شائع امدادیہ، ص: ۴۶-۴۷

حکیم الامت حضرت تھانویؒ مہمات الدعاء میں رقمطراز ہیں:

”صرف زبانی دعا کہ آموختہ سارٹا ہوا پڑھ دیا نہ خشوع نہ خشیت، نہ دل

میں اپنی عاجزی کا تصور، یہ خالی از معنی دعا کیا ہوئی؟“۔

دعا میں جب تک کہ پورے طور پر قلب کو حاضر نہ کرے گا اور عاجزی اور فروتنی کے آثار اس پر نمایاں نہ ہوں گے ایسی دعا، دعا نہیں خیال کی جاسکتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو قلب کی حالت کو دیکھتے ہیں۔

دعا کا طریقہ:

دعا نہایت عاجزی و انکساری سے کرنی اور خاموشی سے مانگنی چاہئے، اس طرح دکھاوے اور شہرت کا خطرہ نہیں رہتا، خاموشی سے دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، دعا میں خوف و طمع دونوں ہونی چاہئیں، قبولیت کی امید اور گناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے رد ہونے کا کھٹکا رہنا چاہئے، ناامیدی بھی کفر ہے، اور بیجا اعتماد اور گھمنڈ بھی اچھا نہیں۔^(۱)

دعا اور تعوذ کی مثال:

ادعیہ و تعوذاتِ ماثورہ ہتھیار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہتھیار کی قدر و قیمت چلانے والے سے ہوتی ہے اس کی دھار سے نہیں اس میں کامیابی کے لئے حسبِ ذیل تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۲۲ و ۲۲۳

۱.....تھیار درست ہو۔

۲.....چلانے والے کے ہاتھوں میں جان ہو، سوجھ بوجھ بھی اچھی ہو۔

۳.....کسی قسم کی رکاوٹ بھی موجود نہ ہو۔

پھر نتیجہ صحیح نکلتا ہے، مذکورہ بالا تین شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو نتیجہ صحیح نہیں نکلے گا چنانچہ ضروری ہے کہ:

۱.....دعا کے الفاظ صحیح یاد ہوں۔

۲.....دعا مانگنے والے کے دل و زبان میں موافقت ہو، جو زبان سے ادا ہو دل بھی اس

کا ہمنوا ہو۔

۳.....کوئی اور چیز قبولیت دعا سے مانع موجود نہ ہو، پھر نتیجہ صحیح برآمد ہوتا ہے ورنہ

نہیں۔ (۱)

ذکر و دعا پر اطمینان قلب کا الہی وعدہ:

اس دور میں جہاں ہر طرف سامانِ عیش و طرب کی فراوانی ہے اور حسبِ حیثیت ہر ایک کو ہر طرح کی آسائش و راحت حاصل ہے، خوش دلی و خوش حالی کا سامان بکثرت موجود اور بآسانی دستیاب ہے، زندگی کے ہر میدان میں ترقی کی راہیں کشادہ ہیں پھر بھی دنیا میں ہر جگہ معاشرہ گھٹن کا شکار ہے، اور ہر فرد کو اطمینان قلب و سکون حاصل نہیں، چین نہیں، وہ اطمینان کو ترستا اور سکون قلب کی خاطر کہیں سہارا ڈھونڈنے کے لئے سرگرداں نظر آتا ہے، لیکن اطمینان قلب کی

(۱) محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیہ، الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص: ۱۷، مکتبہ السوادی

للتوزیع جدہ، ۱۴۰۸ھ، ص: ۱۴، مکتبہ الریاض الحدیثیہ بالریاض، ۱۳۹۲ھ-۱۹۷۲ء

دولت کا کہیں سراغ نہیں پاتا، اس کے حصول کے لئے اجتماعی اور انفرادی جو بھی کوشش ممکن ہے برابر جاری ہے لیکن تمام کوششیں رائیگاں جاتی ہیں، اطمینان و سکون نہیں ملتا۔

اس کی بنیادی وجہ اسلام کے نظام اذکار و ادعیہ سے بے رغبتی، غفلت و دوری ہے، دنیا میں غفلت و دوری کا یہ پردہ ہی وہ پردہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور یادِ الہی سے دور رکھتا ہے، دین حق قبول کرنے، دعوت حق کو سننے سے مانع ہے، اور آخرت میں انسان کو جہنم کا ایندھن بناتا ہے۔

قرآن کہتا ہے:

”الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا“۔

(سورة الکہف، الآية: ۱۰۱)

ترجمہ: جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) میری نصیحت کی طرف سے پردہ پڑا ہوا تھا، اور جو سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی یاد ہی وہ بنیاد ہے جس سے بندے کا رشتہ اللہ سے جڑتا اور قائم رہتا ہے، قرآن کہتا ہے:

”الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ“

(سورة الرعد، الآية: ۲۸)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں، اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

ذکر کے بھی درجات ہیں جس درجہ کا ذکر ہوتا ہے اسی درجہ کا اطمینان ہوتا ہے، ذکر کی

خاصیت ہی اطمینان قلبی ہے۔

”اطمینان قلب“ روپے پیسے، مال و دولت، عزت و جاہ، خدم و حشم، آل، اولاد، کارخانے، فیکٹری، منصب و حکومت سے حاصل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق و یادِ الہی سے حاصل ہوتا ہے اور جو ذکر اللہ سے جڑتا اور استوار ہوتا ہے اس کا ہر لمحہ عبادت میں گزرتا اور وہ ہر حال میں خوش رہتا ہے، یہ اسلام کا ایسا نظریہ حیات ہے جس کی مثال عالم کے مذاہب میں ملنی مشکل ہے، اس نظام کی یہی سب سے بڑی خوبی ہے کہ بندہ کی زبان ہمہ وقت ذکر اللہ سے تر رہتی، دل اللہ کی یاد سے آباد اور قناعت و غنا کی دولت سے ہمیشہ سرشار رہتا ہے، سخت سے سخت گھڑی اور کٹھن سے کٹھن منزل پر جزع و فزع، گھبراہٹ اور بے چینی نہیں ہوتی، اس کا سکون و اطمینان برقرار رہتا ہے، اس لئے کہ اس کا دل اور زبان یادِ الہی سے معمور ہے، اذکار و ادعیہ کا اسلامی نظام اس نوع کی زندگی بناتا اور سنوارتا ہے کہ ہر لمحہ اور ہر آن عبادت میں گزرتا اور وہ اطمینان قلب کی لذت سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔

اسلامی عبادات کا مرکز و محور ”ذکر اللہ“ ہے، اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے اہم رکن نماز ہے، قرآن نے اس کی غرض و غایت ان الفاظ میں بیان کی ہے: **وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي**۔ (سورۃ طہ، الآیۃ: ۱۴) میری یاد کیلئے نماز پڑھا کرو۔

اقامتِ صلوٰۃ کا مقصد یادِ الہی کو دل میں تازہ رکھنا ہے اور ذکر کا صلہ یہ بتایا گیا ہے: **”فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُون“**۔ (سورۃ البقرہ، الآیۃ: ۱۵۲)

ترجمہ: لہذا مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرو، اور میری ناشکری نہ کرو۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کی تشریح میں فرمایا ہے:

”بندہ ادھر سے یاد میں لگا ہوا ہے ادھر سے بھی مہر فرازی ہوتی رہے گی، یہی بندے

کے ذکر کا اصلی ثمرہ اور انعام ہے، سو اگر ذہن کے سامنے ان کا استحضار رہے تو بندہ

ذکر و شغل کو نہ کبھی تشویش ہو، اور نہ بے حاصل کی شکایت پیدا ہو۔“ (۱)

اسی طرح اسلام کا اہم رکن حج ہے، اس کا آغاز ہی تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تحمید سے ہوتا

ہے، طواف و عمرہ اذکار و ادعیہ پر مشتمل ہے، حج کا اہم رکن قیام عرفات ہے، اس میں سارا زور

اذکار و ادعیہ پر فرمایا گیا ہے، اس کے لئے (میدان عرفات میں) نماز میں تقدم و تاخر کیا گیا ہے

جس سے اسلام میں اس کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔

اس کتاب میں اسی نظام کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

خیر و شر کو سمجھنا اور گناہوں سے بچنا:

علامہ ابن قیم الجوزیہ، الجواب الکافی صفحہ ۲۴ میں رقمطراز ہیں:

”اس دنیا میں زندہ رہنے کے لئے ہر انسان کھانے پینے رہنے سہنے اور موسم اور بیماری

سے بچاؤ کا سامان کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنہیں بصیرت سے سرفراز کیا

ہے وہ اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ اخروی زندگی کی حفاظت اور وہاں کے مصائب اور

مشکلات سے چھٹکارا پانے کے لئے اس دنیا میں اللہ پر ایمان لانا، نیک عمل کرنا اور

گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے رہنا ناگزیر امر ہے۔ دنیا و آخرت میں کامیابی

کے لئے ضروری ہے کہ اسباب خیر و شر کو سمجھا جائے تاکہ گناہوں سے بچا جائے، اور

(۱) حکیم الامت تھانویؒ سے معذرت کے ساتھ ان کی عبارت میں قدرے تاخرو تقدم کیا گیا ہے۔

جو مشاہدہ کیا جائے اس سے بصیرت و عبرت حاصل کی جائے، معصیت و غفلت یہ دونوں ایسے اسباب ہیں جو دونوں عالم میں نقصان پہنچاتے ہیں ان کی وجہ سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، ان کو سمجھنا اور ان سے بچنا ضروری ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان پر اللہ کا انعام و اکرام ہوتا ہے مگر وہ گناہ سے باز نہیں آتا، یہ ڈھیل ہے، اسے اصطلاح شریعت میں استدراج کہا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جب پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ سخت ہوتی ہے اس سے بچنا چاہئے، بچاؤ کا نہایت کامیاب طریقہ توبہ و استغفار ہے۔“

گناہوں کی اصل:

غفلت، نسیان، بھول چوک، گمراہی اور بے راہ روی اس کی جڑ ہیں، شمس الدین ابن قیم الجوزیہ دمشقی المتوفی ۷۵۷ھ الجواب الکافی (۱) صفحہ ۳۳۱ و صفحہ ۴۳۱ میں رقمطراز ہیں:

”معاصی، شہوت و شہوات کے خلاف جہاد کے لئے حسب ذیل امور کی تکمیل ضروری ہے: ۱..... دشمن کے مقابلے میں پامردی۔ ۲..... دشمن کی نگرانی اور سرحدوں کی نگہبانی۔ ۳..... قلوب اور اس کی سرحدوں کی حفاظت تاکہ دشمن سرحدوں سے اندر نہ آ سکے، سرحدیں یہ ہیں: ۱- آنکھ ۲- کان ۳- زبان ۴- پیٹ ۵- ہاتھ ۶- پاؤں۔“

(۱) ص: ۸۶، مکتبۃ الریاض الحدیثیۃ بالریاض، ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲م

یہی راستے ہیں جن سے دشمن اندر داخل ہونے کا راستہ پاتا ہے، لہذا ان سرحدوں کی حفاظت کرو تا کہ دشمن داخل نہ ہو سکے، یہ صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، جنہوں نے ان سرحدوں کی اچھی طرح حفاظت کی تھی، ان سرحدوں کی حفاظت ورع و تقویٰ سے کی جاتی ہے، دعاؤں میں کثرت سے اس کا ذکر موجود ہے۔

گناہ و معصیت کا ظاہری اثر:

گناہ و معصیت کا ظاہری اثر یہ ہوتا ہے کہ گنہگار کو مدح و شرف کے بجائے مذمت کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ اسے مؤمن، صالح، محسن، متقی، مطیع، منیب (اللہ سے رجوع کرنے والا) ولی، عابد، خائف، اواب (اللہ سے لو لگانے والا) وغیرہ الفاظ کے بجائے فاجر، عاصی، معاند (مخالف حق)، مفسد، خائن، زانی، لوطی، سارق (چور)، قاتل، کذاب (دروغ گو) رشتہ توڑنے والا اور بے وفا کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، جو اسے قہر الہی کی وجہ سے دوزخ میں جانے کا مستحق اور ذلت و رسوائی کی زندگی گزارنے والا بنا دیتا ہے، اس کے برعکس متقی، رحمن کی رضا کا اور جنت میں داخلے کا مستحق ہوتا ہے۔

جرم و خطا قابل مؤاخذہ:

انسان فطری طور پر کمزور واقع ہوا ہے، اس میں بعض ایسی قوتیں (جیسے قوت غضبہ اور قوت شہویہ) ودیعت کی گئی ہیں کہ ان پر قابو پانا آسان نہیں، اس لئے اس سے خطا ہوتی رہتی ہیں، وہ کبھی جان بوجھ کر جرم کر بیٹھتا ہے کبھی انجانے میں اس سے گناہ ہو جاتا ہے، بھول چوک

سے بھی لغزش ہو جاتی ہے، بہر حال خطا و جرم قابل مؤاخذہ ہے۔

گناہوں کا دائرہ نہایت وسیع ہے، تاہم محققین علماء نے بڑے بڑے گناہوں کی نشاندہی کی ہے، ان سے احتراز ہر حال میں لازم ہے چنانچہ علامہ ابن قیم الجوزیہ الجواب الکافی (۱) میں رقم طراز ہیں:

بڑے چھوٹے جرائم:

گناہوں کی دو قسمیں ہیں:

۱..... کبائر (بڑے بڑے گناہ) ۲..... صغائر (چھوٹے چھوٹے گناہ)

ان معاصی کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی فرمانبردار حاکم اپنے غلام و خادم کو کسی مہم پر دور بھیجے اور دوسرے کو حکم دے کہ گھر کا فلاں کام کرنا، پھر وہ دونوں اس کی سرتابی کریں تو ان پر اس کی ناراضگی برابر ہوگی، وہ دونوں ہی اس کی نظر سے گر جائیں گے۔

حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ استخفاف المعاصی، صفحہ ۵: میں فرماتے ہیں:

”ہر گناہ (گو وہ صغیرہ ہو) اپنی حقیقت کے اعتبار سے عظیم ہے، کیونکہ گناہ کی حقیقت ہے حق تعالیٰ شانہ کی نافرمانی، اور نافرمانی خواہ چھوٹی ہو، بڑی ہے، باقی گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا تفاوت ایک امراضانی ہے، ورنہ اصل حقیقت کے اعتبار سے سب گناہ بڑے ہی ہیں، کسی کو ہلکا نہ سمجھنا چاہیے، جیسے آسمان دنیا عرش سے چھوٹا ہے مگر حقیقت میں کوئی چھوٹی چیز نہیں۔“ (ناپاکی، ناپاکی ہے، چاہے تھوڑی ہو مگر حقیقت میں ناپاکی ہے)

(۱) الجواب الکافی صفحہ ۱۱۰، صفحہ ۷۲، مکتبہ الریاض الحدیثیہ بالریاض

موصوف تذکیر الآخرۃ، صفحہ: ۲۵ میں رقمطراز ہیں:

”گناہِ صغیرہ (چنگاری کی طرح ہے) چھوٹا سا گناہ بھی تمام نیکیوں کو برباد کر سکتا ہے، جس طرح چھوٹی سی چنگاری سارے گھر کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے۔“
تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گناہوں کے درجات اور ان کی سزائیں

مختلف ہیں۔
کبار کی تعریف:

وہ علماء جنہوں نے کبیرہ گناہوں کے عدد کی تعیین و تحدید نہیں کی، ان میں سے بعض وہ علماء ہیں جو کہتے ہیں قرآن میں جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے، وہ کبیرہ ہیں اور جن گناہوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا وہ صغیرہ ہیں، بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جن گناہوں کی ممانعت یا جن پر لعنت و غضب کی وعید یا سزا آئی ہے وہ کبیرہ ہیں ورنہ صغیرہ ہیں۔
بعض علماء کا قول ہے: دنیا میں جن پر حد قائم ہو یا آخرت میں وعید آئی ہو وہ کبیرہ ہیں اور جن کے متعلق نہ وعید آئی اور نہ حد قائم ہوئی وہ صغیرہ ہیں۔
بعض کا مختاریہ ہے کہ جن گناہوں کے حرام ہونے پر شرائع متفق ہیں وہ کبار ہیں، جنہیں کسی شریعت نے حرام قرار نہیں دیا ہو صغائر ہیں۔
بعض علماء کا خیال ہے جس گناہ کے کرنے والوں پر اللہ و رسول ﷺ نے لعنت بھیجی، وہ کبیرہ ہیں۔ (۱)

جن علماء نے گناہوں کی تقسیم کبار و صغائر میں نہیں کی وہ کہتے ہیں تمام گناہ جن میں

(۱) ابن قیم الجوزیہ، الجواب الکافی ص: ۱۷۶، ص: ۱۱۲ و ۱۱۱، مطبع مکتبۃ الریاض الحدیثیۃ بالریاض۔ فقیرہ زین العابدین ابراہیم بن نجیم حنفی المتوفی ۹۷۰ھ کا اس موضوع پر نہایت معلومات آفریں مختصر رسالہ ”رسائل ابن نجیم“ کے ساتھ ۱۴۰۰ھ میں دارالکتب العلمیہ بیروت سے شائع کیا گیا ہے، اہل علم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

سرتابی و جرات پائی گئی اور حکم الہی کی مخالفت پائی گئی وہ کبار میں داخل ہیں، جس نے ”امر اللہ“ حکم الہی سے سرتابی کی، محارم و حدود اللہ کو توڑا، وہ تمام گناہ کبیرہ ہیں، اور فساد میں برابر ہیں۔

کبار کی تعداد:

کبار کی تعداد میں اختلاف ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار بتاتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سات فرماتے ہیں، اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نو بیان کرتے ہیں، بعض علماء گیارہ اور بعض سترہ کے قائل ہیں۔

ابو طالب مکی کا بیان ہے:

”میں نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کو جمع کیا تو مندرجہ ذیل چار کبار کا تعلق

قلب سے پایا:

۱..... اللہ کا شریک ٹھہرانا۔

۲..... معصیت پر اصرار کرنا۔

۳..... اللہ کی ذات سے ناامیدی۔

۴..... مکر اللہ (اللہ کی گرفت) سے مامون ہونا۔

چار کا تعلق زبان سے پایا:

۱..... جھوٹی گواہی۔

۲..... پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

۳..... یمین غموس، کسی گزری ہوئی بات پر قصداً جھوٹی قسم کھانا۔

۴..... سحر اور جادو ٹونہ کرنا۔

تین کا تعلق پیٹ سے پایا جاتا ہے:

۱..... سود خوری۔

۲..... شراب نوشی۔

۳..... یتیم کا مال کھانا۔

دو کا تعلق میں نے ہاتھ سے پایا:

۱..... قتل۔

۲..... چوری۔

ایک کا تعلق میں نے پاؤں سے پایا:..... وہ میدان جنگ سے بھاگتا ہے۔

ایک کا تعلق تمام بدن سے پایا:..... وہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ (۱)

چنانچہ علامہ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ دمشقی المتوفی ۷۵۱ھ الجواب الکافی، صفحہ: ۱۷۱ و صفحہ ۱۷۲ میں لکھتے ہیں: (۲)

”گناہ کے مختلف درجے ہیں، اور دنیا و آخرت کی سزائیں بھی مختلف نوع کی

ہیں، ”ترک مامور“ جس بات کا شریعت نے حکم دیا ہے اس کو چھوڑنا، اور ”فعل مخطور“

(جس بات کے کرنے سے شریعت نے روکا ہے اسے کرنا) دونوں گناہ ہیں۔“

گناہوں کی اقسام اربعہ:

یہ گناہ (ذنوب) چار قسم کے ہیں:

(۱) الجواب الکافی ص: ۱۷۵، ص: ۱۱۱، مطبع: مکتبۃ الریاض الحدیثیۃ بالریاض۔

(۲) الجواب الکافی ص: ۱۰۹، مطبع: مکتبۃ الریاض الحدیثیۃ بالریاض۔

۱۔ ذنوبِ ملکیہ

۲۔ ذنوبِ شیطانیہ

۳۔ ذنوبِ سبعیہ

۴۔ ذنوبِ بہیمیہ

ذنوبِ ملکیہ: صفات ربوبیہ کا انجام دینا، جیسے عظمت، کبریائی، جبروتِ قہر، علو کا اظہار کرنا اور خلق خدا کو بندہ بنانا۔

ذنوبِ شیطانیہ: حسد، سرکشی، دغا بازی، کینہ پروری، بکروفریب اور معاصی پر اکسانا اور اطاعتِ الہی و فرمانبرداری خداوندی سے روکنا، اس کو کمتر سمجھنا، بدعت کی طرف لوگوں کو بلانا، اگرچہ اس کی خرابی پہلے سے کمتر ہے۔

ذنوبِ سبعیہ: عداوت، سرکشی، غضب، خون بہانا، کمزوروں کو دباننا، ظلم و سرکشی پر جرات کرنا۔

ذنوبِ بہیمیہ: پیٹ اور شرمگاہ کی خواہشات پوری کرنا، جس سے زنا کا ارتکاب ہوتا ہے، چوری کرنا، یتیموں اور ناداروں کا مال کھانا، بخل و حرص، بزدلی، مصیبت کے وقت صبر نہ کرنا، وغیرہ ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں ایک دوسرے کے لئے، ایک جمعہ دوسرے جمعہ کے لئے، ایک رمضان دوسرے رمضان کے لئے کفارہ ہوتا ہے جب تک مؤمن کبائر سے بچتا رہتا ہے۔

مکفرات کے درجاتِ تلاش:

مکفرہ (گناہوں کو مٹانے والی، معاف کرنے والی چیزوں) کے تین درجے ہیں:
۱..... بعض وہ اعمال ہیں جو اپنی کمزوری و ناتوانی کی وجہ سے چھوٹے گناہوں کو بھی

مٹانے کے لائق نہیں، چنانچہ بعض نیک اعمال اخلاص اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی بنا پر ضعیف دوا کی حیثیت رکھتے ہیں جو کمیت و کیفیت کے اعتبار سے بہت کم اثر کرتی ہے۔
 ۲..... بعض وہ اعمال ہیں جو صغائر کے لئے کفارہ ہو جاتے ہیں، چھوٹے گناہ ان کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں لیکن وہ کبائر میں سے کسی گناہ کو نہیں مٹاتے۔
 ۳..... وہ اعمال ہیں جو ایسی طاقت رکھتے ہیں کہ صغائر کو مٹاتے ہی ہیں بعض کبائر کو بھی مٹا دیتے ہیں۔ (۱)

اسماعیل حقی بروسی المتوفی ۱۳۱۷ھ نے روح البیان فی تفسیر القرآن میں آیہ شریفہ:
 ”كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ..... الخ“ کی تفسیر میں گناہوں کی تین قسمیں ذکر کی ہیں۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

”واعلم أن الذنوب على ثلاثة أوجه :

الأول : فيما بين العبد وبين الله تعالى، كالزنى واللواط والغيبة والبهتان مالم يبلغ إلى من بهته واغتابه فاذا بلغه وجعله في حل، وتاب المذنب فخرجوا أن الله يغفرله، وكذلك إذا زنى بامرأة ولها زوج فلم يجعله ذلك الرجل في حل، لا يغفرله؛ لأن خصمه الآدمي، فإذا تاب وجعله في حل فإنه يغفرله، ويكتفى بحل منه ولا يذكر الزنى بأن قال: كل حق لي عليك فقد جعلتك في حل منه ومن كل خصومة بيني وبينك، وهذا صلح بالمعلوم على المجهول وذلك جائز كرامة لهذه الأمة؛ لأن الأمم السابقة مالم يذكر الذنب لا يغفر لهم۔

(۱) ابن قیم الجوزیه، الجواب الکافی ص: ۱۷۴، ص: ۱۰۹، ۱۱۰، مطبع: مکتبۃ الریاض الحدیثۃ بالریاض

والثانی : ذنب فیما بینہ و بین أعمال اللہ، وهو أن یتک الصلاة والصوم والزکاة والحج ؛ فإن التوبة لا تکفیه مالم یقض الصلاة و غیرها ؛ لأن شرط التوبة أن یؤدی ماترک فإذا لم یؤد فکأنه لم یتب۔

والثالث : فیما بینہ و بین عباد اللہ، وهو أن یغضب أموالهم، أو یضربهم، أو یشتمهم، أو یقتلهم، فإن التوبة لا تکفیه إلا أن یرمی عنه خصمه، أو یجتهد فی الأعمال الصالحة حتی یوفق اللہ بینهما یوم القيامة؛ فإنه إذا تاب العبد و کان علیه حقوق العباد فعليه أن یردها إلى أربابها؛ وإن عجز عن إیصالها وأراد اللہ مغفرته یقول لخصمه یوم القيامة : ارفع رأسک فیرفع فیرى قصورا عالیة فیقول : یارب! لمن هذه؟ فیقول اللہ : أنت قادر علیها؛ فإن ثمنها عفوک عن أخیک، فیقول : قد عفوت، فیقول اللہ تعالی : خذ ید أخیک و اذهب إلى الجنة۔ (روح البیان، ص: ۲۸۶، ج: ۲ للشیخ اسماعیل البروسوی حتی المتوفی ۱۱۳۷ھ۔ طبعه مکتبه عثمانیه آستانہ ۱۳۳۰)

ترجمہ:

”تم جان لو کہ گناہوں کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ گناہ ہے جو بیک وقت اللہ اور بندے دونوں کے حق سے تعلق رکھتا ہے مثلاً زنا، لواطت اور غیبت و بہتان ہیں، آخری دو گناہ غیبت و بہتان کا تعلق آپ کے ساتھ اس وقت تک ہے جب تک ان گناہوں سے اسے خبر نہ لگے جس کی بدگوئی کی گئی ہے اور جس پر بہتان تراشی کی گئی ہے اور جب اسے خبر ہوگئی اور اس نے معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی

ذات سے امید ہے کہ وہ بھی معاف فرمادیں گے۔ اسی طرح اگر کسی کی بیوی سے زنا کیا، جب تک شوہر معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا، اس لئے کہ یہ حق عورت پر شوہر کے منجملہ حقوق میں سے ایک حق ہے لہذا شوہر سے معاف کرانے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد ہی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں، شوہر سے معاف کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس فعل کو بعینہ ذکر نہ کرے بلکہ یوں کہے: کہ تمہارا میرے ذمہ جو حق ہے اس کو معاف کر دیں، لہذا زوج کا یہ کہنا کہ میں اپنے تمام حقوق سے جو تمہارے ذمہ ہیں معاف کرتا ہوں، کافی ہوگا، لہذا یہ معلوم شی کی صلح مجہول شی پر ہوئی یہ امت محمدیہ کے لئے کرامۃً جائز ہے، ورنہ پچھلی تمام امتوں میں یہ ضروری تھا کہ گناہ معاف کراتے وقت اس گناہ کا ذکر کیا جائے جسے معاف کرانا تھا، پھر اللہ تعالیٰ کی معافی ہوتی تھی۔

دوسرا وہ گناہ ہے جس کا بندہ سے تعلق اس حیثیت سے ہے کہ وہ اعمال اللہ تعالیٰ نے بندے پر فرض کئے ہیں، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہے، کسی نے انہیں چھوڑ رکھا ہے، لہذا محض توبہ کرنا کافی نہیں ہے جب تک ان کی قضا نہ کی جائے، اسلئے کہ یہ گناہ ایسا گناہ ہے جس کی توبہ کی شرط یہ ہے کہ وہ چھوڑے ہوئے عملوں کی قضا کرے ورنہ توبہ بے اثر رہے گی۔

تیسرا وہ گناہ ہے کہ جس کا تعلق گناہ کرنے والے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ہے، مثلاً کسی کا مال چھین لیا غصب کر لیا، یا کسی کی ناحق پٹائی کی، یا کسی کو گالی دی، یا ناحق کسی کو مار ڈالا، لہذا صرف توبہ کرنا کافی نہیں، جب تک کہ

جس کا مال لیا یا گالی دی وہ یا اولیاءِ مقتول معاف نہ کریں، یا پھر اعمالِ صالحہ میں اتنی کوشش کی جائے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان دونوں کی آپس میں صلح کرائیں، چنانچہ بندہ جب توبہ کرے اور اس کے ذمہ لوگوں کے حقوق بھی ہوں تو اسے چاہئے کہ ان کے حقوق ادا کرے، اگر لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے عاجز آجائے اور قاصر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی مغفرت فرمائیں گے، چنانچہ قیامت کے دن اس خصم کو حکم دیں گے کہ اپنا سر اٹھاؤ، جو نہی وہ سر اٹھائے گا بڑے بڑے محل اس کی نگاہ کے سامنے ہو گئے جنہیں دیکھ کر یہ پوچھے گا: اے اللہ! یہ کس کے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم بھی انہیں لے سکتے ہو، ان کی قیمت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کو معاف کر دو تو وہ کہے گا: اے اللہ! میں نے معاف کیا (۱) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں چلے جاؤ۔‘

توبہ:

ان وجوہ سے ہر مومن مکلف پر گناہ سے توبہ کرنا فرض و لازم ہے اور اس میں تین باتیں ضروری ہیں:

۱..... گناہ پر ندامت و شرمساری اس حیثیت سے نہیں کہ اس کو بدنی یا مالی نقصان

(۱) اس نے گناہ سے شرمسار ہو کر اتنے نیک کام کئے کہ اس کی طاقت طاق ہو گئی پھر اور نیک کام کرنے سے عاجز آ گیا، قیامت کے دن دنیا میں اس کے ان نیک اعمال نے آخرت میں محلات کی صورت اختیار کر لی جو اسے اس صورت میں دیئے گئے۔

ہوا ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے۔

۲..... بلاتا خیر اور سُستی کے پہلی ممکنہ فرصت میں گناہ کو چھوڑنا۔

۳..... کبھی بھی اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ عزم اور ارادہ رکھنا اور اللہ نہ کرے پھر وہ گناہ

ہو جائے تو از سر نو اس عزم و ارادہ کی تجدید کرنا۔

توبہ کے آداب:

۱..... نہایت عاجزی و انکساری سے گناہ کا اعتراف و اقرار کرنا۔

۲..... اس پر استغفار کرنا، اس غلطی و گناہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں نہایت عاجزی

و تضرع سے معافی مانگنا۔

۳..... کثرت سے نیکیاں کر کے پچھلی بُرائیوں کو مٹانا۔

توبہ کے مراتب:

۱..... کفار کا کفر سے توبہ کرنا۔

۲..... نیکی و برائی کرنے والوں کا کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا۔

۳..... سچے اور نیک لوگوں کا صغائر (چھوٹے گناہوں) سے توبہ کرنا۔

۴..... عبادت گزاروں کا کابلی، کمزوری اور کوتاہی سے توبہ کرنا۔

۵..... سہلک و ہروان طریقت کا دلوں کے روگ اور کھوٹ سے توبہ کرنا۔

۶..... پارساؤں کا شبہات سے توبہ کرنا۔

۷..... ارباب مشاہدہ کا غفلتوں سے توبہ کرنا۔

اسبابِ توبہ:

- ۱.....عذاب کا خوف۔
- ۲.....ثواب کی امید۔
- ۳.....حساب کے دن کی ندامت و شرمساری۔
- ۴.....حبیب کی محبت۔
- ۵.....ذاتِ باری تعالیٰ کا مراقبہ۔
- ۶.....بارگاہِ الہی میں حاضر ہونے کا خیال۔
- ۷.....انعامِ الہی کا شکر (۱)۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ گناہوں کو معاف کرانے کا ذریعہ توبہ ہے، اور توبہ وہی قبول کی جاتی ہے جس میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہوتا ہے، قرآن حکیم کہتا ہے:

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ. وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا. وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ. أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا. (سورة النساء، الآية: ۱۷-۱۸)

ترجمہ: ”اللہ نے توبہ قبول کرنے کی جو ذمہ داری لے لی ہے، وہ ان لوگوں کیلئے جو

(۱) محمد بن احمد بن جزری کلبی، کتاب التسمیل لعلوم التنزیل: ۳/۴۶۵، ط: بیروت دار الکتاب العربی ۱۴۰۳ھ،

نادانی سے کوئی برائی کر ڈالتے ہیں، پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں، چنانچہ اللہ انکی توبہ قبول کر لیتا ہے، اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا بھی ہے، حکمت والا بھی، توبہ کی قبولیت ان کیلئے نہیں جو بڑے گناہ کرتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت کا وقت آکھڑا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کر لی ہے، اور نہ ان کیلئے ہے جو کفر ہی کی حالت میں مر جاتے ہیں، ایسے لوگوں کیلئے تو ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

معلوم ہوا جو سچے دل سے توبہ کرتا اور آئندہ ہمیشہ اصلاح کی غرض سے کبھی گناہ نہ کرنے کا پختہ وعدہ کر کے توبہ کرتا ہے، اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے، اپنی غلطی پر ندامت ہو تو توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کی اُمید پر گناہ کرتے رہنا درست نہیں، ایسی توبہ مقبول ہی نہیں، انسان جب تک زندہ رہے اپنے گزشتہ گناہوں پر اسے ندامت و پشیمانی ہوتی رہے اور وہ تلافی مافات کے لئے بڑھ چڑھ کر نیک کام کرتا رہے، یہ بھی اس عالم میں ایک روحانی سزا ہے اس سزا کے بغیر اس کا عدل قائم نہیں رہتا، ذرا غور فرمائیں ساری عمر جسے اپنے بُرے کاموں کا رنج اور صدمہ رہے وہ بار بار توبہ کرتا رہے، کیا یہ سزا کم ہے، جب توبہ میں دوامی اصلاح کا عہد شامل ہے تو اعمال محدود نہ رہے، اس لئے کہ دوامی عہد کے معنی یہ ہیں کہ اگر تائب کو غیر محدود زندگی مل جائے تو بھی وہ اس عہد پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہے، قدرت کی طرف سے انسان کی فطرت میں ضعف و نسیان اس لئے ودیعت کیا گیا ہے کہ وہ

اپنے مالک و خالق کے حضور میں توبہ کرتا رہے اور سرسجود ہو کر اس کی عبودیت کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگتا رہے۔

امام ابن تیمیہؒ کے نامور شاگرد علامہ ابن قیم الجوزیہؒ ھ الجواب الکافی ص: ۱۲۱ (۱) میں رقمطراز ہیں:

”توبہ ایسی چیز ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بندہ گناہ کرنے سے پہلے سے بھی بہتر حالت میں آجاتا اور اس کا درجہ پہلے سے بھی بلند تر ہو جاتا ہے، حالانکہ خطا و گناہ نے اس کی ہمت پست کر دی تھی، اس کا ارادہ کمزور اور اس کا قلب بیمار ہو گیا تھا، اگر توبہ نے اسے پہلی صحت کی طرف نہیں لوٹایا اور وہ اس درجہ کو نہیں پاسکا تو معلوم ہوتا ہے اس نے سچے دل سے توبہ نہیں کی، کبھی توبہ سے اخلاقی بیماری جاتی رہتی ہے، سابقہ صحت ایمانی لوٹ آتی ہے وہ اچھے اعمال کرتا رہتا ہے تو بلند درجہ پالیتا ہے، جب میلان معصیت کی طرف بڑھ جائے تو وہ معصیت اصل ایمان پر اثر انداز ہو جاتی ہے، اور آدمی شک و شبہات اور نفاق کے دلدل میں پھنس جاتا ہے، یہ گناہوں کی طرف ایسا میلان ہے کہ جب تک وہ توبہ سے اپنے ایمان کی تجدید نہیں کرتا اس دلدل سے نہیں نکلتا۔“

مغفرت و معافی کا نظام:

ایک مسلمان سے گناہ ہو جاتے ہیں لیکن خوفِ خدا اور آخرت کی باز پرس اسے چین سے نہیں بیٹھنے دیتی، وہ اپنے کئے پر برابر پکھتاتا، پشیمان ہوتا، بارگاہِ الہی میں روتا گڑگڑاتا، سچے دل سے معافی مانگتا، توبہ کرتا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے درگزر

(۱) الجواب الکافی، ص: ۸۷، مطبع: مکتبۃ الریاض الحدیثیہ بالریاض

فرما کر جہنم کی سزا بھی معاف کر دیتا ہے۔

مغفرت و معافی کے دس اسباب ہیں، جن کی نشاندہی علامہ ابن تیمیہؒ نے ”منہاج السنہ“ میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

”مطلق گناہ ہر مومن کے لئے جہنم کے عذاب کا باعث ہے، آخرت میں یہ عذاب حسب ذیل دس اسباب کی وجہ سے ختم کر دیا جاتا ہے:

پہلا سبب:

توبہ ہے، گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں، کفر، فسق، فجور، نافرمانی اور عصیان سب سے توبہ قبول کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا آ إِنَّ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ۔ (الأنفال: ۳۸)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، ان سے کہہ دو کہ: ”اگر وہ باز آجائیں تو پہلے ان سے جو کچھ ہوا ہے، اسے معاف کر دیا جائے گا۔“

اور سورہ توبہ میں ارشاد ہے:

”فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَأِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ“

(سورة التوبة الآية: ۱۱)

ترجمہ: لہذا اگر یہ توبہ کر لیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، تو یہ تمہارے دینی بھائی بن جائیں گے۔

اور سورہ المائدہ میں آتا ہے:

”لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ، وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ، وَإِنْ لَمْ

يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لِيَمْسَسَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ“۔
(المائدہ: ۷۳، ۷۴)

ترجمہ: وہ لوگ (بھی) یقیناً کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ: اللہ تین میں کا تیسرا ہے، حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، اور اگر یہ لوگ اپنی اس بات سے باز نہ آئے تو ان میں سے جن لوگوں نے (ایسے کفر کا ارتکاب کیا ہے، ان کو دردناک عذاب رہے گا، کیا پھر بھی یہ لوگ معافی کیلئے اللہ کی طرف رجوع نہیں کریں گے، اور اس سے مغفرت نہیں مانگیں گے؟ حالانکہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کی توبہ کی خبر دی، ان کی دعا کا تذکرہ کیا،

چنانچہ فرمایا:

”فَتَلَقَّىٰ اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهِ كَلِمَةً فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ“۔

(سورة البقرة، الآية: ۳۷)

ترجمہ: اس وقت آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی، جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا، کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اور حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعا ہے:

”رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ رَبَّنَا وَاَجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

“۔ (سورة البقرة، الآية: ۱۲۷، ۱۲۸)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے، بے شک تُو، اور

صرف تو ہی ہر ایک کی سننے والا، ہر ایک کو جاننے والا ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا مکمل فرماں بردار بنالے، اور ہماری نسل سے بھی ایسی امت پیدا کر جو تیری پوری تابعدار ہو، اور ہم کو ہماری عبادتوں کے طریقے سکھا دے، اور ہماری توبہ قبول فرمالے، بے شک تُو، اور صرف تُو ہی، معاف کر دینے کا خوگر (اور) بڑی رحمت کا مالک ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے، وہ اپنے رب سے دعائ مانگتے ہیں:

”أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَفِرِينَ، وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُنَا مُسْتَاغْفِرُونَ“۔ (سورة الأعراف، الآية: ۱۵۵، ۱۵۶)

ترجمہ: آپ ہی ہمارے رکھوالے ہیں، اس لئے ہمیں معاف کر دیجئے، اور ہم پر رحم فرمائیے، بے شک آپ سب معاف کرنے والوں سے بہتر معاف کرنے والے ہیں، اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دیجئے، اور آخرت میں بھی، ہم (اس غرض کیلئے) آپ ہی سے رجوع کرتے ہیں۔

سورة القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دوسری دعا، ان کے ان الفاظ میں پیش کی گئی ہے:

”قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَهُ، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ“۔

(سورة القصص، الآية: ۱۶)

ترجمہ: کہنے لگے: ”میرے پروردگار! میں نے اپنی جان پر ظلم کر لیا، آپ مجھے معاف کر دیجئے“۔ چنانچہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا، یقیناً وہی ہے جو بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اسی طرح حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام وغیرہ کے قصوں میں ان کی دعائیں مذکور ہیں، اور حضور اکرم ﷺ سے اس باب میں بہت زیادہ حدیثیں منقول ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم امت میں سب سے زیادہ افضل ہیں، انہیں اللہ کی معرفت زیادہ حاصل تھی، سب سے زیادہ خوفِ الہی و خشیت ان میں پائی جاتی تھی، وہ تاحیات توبہ کرتے رہے، یہ ضروری نہیں کہ ہم یہ جانیں (جان لیں) کہ ہر ایک نے توبہ کی لیکن ہمیں یہ معلوم ہے کہ توبہ ہر ایک بندہ کا کام ہے وہ نبی ہو یا ولی، توبہ سے گناہ معاف ہی نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے یہاں مرتبہ بھی بلند ہوتا ہے، جب وہ کسی کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے تو ایسی توبہ کرتا ہے کہ وہ توبہ اسے بعض اوقات منتہائے کمال کو پہنچا دیتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ توبہ کو پسند فرماتا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ“ - (البقرة، الآية: ۲۲۲)

ترجمہ: بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کریں، اور ان سے محبت کرتا ہے جو خوب پاک صاف رہیں۔

توبہ سے برائیاں اچھائیوں میں بدل دی جاتی ہیں، گناہ کے بعد بندہ توبہ کرتا ہے اسے شرمساری ہوتی ہے، وہ بارگاہِ الہی میں گر گڑا تاروتا دھوتا ہے، معافی مانگتا ہے، رب العالمین کو رحم آتا ہے، وہ اسے معاف کرتا ہے، اس ندامت و فروتنی سے اسے وہ حاصل ہوتا ہے جو اسے پہلے حاصل نہ تھا، اس لئے علماء سلفؒ نے کہا کہ بندہ گناہ کر کے جنت میں جاتا ہے، اور نیکی کر کے (دکھاوا کرتا اور اتراتا ہے تو) جہنم میں پہنچتا ہے، توبہ اللہ کے یہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نہ ہوتی تو وہ اکرم خلق کو آزمائش و ابتلاء میں نہ ڈالتا، ایک حدیث میں آتا ہے:

”میرا ذکر کرنے والے میرے ہم نشین ہیں، میرا شکر کرنے والے میری طرف سے زیادہ نعمت کے مستحق ہیں، میرے اطاعت شعار بندے میری عنایت و کرم کے مستحق

ہیں، لیکن میں اہل معصیت اور گنہگاروں کو اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا، اگر وہ توبہ کریں تو میں ان کا حبیب ہوں، اور وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں، انہیں مصائب میں ڈالتا ہوں تاکہ انہیں برائیوں اور خرابیوں سے پاک و صاف کروں، توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے خواہ جوان ہو یا بوڑھا۔“

دوسرا سبب:

استغفار کرنا ہے۔ استغفار کے معنی مغفرت و بخشش مانگنا، معافی مانگنا ہیں، یہ دعا و سوال کی جنس سے ہے، اور اکثر و بیشتر توبہ کے ساتھ آتا ہے، استغفار کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے لیکن انسان کبھی توبہ کرتا ہے اور دعا نہیں مانگتا اور کبھی دعا مانگتا ہے توبہ نہیں کرتا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ رب العزت سے نقل کرتے ہیں یعنی حدیث قدسی ہے:

”کسی بندے نے کوئی گناہ کیا اور شرمسار ہو کر کہا: اے میرے رب! مجھ سے گناہ ہو گیا تو مجھے بخش دے، پھر اس کے رب نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر کہا: کیا میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اسے گناہ پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کیا، پھر وہ گناہ سے باز رہا جب تک اللہ نے چاہا، پھر گناہ کر بیٹھا، اس نے پھر کہا اے میرے رب! مجھ سے دوسرا گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما، اللہ نے پھر پوچھا کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اسے گناہ پر پکڑتا ہے؟ میں نے اس کی وجہ سے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر وہ گناہ سے باز رہا جب تک اللہ کو منظور ہوا، پھر اس سے گناہ سرزد ہو گیا، پھر اس نے عرض کی: میرے رب مجھ سے پھر گناہ ہو گیا تو مجھ سے درگزر کر، تو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ سے درگزر کرتا ہے اور اسے گناہ پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پس اسے چاہئے جو چاہے کرے۔“

توبہ تمام برائیوں اور گناہوں کو مٹا دیتی ہے، اور توبہ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا“۔ (سورة النساء، الآية: ۱۱۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس سے کمتر ہر گناہ کی جس کیلئے چاہتا ہے بخشش کرتا ہے، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے، وہ راہِ راست سے بھٹک کر بہت دُور جا گرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ توبہ کے متعلق فرماتا ہے:

”قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ“۔ (الزمر: ۵۳)

ترجمہ: کہہ دو کہ: ”اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اس کے آگے توبہ کرو، چنانچہ آگے ارشاد ہے:

”وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ“۔ (سورة الزمر، آية: ۵۴)

ترجمہ: ”اور تم اپنے پروردگار سے لو لگاؤ، اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آ پہنچے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔“
استغفار توبہ کے بغیر مغفرت کو لازم نہیں کرتا، لیکن وہ معافی و بخشش کا ایک سبب ہے۔

تیسرا سبب:

اعمال صالحہ (یعنی نیک اور اچھے کام) ہیں، چنانچہ قرآن کہتا ہے:
”إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلَّذِينَ كَرِهُوا“

(سورۃ ہود، آیت: ۱۱۴)

ترجمہ: یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ ایک نصیحت ہے ان لوگوں کیلئے جو نصیحت مانیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

”اے معاذ! اللہ سے ڈرتے رہو جہاں کہیں بھی ہو، بُرائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو، نیکی بُرائی کو ختم کر دیتی ہے، اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔“

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ:

”پانچ وقت کی نمازیں، اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ کے لئے، اور ایک رمضان دوسرے رمضان کے لئے، اور جو کچھ ان کے مابین ہوا ہے اس کے لئے کفارہ و معافی ہے جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔“

اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے ایمان و اخلاص اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

اور رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

”جس نے بیت اللہ کا حج کیا، اور عورت کے ساتھ بے حجاب نہ ہوا، اور نہ گناہ کیا اور نہ جھگڑا کیا، وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکلا جیسا اس کی ماں نے اسے ابھی جنما ہوا۔“

ایک اور موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

”تم نے دیکھا؟ تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور اس میں وہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے جواب دیا: نہیں، فرمایا: اسی طرح پانچ وقت کی نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہے جس طرح پانی میل کو مٹا دیتا ہے۔“

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ایسا ٹھنڈا کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ، تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ، يُغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ“ (سورة الصف، الآية: ۱۰ تا ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کا پتہ دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلا دے، (وہ یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے اسکے راستے میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے

بہترین بات ہے، اگر تم سمجھو، اس کے نتیجے اللہ تمہاری خاطر تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، اور تمہیں ان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ایسے عمدہ گھروں میں بسائے گا جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں واقع ہوں گے، یہی زبردست کامیابی ہے۔

شہید کے متعلق صحیح حدیث میں آیا ہے کہ: فرض کے سوا ہر چیز معاف کر دی جاتی ہے، اس لیے کہ فرض آدمی کا حق ہے اس لئے اس کی ادائیگی بھی فرض ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ حدیثیں بہت مروی ہیں، تاہم یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ گناہوں کے مٹانے کا کام مقبول عمل ہی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ“۔ (سورة المائدة، الآية: ۲۷)

ترجمہ: ”اللہ متقین ہی کا عمل قبول کرتا ہے“۔

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہنی چاہئے کہ ہر نیکی اور حسنہ ہر بُرائی اور سیئہ کو نہیں مٹاتی بلکہ مقابلہً کبھی وہ صغائر کو مٹاتی ہے اور کبھی کبائر کو مٹاتی ہے، گویا اخلاص کے اعتبار سے یہ فرق مراتب ملحوظ رکھا گیا ہے۔

چوتھا سبب مغفرت کا:

مؤمنین کے لئے دعا کرنا ہے، مسلمانوں کا جنازہ کی نماز پڑھنا، اور اس میں مردہ وزندہ ہر ایک کے لئے مغفرت و بخشش کی دعا مانگنا، اسی طرح نماز جنازہ کے علاوہ بھی مؤمنین کا مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا بخشش کا باعث ہے، چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسلمانوں کے حق میں برابر مغفرت کی دعا مانگنا احادیث سے ثابت ہے۔

پانچواں سبب مغفرت کا:

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا امت محمدیہ کی مغفرت کی دعا فرمانا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں ان کے حق میں استغفار کی ہے، اور وفات کے بعد قیامت کے دن مؤمنین کا آپ کی شفاعت سے سرفراز ہونا ہے، ان میں وہ مخصوص لوگ بھی شامل ہیں جو آپ کی دعا اور شفاعت سے زندگی اور موت سے سرفراز ہوتے ہیں۔

چھٹا سبب:

وہ نیک عمل ہے جو مرنے کے بعد مردہ کو تحفہ و ہدیہ کے طور پر پہنچتا ہے، جیسے کسی کا کسی کی طرف سے صدقہ کرنا، حج کرنا، روزہ رکھنا، اس کا اجر و ثواب مردہ کو پہنچتا ہے، اور اس سے اسے فائدہ ہوتا ہے، یہ اس دعا کے علاوہ ہے جو اس کی اولاد اس کے لئے کرتی رہتی ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں: ۱..... صدقہ جاریہ ۲..... علم نافع اور ۳..... نیک اولاد کی دعا اسے پہنچتی ہے، اس کا ولد اس کی کمائی ہے، یہ اس کے حساب میں جائے گی۔ جو ولد نہیں، وہ اس کے عمل میں محسوب نہیں، تاہم اس کی دعا سے اسے فائدہ پہنچتا ہے۔

ساتواں سبب:

دنیوی مصائب ہیں: اللہ تعالیٰ دنیوی مصائب سے بھی گناہوں کا کفارہ کر دیتے ہیں، جیسا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کو جو مصیبت و تکلیف، رنج و غم اور اذیت پہنچتی ہے حتیٰ کہ کانٹا بھی لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کی خطائیں اور گناہ معاف کر دیتا ہے، اس سلسلہ میں بکثرت روایات آئی ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم خاص مصائب اور آزمائشوں سے گزرے ہیں اور عام مصائب سے بھی، چنانچہ فتن میں بہت سے قتل کئے گئے، اور جو زندہ رہے انہوں نے

اپنے اہل و عیال، عزیز و اقارب کو بھی قتل ہوتے دیکھا، اور وہ اپنے مال میں آزمائش سے گزرے، خود بھی زخم خوردہ رہے، حکمرانی اور عزت وغیرہ سے محروم کئے گئے، یہ تمام ایسے امور ہیں جو مسلمانوں کی سینات کو مٹا دیتے ہیں، پھر صحابہؓ کیوں اس سے محروم رہتے۔

آٹھواں سبب:

مؤمن کا اپنی قبر میں جھٹکے اور فرشتوں کے سوالات سے جوابات و آزمائش ہے، گزرنا بھی گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور مغفرت کا سبب بنتا ہے۔

نواں سبب:

آخرت میں قیامت کے دن کی ہولناکی، بے چینی اور تکلیف کو برداشت کرنا ہے۔

دسواں سبب:

مؤمنین کا پل صراط سے گزرنا، جنت و دوزخ کے پل پر ٹھہرنا، اور جہنم کے مناظر کو دیکھنا، اور اس سے تہذیب و تربیت پا کر جنت میں داخلہ کی اجازت و بشارت سے سرفراز ہونا ہے۔

مذکورہ بالا اسباب عشرہ ان صورتوں میں ہیں جب گناہ محقق و ثابت ہوں۔

اس سزا کا مقصد تطہیر ہے، ایک مسلمان کو اس کے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کرنا ہے جس طرح دھو بی کپڑے کو میل کچیل سے پاک صاف کرتا اور داغ دھبے مٹا کر اسے قابل استعمال بناتا ہے، یہ سزا ایک مسلمان کو جنت میں داخل کرنے، اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے اور ہمیشہ آرام و راحت سے زندگی بسر کرنے کا اہل و مستحق بنانے کے لئے دی جاتی ہے۔

قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کے الفاظ کو نقل کیا، ان کے دعا مانگنے کے اسلوب اور طور طریقہ کو بیان کیا، دعا کے آداب کی طرف رہنمائی کی، نیز اس حقیقت کا انکشاف

کیا کہ دعا بنی نوع انسان کا ایک فطری عمل ہے جو آڑے وقت اور مشکلات میں پوری طرح جلوہ گر ہوتا ہے، شریعت چاہتی ہے کہ یہ فطری عمل عیش و طیش، رنج و راحت، سود و زیاں، خوشی و ناخوشی، نرمی و گرمی، ہنگدستی و خوشحالی، عزت و ذلت ہر حال میں جاری رہنا چاہئے۔

دعا اپنے خالق و مالک سے براہ راست تعلق و قرب کا نہایت کامیاب اور سب سے زیادہ زود اثر اور نہایت مجرب عمل ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں دعا مانگنے کا حکم دیا، اب اس سے پہلو تہی اور کوتاہی و غفلت اللہ کو گوارا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات جو مسلمانوں کے لئے نمونہ عمل ہے اور اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ ”دعا“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نہایت روشن باب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادعیہ ماثورہ اصحاب فکر و نظر و اباب صدق و صفا کا نظری و عملی دونوں اعتبار سے نہایت پسندیدہ موضوع رہی ہیں۔

مفسرین، محدثین، فقہاء و متکلمین، صوفیہ و ادباء، ائمہ لغت، مؤرخین اور سیرت نگاروں نے اس موضوع سے اعتناء کیا چنانچہ کسی نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو اپنی سندوں سے جمع کیا، کسی نے ان کے مطالب و معانی کی وضاحت کی اور موقع محل کو بیان کیا، کسی نے توبہ و استغفار پر کلامی نقطہ نظر سے بحث کی، کسی نے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق کی، کسی نے ان کی نحوی ترکیب سے اعتناء کیا، کسی نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کیا کیا دعائیں مانگیں، حج میں کس موقع پر کن الفاظ میں اللہ کے حضور التجا کی، نماز جنازہ و تشہد و تہجد میں کیا کیا دعائیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

جنگ و غزوات میں کس موقع پر کن الفاظ میں اپنے رب کو یاد کیا، خوشی کے موقع پر اپنے رب کو کن الفاظ میں پکارا اور مصیبت میں کن الفاظ سے التجاء کی، صوفیہ نے اپنے تجربات و الہامات سے ان دعاؤں کو احزاب و اوراد میں تقسیم کیا جو احزاب و اوراد کے نام

سے معروف و مشہور ہیں، بعض نے ان کے خواص و اثرات کو موضوع بحث بنایا، اور اس موضوع پر کتابیں تالیف کیں، کسی نے دعا کی حقیقت کو بتایا اور اسکی قبولیت کے شرائط پر روشنی ڈالی، اس طرح دعا کے گونا گوں پہلو زیر بحث آتے رہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ادعیہ و اذکار کے نظام کو نہایت بلند مقام حاصل ہے، کتب حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن الفاظ سے دعائیں اور اذکار حدیث کی کتابوں میں منقول ہیں، وہ سب الہامی اور توقیفی ہیں، ان الفاظ سے مانگنا اجر و ثواب کا موجب اور بارگاہ الہی میں سب سے زیادہ محبوب و مقبول ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ نے ”تدریب الراوی“ میں تصریح کی ہے کہ دعائیں توقیفی (الہامی) ہیں: ”الفاظ الأذکار توقیفیة“ (ص: ۴۰۶) (۱)۔ اذکار اور دعاؤں کے الفاظ الہامی ہیں (انہی الفاظ میں انہیں پڑھنا چاہئے)۔

یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ حصول مقصد کے لئے موقع و محل کے اعتبار سے صحیح تدبیر اختیار کرنا لازمی امر ہے، جنگ بدر کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی تیاری بھی کی اور دُعا بھی مانگی، اس طرح ہر مسلمان کے لئے زندگی کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان دونوں باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اس زمانے میں خواتین اور مرد سب ہی تعویذ گنڈوں کے چکر میں ہزاروں روپے لوگوں کو دیتے ہیں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، پیر فقیر یہ کہہ کر چھوٹ جاتے ہیں کہ ہم نے توڑ کیا تھا، اس نے پھر جادو کر دیا، اس طرح ساری عمر، اور وقت بھی ضائع کرتے اور رقم بھی برباد کرتے ہیں، یہ نتیجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات اور موقع و محل کی دعا اور ذکر سے

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النوادی، للسيوطی، دار احیاء التراث الاسلامی، بیروت ۱۴۲۱ھ

گریز کا ہے جو بنی نوع انسان کی گوناگوں پریشانیوں سے نجات کے لئے اس مجموعہ میں موجود ہیں۔

ان اذکار اور دعاؤں سے ان شاء اللہ پریشانیوں سے نجات بھی حاصل ہوگی اور اجر و ثواب بھی ملے گا اور انسان کا اللہ تعالیٰ سے بندگی کا رشتہ بھی بندھا رہے گا بلکہ تعلق و رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے گا اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا، مسلمان کی یہی سب سے بڑی آرزو اور کامیابی ہے، یہ کتاب اس امر کی ضامن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین، اولیاء اللہ، علماء، صلحاء اور تمام سلاسل کے بزرگ یہی دعائیں مانگتے رہے ہیں اور اس پر سب کا عمل رہا ہے۔ جو مسلمان اس کو روزانہ پڑھے گا وہ خیر سے کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے دعاء کے بعض نئے گوشوں پر روشنی ڈالی ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے، ہم نے ناظرین کی سہولت کے لئے اس میں بغلی سرخیوں کا اضافہ کر دیا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

”عبدیت کا ظہور و ثمرہ“ ”دعا“: (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں جو کمالات جمع تھے اُن کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱..... عبدیت کاملہ۔ ۲..... نبوت جامعہ

(۱) ”سیرت محمدی ﷺ و دعاؤں کے آئینہ میں“ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، ماہنامہ فاران، سیرت نمبر

عبدیت کا ظہور و نتیجہ دعا ہے، اور نبوت کا مظہر دعوت ہے۔ یہ دونوں سیرتِ محمدی کے اہم اور نمایاں عنوان اور اس صحیفہٴ اعجاز کے دو مستقل باب ہیں، دعوت پر سیرتِ محمدی کے ہر طالبِ علم اور ہر مصنف کی نظر پڑتی ہے، اس کی تفصیلات سے کتابیں لبریز ہیں اور اس کے آثار و نتائج تمام دنیا میں درخشان و تابان ہیں، دعوتِ جلوت کی چیز ہے، اس لئے سب کو بے پردہ و بے نقاب نظر آئی، لیکن (میری کوتاہ نظر میں) اس حقیقت پر بہت کم لوگوں کی نظر پڑی کہ دعا کو سیرتِ نبوی میں کیا مقام حاصل ہے، اور خود دعوتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر و تسخیر میں اس کا کتنا بڑا حصہ ہے، اور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبدیت کے اس شعبہ کو عروج و ترقی کی کس حد تک پہنچایا، کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعبہ کا (جو عبدیت و عبادت کے تمام شعبوں اور مظاہر کی طرح مردہ و افسردہ ہو چکا تھا) احیاء اور اس کی تجدید فرمائی پھر اس کی تکمیل اور تعمیم فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے۔

عہدِ جاہلی میں دعا کے شعبوں کی افسردگی:

جن لوگوں کی مذاہب کی تاریخ پر گہری اور تفصیلی نظر ہے، وہ جانتے ہیں کہ اس دور میں (جو جاہلیت کے نام سے موسوم ہے) عبد و معبود کے تعلق میں اتنا اضمحلال پیدا ہو گیا تھا کہ دعا کا سرچشمہ (جو یقین اور محبت و خوف کے بغیر جاری نہیں ہو سکتا) اندر ہی اندر خشک ہو گیا تھا، عبد اپنے اور معبود کے متعلق اتنی غلط فہمیوں اور اتنی جہالتوں کا شکار تھا کہ اس کے اندر دعا کا جذبہ اور تقاضا پیدا ہونا ہی مشکل تھا، دعا کے لئے اس ہستی کے یقین کی ضرورت ہے جس سے دعا کی جائے، پھر اس یقین کی کہ اس کو ہر طرح کی قدرت ہے، اور دینے کے لئے اس کے پاس سب کچھ ہے پھر اس یقین کی کہ اس کے در کے سوا کوئی اور در نہیں پھر اس یقین کی کہ وہ خود بھی دینا چاہتا ہے اور محبت و رحمت، بخشش و عطا اور احسان و انعام اس کی خاص صفت ہے،

اور کوئی لے کر اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا وہ دے کر خوش ہوتا ہے، پھر اس یقین کی کہ مخلوق محتاج محض اور سرتاپا کشلول گدائی ہے، پھر اس یقین کی کہ وہ معبود اپنی ہر مخلوق سے دنیا کی ہر چیز سے، یہاں تک کہ اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے، وہ ہر ایک کی سُننا ہے اور ہر ایک کی ہر حال میں مدد کر سکتا ہے۔

فلسفہ یونانی کا اثر عقائد پر:

جاہلیت کی تاریخ پر نظر ڈالئے، ان میں سے ہر یقین کتنا نایاب اور مضمل ہو چکا تھا اور ان حقائق میں سے ہر حقیقت کے بارے میں کتنے شبہات و حجابات اور کتنے توہمات اور مغالطے پیدا ہو چکے تھے۔

یونانی فلسفہ کو ”واجب الوجود“ یا ”مبدأ اول“ کی صفات سے جتنا گریز و انکار اور صفات کی نفی اور مجرد و بلا صفت ذات کے اثبات پر جتنا اصرار تھا، اس کے بعد اس کے حلقہ اثر میں دعا و التجا کا کیا امکان باقی رہ جاتا تھا؟! جس ذات کے متعلق کسی صفت کا علم نہیں بلکہ اس سے ہر صفت کمال کی نفی کی جا رہی ہے اس سے سوال کرنے کا اور مدد چاہنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ جس کو کارخانہ قدرت میں کوئی دخل نہیں، جو ”عقل اول“ کو پیدا کر کے ”معطل“ ہو گیا، جس ”واحد“ سے ایک ہی ”واحد“ کا صدور ہو سکتا ہے (۱) اور وہ ہو چکا۔ اس سے ہر دم اور ہر آن نئے نئے افعال و احکام کے صدور کی توقع کب حق بجانب ہو سکتی ہے؟

مشرکانہ جاہلیت کا اثر:

اس کے مقابلہ میں مشرکانہ جاہلیت اور ”وثنیت“ نے صفات الہیہ میں سے تقریباً ہر

(۱) یہ سب یونانی فلسفہ کے عقائد و مسلمات ہیں۔

صفت کو کسی نہ کسی مخلوق کی طرف منسوب کر رکھا تھا، کوئی احیاء پر قادر تھا، کسی کے ہاتھ میں رزق تھا، کسی کا علم محیط وہمہ گیر تھا، اور ہر ”غیب“ اس کے لئے ”شہود“ تھا، کسی کے لئے زمان و مکان کے حجابات اٹھ چکے تھے، اور وہ اپنے پرستاروں کی ہر جگہ اور بیک وقت سب کی مدد کر سکتا تھا اور ہر جگہ پہنچ سکتا تھا، وقس علیٰ هذا۔ ایسی حالت میں ”إله واحد“ کی طرف رجوع کرنے اور اس کے سامنے سوال دراز کرنے کا کیا امکان تھا، خصوصاً جبکہ وہ نظر سے اوجھل ہو اور مقامی النظر کے سامنے اور دسترس کے اندر رہوں، اسی کے ساتھ اس کو بھی ذہن میں رکھئے کہ جاہلیت کے اس دور میں صفات و افعال الہیہ کا ذکر و تذکرہ بھی مفقود اور ان کا علم صحیح تقریباً معدوم ہو چکا تھا اور ”آلہ کثیرہ“ کی کار فرمائیوں اور کارساز یوں کی داستانوں سے مجلس معمور اور قلب و دماغ مستور تھے، ایسی حالت میں وہ ”ذہنی کیفیت“ بالکل قدرتی اور طبعی تھی جس کا قرآن مجید نے نقشہ کھینچا ہے کہ:

وَإِذَا دُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا دُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ۔ (سورة الزمر، الآية: ۴۵)

ترجمہ: اور جب کبھی تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے دل بیزار ہو جاتے ہیں، اور جب اس کے سوا دوسرے کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

بہر حال! یونانی فلسفہ نے (اس مسلک کی بنا پر جو اس نے صفات کے بارے میں اختیار کیا تھا) دعا و التجاء کا دروازہ ہی بند کر دیا تھا، اور مشرکانہ جاہلیت نے (صفات الہیہ کو مخلوقات کی طرف منسوب کر کے) دعا و التجاء کا رخ خدا سے موڑ کر بندوں کی طرف تبدیل کر دیا تھا، دونوں کا مجموعی نتیجہ یہ تھا کہ براہ راست خدا سے طلب و سوال اور دعا و التجاء کا رواج ہی تقریباً ختم

ہو گیا تھا، زمانہ بعثت میں پورے پورے ملک اور وسیع علاقوں میں ایسے چند آدمی بھی ملنے مشکل تھے جن کو خدا سے دعا کرنے کی عادت اور اس کا سلیقہ ہو اور جو اس سے تسکین حاصل کرتے ہوں اور اسی کی دعوت دیتے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ہمکار می کا شرف:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (أرواحنا و نفوسنا فداء) نے محروم و محبوب انسانیت کو دوبارہ دعا کی دولت عطا فرمائی، اور بندوں کو خدا سے ہمکار م کر دیا، اور دعا کی کیا دولت عطا فرمائی، بندگی کی زندگی کی لذت اور عزت عطا فرمائی، اس مطرود انسانیت کو پھر اذن باریابی ملا، اور آدم کا بھاگا ہوا فرزند پھر اپنے خالق و مالک کے آستانے کی طرف یہ کہتا ہوا واپس ہوا:

بندہ آمد بر درت بگریختہ

آبروئے خود بعصیاں ریختہ

عہد جاہلی میں دُعا سے محرومی کے اسباب:

دعا سے محرومی کا ایک بڑا سبب جاہلیت کا یہ غلط تحیل تھا کہ خدا ہم سے بہت دور ہے، ہماری آواز وہاں کہاں پہنچ سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان فرمایا اور یہ مشورہ سنایا کہ:

”وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ“۔

(سورة البقرہ، الآیة: ۱۸۶)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ ان سے کہہ دیجئے کہ) میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سُننا ہوں۔

دوسرا یہ غلط عقیدہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی اور بھی نفع و ضرر کا مالک اور انسانوں کی امداد و اعانت پر قادر ہے، اس عقیدے نے دعا و استعانت کو ”حقیقی نافع و ضار“ سے ہٹا کر خیالی معاونوں اور دادرسوں کی طرف متوجہ کر دیا تھا، اور عالم کا عالم شرک و بت پرستی کا شکار تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری قوت اور وضاحت کے ساتھ اس فرمان کا اعلان کیا جس میں آپ ہی کو خطاب تھا:

”قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَكِن أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِّنَ الظَّالِمِينَ۔ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ، يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِّنْ عِبَادِهِ، وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ“۔

(سورة یونس: ۱۰۴-۱۰۷)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) ان سے کہو کہ: اے لوگو! اگر تم میرے دین کے بارے میں کسی شک میں مبتلا ہو تو (سُن لو کہ) تم اللہ کے سوا جن جن کی عبادت کرتے ہو میں انکی عبادت نہیں کرتا، بلکہ میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری رُوح قبض کرتا ہے،

اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مؤمنوں میں شامل رہوں، اور (مجھ سے) یہ (کہا گیا ہے کہ) اپنا رُخ یکسوئی کے ساتھ اس دین کی طرف قائم رکھنا، اور ہرگز ان لوگوں میں شامل نہ ہونا جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مانتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایسے (من گھڑت معبود) کو نہ پکارنا جو تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ کوئی نقصان، پھر بھی اگر تم (بفرض محال) ایسا کر بیٹھے تو تمہارا شمار بھی ظالموں میں ہوگا، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کر لے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے فضل کا رُخ پھیر دے، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے، اور وہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

دعا مطلوبِ الہی ہے، دعا مانگنا بندگی اور نہ مانگنا سرکشی و محرومی:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی کو واضح نہیں کیا کہ بندہ اپنے مالک سے دعا کر سکتا ہے اور وہ اس کی سُننا ہے اور اس کی مدد کر سکتا ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کیا کہ خدا کو دعا مطلوب ہے، اور وہ اس سے خوش اور راضی ہوتا ہے، بلکہ دعا نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے، دعا بندگی کا نہایت واضح اور مؤثر مظاہرہ اور عدم دعا بندگی سے گریز اور استکبار و سرکشی کی علامت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان نے دعا کا پایہ کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور اس کو بندگی کے فعلِ اضطراری کے درجہ سے اعلیٰ عبادت اور قرب کے مقام تک پہنچا دیا:

”وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي

سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ“۔ (سورة المؤمن، الآية: ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے

شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں غنقریب ہے کہ وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا نہ کرنا محض محرومی کا باعث نہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہے، حدیث کے الفاظ ہیں:

”مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ“۔ (ت)

ترجمہ: جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ دعا کو مغز عبادت قرار دیا۔
”الدعاء مخ العبادة“ (ت) دعا کو رحمت و برکت کے دروازے کی کلید قرار دیا گیا،
اور فرمایا گیا:

”مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ“۔ (ت، مس)

ترجمہ: جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اسکے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے۔

اس طرح دعا کا شعبہ جس کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں رہی تھی، عبادات اور معابد بھی اُس کے نور سے خالی ہو چکے تھے اور جاہلیت کے سالکین و مرتاض اور عباد و زہاد بھی اس دولت سے محروم تھے، دوبارہ زندہ اور تازہ ہوا، اور یہ دولت اتنی عام ہوئی کہ ع:

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی!

نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجدید اور اس کا عمل تکمیل اسی پر ختم نہیں ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دعا کرنا بھی سکھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے خزانے کو اور دنیا کے ادب کو دعاؤں کے ان جواہرات سے مالا مال کیا جن کی نظیر اپنی آبداری و درخشانی میں صہفِ سماوی کے بعد مل نہیں سکتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مالک سے ان

الفاظ میں دعا کی جن سے زیادہ مؤثر اور بلیغ الفاظ، جن سے زیادہ موزون و مناسب الفاظ انسان لائیں سکتا۔

دعائیں معجزات اور دلائل نبوت:

یہ دعائیں مستقل معجزات اور دلائل نبوت ہیں، ان کے الفاظ شہادت دیتے ہیں کہ یہ ایک پیغمبر ہی کی زبان سے نکلے ہیں۔

دعاؤں میں نبوت کا نور، یقین اور دل مضطر کی پکار، حاجتمند کا اصرار:

ان میں نبوت کا نور ہے، پیغمبر کا یقین ہے، ”عبدِ کامل“ کا نیاز ہے، محبوبِ ربِّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتماد و ناز ہے، فطرتِ نبوی کی معصومیت و سادگی ہے، دلِ دردمند و قلبِ مضطر کی بے تکلفی و بے ساختگی ہے، صاحبِ غرض و حاجت مند^(۱) کا اصرار و اضطراب بھی ہے، اور بارگاہِ الوہیت کے ادب شناس کی احتیاط بھی، دل کی جراحت اور درد کی کسک بھی ہے اور چارہ ساز کی چارہ سازی اور دل نوازی کا یقین و سُور بھی، درد کا اظہار بھی ہے اور اس حقیقت کا اعلان بھی کہ:

دردِ دہا دادی و درمانی ہنوز!

یہ دعائیں اپنی روحانی و معنوی قدر و قیمت کے علاوہ اعلیٰ ادبی قدر و قیمت کی حامل ہیں، اور دنیا کے ادبی ذخیرے کے وہ نوا در اور شہ پارے ہیں جن کی نظیر انسانی لٹریچر میں نہیں مل سکتی، بہت سے ناقدینِ ادب نے نجی خطوط کو اس وجہ سے ادب میں اعلیٰ مقام دیا ہے کہ وہ بے

(۱) یہ غرض اور حاجت اگر اپنے مالک اور آقا سے ہو تو اس میں مقامِ نبوت کے لئے کوئی سوءِ ادب نہیں بلکہ فخر و مباہات ہے۔

ساختہ اور تکلفات سے دور ہوتے ہیں، اور ان میں دلی جذبات کی بے تکلف ترجمانی ہوتی ہے لیکن ان کو معلوم نہیں کہ :

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں!
ادب کی ایک صنف اور بھی ہے، جس میں خطوط سے زیادہ بے تکلفی اور بے ساختگی پائی جاتی ہے، جس میں سارے عجائبات اور اصطلاحات اٹھ جاتے ہیں، جس میں صاحبِ کلام اپنا دل کھول کر رکھ دیتا ہے، اور اس کی زبان اس کے دل کی حقیقی ترجمان بن جاتی ہے، جب متکلم داد و تحسین سے بے پرواہ ہوتا ہے، سامعین کی خاطر بات نہیں کرتا بلکہ اپنے دل کے تقاضے سے گویا ہوتا ہے، ادب عالی کی یہ صنف ”دعا و مناجات“ ہے۔

دعا و صداقت و خلوص کا مظہر:

ادب کے ایک اہم عنصر (جس کو اکثر ناقدین فن نے نظر انداز کیا ہے، اور جو ادب میں حقیقی روح اور طاقت پیدا کرتا ہے، اور اس کو بقائے دوام بخشتا ہے) صداقت اور خلوص ہے، اس عنصر کی جیسی نمود ”دعا و مناجات“ میں پائی جاتی ہے، ادب کی کسی اور صنف میں نہیں پائی جاسکتی، پھر جب صاحبِ دعا صاحبِ درد بھی ہو اور اس کو اپنے دردِ دل کے اظہار پر اعلیٰ درجہ کی قدرت بھی ہو، تو پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ ادب کا معجزہ بن جاتے ہیں، اور وہ الفاظ نہیں ہوتے بلکہ دل کے ٹکڑے اور آنکھ کے آنسو ہوتے ہیں، اور وہ صدیوں تک ہزاروں انسانوں کو تڑپاتے رہتے ہیں، پھر جب ان مطالب کو ادا کرنے والی زبان وہ ہو جو وحی کی گزرگاہ، اور فصاحت و بلاغت کی شاہراہ، تو پھر ان کی تاثیر و اعجاز کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول دعاؤں کے نمونے:

حدیث و سیرت کے دفتر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دعائیں منقول ہیں ان پر نظر ڈالئے، کیا کوئی بڑے سے بڑا ادیب اپنی بے بسی و کمزوری کا نقشہ کھینچنے کے لئے، اپنا فقر و احتیاج بیان کرنے کے لئے، اور دریائے رحمت کو جوش میں لانے کے لئے اس سے زیادہ موثر، اس سے زیادہ دل آویز اور اس سے زیادہ جامع الفاظ لا سکتا ہے؟ ایک بار سفر طائف کا واقعہ سامنے لائیے، اور مسافر طائف کے شکستہ دل، اور خون آلود پاؤں پر نظر ڈالئے، پھر غربت و مظلومیت کی اس فضاء میں ان الفاظ کو پڑھئے:

فقر و احتیاج کا اظہار اور رحمت حق کا جوش:

”اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِيْ وَفَلَّةَ حِيَلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلٰى النَّاسِ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعِفِيْنَ اَنْتَ رَبِّيْ اِلٰى مَنْ تَكَلُّمِيْ؟ اِلٰى بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِيْ اَوْ اِلٰى عَدُوٍّ مَلَكَتْهُ اَمْرِيْ؟ اِنْ لَّمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِيْ، وَلَكِنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ اَوْ سَعُ لِيْ، اَعُوْذُ بِنُوْرٍ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهٗ الظُّلُمٰتُ، وَصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ يَّجِلَّ بِيْ غَضَبُكَ اَوْ يَنْزِلَ عَلَيَّ سَخَطُكَ، لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ“۔ (۱)

ترجمہ: الہی اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کے بابت تیرے سامنے

(۱) یہ الفاظ تاریخ طبری (۸۱/۲) کے ہیں، الفاظ کے ذرا فرق کے ساتھ یہ دعا کنز العمال میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

فریاد کرتا ہوں، تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، درماندہ عاجزوں کا مالک تو ہی ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے، مجھے کس کے سپرد کرتے ہو؟ کیا ایسے بیگانہ کے جو ترش روی کرتا ہے؟ یا ایسے دشمن کے جو مجھ پر قابو رکھتا ہے؟ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں، لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے، میں تیری ذات کے نور کی پناہ چاہتا ہوں، جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں، اور دنیا و دین کے کام اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری نارضا مندی مجھ پر وارد ہو، مجھے تیری ہی رضا مندی اور خوشنودی درکار ہے، اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔

کیا کبھی جب آپ کو ایسا وقت پیش آئے اور آپ کے دل کی کیفیت بھی یہی ہو تو آپ ان سے بہتر اور ان سے زیادہ مؤثر الفاظ لاسکتے ہیں یا آپ کو دنیا کے ادبی ذخیرے میں اپنے دل کی ترجمانی کے لئے اس سے بہتر لفظ مل سکتے ہیں؟ اسی طرح میدانِ عرفات کا تصوّر کیجئے، ایک لاکھ چوبیس ہزار کفن بردوش انسانوں کا مجمع ہے، لیبیک کی صداؤں اور حجاج کی دعاؤں سے فضا گونج رہی ہے، خدا کی شانِ بے نیازی اور عظمت و جبروت کا نقشہ سامنے ہے، انسانوں کے اس جنگل میں ایک برہنہ سر ا حرام پوش ایسا بھی ہے (فداہ ابی وائی) جس کے کاندھوں پر ساری انسانیت کا بار ہے، جو ہر دیکھنے والے سے زیادہ خدا کی عظمت و جلال کا مشاہدہ کر رہا ہے، اور ہر جاننے والے سے زیادہ انسان کی در ماندگی، بے حقیقتی اور بے بسی سے واقف ہے، اس پُر تاثیر اور پُر ہیبت فضا میں اسکی آواز بلند ہوتی ہے اور سننے والے سننے لگتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میدانِ عرفات میں دعا:

”اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي، وَتَرَى مَكَانِي، وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي، لَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي، وَأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِي، أَسْأَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمُسْكِينِ، وَأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالِ الْمَذْنِبِ الدَّلِيلِ، وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ، دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهُ، وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهُ، وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ، اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا، وَكُنْ لِي رَوْفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ“ (۱)۔

ترجمہ: اے اللہ تو میری بات کو سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے، اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی، میں مصیبت زدہ ہوں، محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، پریشان ہوں ہر اسان ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں، اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے سوال کرتا ہوں جیسے بیکس سوال کرتے ہیں، تیرے آگے گڑ گڑاتا ہوں جیسے گنہگار ذلیل و خوار گڑ گڑاتا ہے، اور تجھ سے طلب کرتا ہوں جیسے خوفزدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہے، اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں، اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو، اور اپنی ناک

(۱) کنز العمال عن ابن عباسؓ۔ اس مقالہ کی اکثر ادعیہ کا ترجمہ مناجاتِ مقبول سے ماخوذ ہے جو مولانا عبد الماجد دریابادی کے ترجمہ و شرح کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

تیرے سامنے رگڑ رہا ہو، اے اللہ تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہو جا، اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر! اے سب دینے والوں سے اچھے!“

کیا خدا کی عظمت و کبریائی اور اپنی ناتوانی و بے نوائی، فقر و احتیاج، عجز و مسکنت کے اظہار و اقرار کے لئے رحمتِ خداوندی کو جنبش میں لانے کے لئے ان سے زیادہ پُر تاثیر، پُر خلوص اور دل نشین الفاظ انسانی کلام میں مل سکتے ہیں؟ اپنے دل کی کیفیت اور عجز و مسکنت کا نقشہ الفاظ میں اس سے بہتر کھینچا جاسکتا ہے؟ یہ الفاظ تو دریائے رحمت میں تلاطم پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں، آج بھی ان لفظوں کو ادا کرتے ہوئے دل اُمنڈ آتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور رحمتِ خداوندی صاف متوجہ معلوم ہوتی ہے، رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی ہزاروں رحمتیں کہ ایسی پُر کیف اور اثر آفرین دعا امت کو سکھا گئے اور ”بابِ رحمت“ پر اس طرح دستک دینا بتا گئے:

”اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى عِزَّتِهِ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَّكَ“۔

سب جانتے ہیں کہ ایک قوی اور غنی ذات، قادرِ مطلق، سلطانِ برحق، مالک الملک کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اس کی رحمت کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے اپنی عجز و در ماندگی اور اپنی بندگی و بچا رگی کے زیادہ سے زیادہ، اور مؤثر سے مؤثر اظہار کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس اعتراف کی کہ ہم خاندانی و نسلی غلام، مملوک ابن مملوک، اور اس در دولت اور آستانہ شہابی کے قدیمی نمک خوار و پروردہ نعمت ہیں، جان و مال ہر چیز کے آپ مالک ہیں، کوئی چیز آپ کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں، ایسی حالت میں آپ ہی رحم نہ فرمائیں گے اور آپ ہی خبر نہ لیں گے تو کون لے گا؟ دیکھئے کسی دعا کے لئے اس سے بہتر تمہید اور مقصد کی کشائش کے لئے اس سے بہتر کلید کیا ہو سکتی ہے؟

مقصد برآری کی کلید:

”اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِي حُكْمِكَ، عَدْلٌ فِي قَضَائِكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمِيَتْ بِهِ نَفْسُكَ، أَوْ أُنْزِلَتْ فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوْ اسْتَأْثَرْتُ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رِبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ بَصَرِي، وَجَلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ میں بندہ ہوں تیرا، اور بیٹا ہوں تیرے بندے کا، اور بیٹا ہوں تیری بندگی کا، ہمہ تن تیرے قبضہ میں ہوں، نافذ ہے میرے بارے میں تیرا حکم، اور عین عدل ہے میرے متعلق تیرا فیصلہ، میں تجھے ہر اسم کے واسطے سے جس سے تو نے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے، یا اس کو اپنی کتاب میں اتارا ہے، یا اُسے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے، یا اپنے پاس اسے غیب ہی میں رہنے دیا ہے، درخواست کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار بنادے، اور میری آنکھ کا نور، اور میرے غم کی کشائش، اور میری تشویش کا دفعیہ۔

انسان کی ضروریات بے انتہا ہیں، ان میں انتخاب نہایت مشکل، ان سب کا سمیٹنا ناممکن، ایسی حالت میں انسان اپنی کیا ضرورت بیان کرے کیا نہ بیان کرے، ہم اپنے ہی حال پر غور کریں کہ اگر عرض مدعا کا موقع آئے تو ہمیں کیسی پریشانی پیش آئے اور بعد میں کیسی کیسی حسرت ہو کہ: بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے !

(۱) طبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

لیکن دیکھئے پیغمبرِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی (بشرطیکہ وہ فطرتِ صحیحہ پر ہو) اور انسانی ضروریات کی کیسی جامع نمائندگی کی ہے۔

ضروریاتِ انسانی کی جامع ترین دعائیں:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَغَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا فَضَيْتَهَا، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“۔ (۱)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ حلیم و کریم ہے، پاکی ہے اللہ کے لئے جو عرشِ عظیم کا مالک ہے، سب تعریف اللہ کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے، میں تجھ سے وہ اعمال و خصائل مانگتا ہوں جو تیری رحمت کو واجب کرنے والی ہیں، اور مغفرت کے یقینی اسباب اور ہر نیکی کی لوٹ اور ہر معصیت سے حفاظت، کوئی گناہ نہ چھوڑ جسے تو بخش نہ دے، نہ کوئی تشویش جسے تو دور نہ فرما دے، نہ کوئی ایسی ضرورت جو تیری مرضی کے مطابق ہے جس کو پورا نہ فرمائے، اے ارحم الراحمین۔

ایک دوسری دعائیں فرماتے ہیں:

”اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ، وَاصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَاصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ“۔ (۲)

(۱) ترمذی وابن ماجہ عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ۔ (۲) مسلم عن ابی ہریرۃؓ

ترجمہ: اے اللہ میرا دین درست رکھ جو میرے حق میں بچاؤ ہے، اور میری دنیا درست رکھ جس میں میری معاش ہے، اور میری آخرت درست رکھ جہاں مجھے لوٹنا ہے، اور زندگی کو میرے حق میں ہر بھلائی میں ترقی اور موت کو میرے حق میں ہر بُرائی سے امن بنادے۔

انسان لطف و مسرت کا کتنا حریص ہے لیکن اس کی نگاہ محدود اور کوتاہ ہے، وہ فانی لذات کا جو یا اور ختم ہو جانے والی مسرت کا طالب ہے، آپ فرماتے ہیں اور دعا ہی دعا میں اس نکتہ کی تعلیم دے جاتے ہیں کہ اصل مانگنے کی چیز غیر فانی عیش اور غیر ختم مسرت ہے، اور اصل مطلوب شئی دوسری زندگی کی راحت اور دیدارِ الہی کی لذت ہے!

اخروی زندگی کی راحت اور دیدارِ الہی کی طلب و لذت کی دعا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بِالقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ، وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ تجھ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو، اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک جو جاتی نہ رہے، اور میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے حکم (تکوینی) پر رضا مند رہنا، اور موت کے بعد خوش عیشی، اور تیرے دیدار کی لذت، اور تیری دید کا شوق۔

ایمان کی دولت کے بعد اخلاقِ حسنہ بڑی نعمت ہیں، جس نے اپنے متعلق خبر دی ہے کہ ”بعثت لأتمم مكارم الأخلاق“ میری بعثت کی (ایک اہم) غرض مکارمِ اخلاق کی تکمیل ہے، وہ مکارمِ اخلاق کی اہمیت کیسے محسوس نہ کرے گا، اور اس کی باریکیوں اور نزاکتوں پر اس کی

(۱) مستدرک عن عامر بن یاسرؓ

نظر کیسے نہ ہوگی؟ مآثرہ دعاؤں کا ایک بڑا حصہ اخلاق و صفاتِ حسنہ سے متعلق ہے، اور ان دعاؤں میں ایسی اخلاقی حقیقتیں اور ایسے نفسیاتی نکات بیان کئے گئے ہیں جو علمائے اخلاق و علم النفس کے لئے مستقل موضوع مطالعہ ہیں۔

پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع دعا پڑھئے، پھر مختلف اخلاقی انسانی پر ادعیہ مآثرہ کا مطالعہ کیجئے، تہجد کی ایک دعا میں ارشاد فرماتے ہیں:

تہجد میں اخلاقِ حسنہ کی التجاء:

”اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لْاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ، وَاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ؛ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ، وَفِيْ سَبِيْلِ الْاَعْمَالِ وَ سَبِيْلِ الْاَخْلَاقِ، لَا يَقِيْ سَبِيْلَهَا اِلَّا اَنْتَ“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ مجھے بہترین اعمال اور بہترین اخلاق کی توفیق و رہنمائی فرما، بہترین اعمال و اخلاق کی توفیق و رہنمائی تو ہی فرما سکتا ہے، اور مجھے بُرے اعمال و اخلاق سے بچا، بُرے اعمال و اخلاق سے تو ہی بچا سکتا ہے۔

آئینہ دیکھ کر انسان کو اپنے اعضاء کے تناسب اور ”حسنِ تقویم“ کی صداقت کا احساس ہوتا ہے، اس موضوع پر بھی اخلاق کی اہمیت کا احساس دلایا گیا ہے، اور حُسنِ صورت کے ساتھ حُسنِ سیرت کی دعا کی تعلیم دی گئی ہے کہ ان دونوں کی جامعیت کے ساتھ انسان خلیفۃ اللہ ہے، آئینہ دیکھ کر ارشاد ہوتا ہے:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ“۔ (۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر اور تعریف ہے، اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی،

(۱) النسائی عن جابرؓ۔ (۲) مسند احمد عن ام سلمہؓ، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، برقم ۱۶۳

تو میری سیرت بھی اچھی کر دے۔

کامل زندگی اور ”حیاتِ طیبہ“ کی تکمیل ایمان، صحت اور حسن اخلاق کے مجموعہ سے ہوتی ہے، ایک دعائیں ارشاد ہوتا ہے:

ایمان و حسن اخلاق کی دعا:

”اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ صِحَّةً فِي إِيمَانٍ، وَإِيمَانًا فِي حُسْنِ خُلُقٍ“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تندرستی ایمان کے ساتھ، اور ایمان حسن اخلاق کے ساتھ۔

ایک دوسری دعائیں ہے:

”وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا، وَقَلْبًا سَلِيمًا، وَخُلُقًا مُسْتَقِيمًا“۔ (۲)

ترجمہ: تجھ سے مانگتا ہوں سچی زبان، اور قلبِ سلیم اور اخلاقِ صحیحہ۔

اخلاق کی ان عمومی اور اجمالی دعاؤں کے ساتھ بعض ایسے محاسن اخلاق کی دعا کی گئی ہے (اور اس کے ذریعہ امت کو ان کی اہمیت اور اہتمام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے) جو بڑے لطیف اور باریک بین، اور کمال اخلاق کے لئے معیار کا درجہ رکھتے ہیں، تکمیل ایمان اور کمال انسانیت و شرافت و تقویٰ کی ایک علامت یہ ہے کہ خدا کے عاجز و مسکین بندوں سے محبت ہو، اہل دولت و قوت کی توقیر اور ان سے محبت کرنے والے تو تمام ہیں مگر فقراء و مساکین سے محبت کرنے والے بہت کمیاب ہیں، یہ اخلاق کا اعلیٰ درجہ ہے اور محض توفیق الہی پر منحصر ہے، ایک دعاء میں ارشاد ہوتا ہے:

(۱) مستدرک حاکم عن ابی ہریرۃ۔ (۲) ترمذی عن شداد بن اوس۔

بندگانِ خدا سے محبت کی دعا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے توفیق چاہتا ہوں نیکیوں کے کرنے کی اور برائیوں کے چھوڑنے کی اور غریبوں کے ساتھ محبت کی۔

دنیا میں رواج دوسروں کو چھوٹا اور اپنے کو بڑا سمجھنے کا ہے، اس مرض سے صرف وہی برگزیدہ نفوس بچ سکتے ہیں جن کا تزکیہ ہو چکا ہو اور ان پر فضلِ الہی ہو، اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو بہت کم نفوس اس خود پرستی و خود بینی سے بچتے ہیں، ع

ہوس سینے میں چھپ چھپ کر بنالیتی ہے تصویریں! اس کے لئے اہتمام سے دعا کی ضرورت ہے کہ یہ مرض مشکل سے نظر آتا ہے اور مشکل سے اس سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے، سید المخلصین خود اپنے حق میں اس طرح دعا فرماتے ہیں اور گویا امت کو تعلیم دیتے ہیں:

صبر و شکر، عجز و عزّت کی دعا:

”اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي صَبُورًا، وَاجْعَلْنِي شَكُورًا، وَاجْعَلْنِي فِي عَيْنِي صَغِيرًا، وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا“۔ (۲)

ترجمہ: اے اللہ مجھے بڑا صبر کرنے والا بنادے، اور مجھے بڑا شکر کرنے والا بنادے، اور مجھے میری نظر میں چھوٹا بنادے، اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنادے۔

(۳) مستدرک حاکم عن ثوبان۔ (۲) کنز العمال عن بریدؓ۔

ظاہر و باطن کی مطابقت اور دونوں کا جمال و صلاح نعمتِ خداوندی ہے، اور وہ دولت خاص ہے جس کے لئے اہتمام سے دعا کی ضرورت ہے، معلمِ اخلاق ﷺ فرماتے ہیں:

ظاہر کے سدھار اور باطن کے نکھار کی دعا:

”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سِرِّيَّتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَّتِيْ، وَاجْعَلْ عَلَانِيَّتِيْ صَالِحَةً“۔

ترجمہ: اے میرے اللہ میرے ظاہر کو میرے باطن سے بہتر کر دے اور میرے ظاہر کو صالح بنا دے۔ (۱)

مزید تفصیل اس دعا میں ملاحظہ فرمائیے:

”اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ، وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ، وَلِسَانِيْ مِنَ الْكُذْبِ، وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ؛ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ“۔ (۲)

ترجمہ: ”اے اللہ میرے دل کو نفاق سے پاک کر دے، اور میرے عمل کو ریا سے، اور میری زبان کو جھوٹ سے، اور میری آنکھ کو خیانت سے، تجھ پر تو روشن ہیں آنکھوں کی چوریاں بھی، اور دل جو کچھ چھپائے رکھتے ہیں“۔

پیغمبرِ انسانیت ﷺ نے دعائیں انسانوں کی طرف سے انسانی ضروریات کی بھی ایسی مکمل

نیابت کی ہے کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو ہر زبان و مکان میں ان دعاؤں میں اپنے دل کی ترجمانی، اپنے حالات کی نمائندگی اور اپنے اطمینان کا سامان ملے گا، اور بہت سی وہ ضرورتیں ملیں گی جن کی طرف آسانی سے ہر ایک انسان کا ذہن جانا مشکل ہے، مثال کے طور پر حسب ذیل دعا پڑھئے

(۱) ترمذی عن عمرؓ۔ (۲) کنز العمال عن ام سعیدؓ۔

برے اخلاق و عادات سے اللہ کی پناہ:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ
وَالْأَذْوَاءِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (۱)، وَمِنْ جَارِ السُّوءِ فِي دَارِ الْمُقَامَةِ؛ فَإِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ،
وَعَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشِمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، وَمِنْ الْجُوعِ؛ فَإِنَّهُ يَبْسُ الضَّجِيعُ، وَمِنْ
الْخِيَانَةِ؛ فَيُبْسِتِ الْبِطَانَةُ، وَأَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا، أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِينِنَا، وَمِنْ
الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَمِنْ يَوْمِ السُّوءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوءِ، وَمِنْ سَاعَةِ
السُّوءِ، وَصَاحِبِ السُّوءِ“۔ (۲)

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال اور نفسانی
خواہشوں اور بیماریوں سے، اور ہم تیری پناہ میں آتے ہیں ہر اس چیز سے جس سے
تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، اور مستقل قیام گاہ میں برے پڑوسی
سے، اس لئے کہ جنگل یعنی سفر کا ساتھی تو چل ہی دیتا ہے، اور دشمن کے غلبہ سے، اور
دشمنوں کے ہماری مصیبتوں پر خوش ہونے سے، اور بھوک سے کہ وہ برساتی ہے،
اور خیانت سے کہ وہ بری ہمارا ہے، اور اس سے کہ ہم پچھلے پیروں پر لوٹ جائیں یا فتنہ
میں پڑ کر دین سے الگ ہو جائیں، اور سارے فتنوں سے جو ظاہری ہوں یا باطنی،
اور بُرے دن سے، اور بُری رات سے، اور بُری گھڑی سے، اور بُرے ساتھی سے۔
رزق کس کو مطلوب نہیں؟ مگر کتنے آدمیوں کی اس حقیقت پر نظر ہے کہ فراخ روزی کی

(۱) یہ جملہ امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جو دعا کریں۔ (۲) ترمذی عن ابی امامۃؒ وغیرہ۔

سب سے زیادہ ضرورت عمر کے اس مرحلہ میں ہے جب مشکلات و تنگی کا تحمل کم، محنت اور کسب معاش کی قوت مفقود، اور قوی مضحل ہو جاتے ہیں، اور قدرتی طور پر راحت اور فراخ دستی کی طلب زیادہ ہوتی ہے۔

معلم حکمت نے کیا حکمت کی بات فرمائی:

”اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّي وَأَنْقِطَاعِ عُمْرِي“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ میری سب سے زیادہ روزی میرے بڑھاپے اور میرے خاتمہ کے وقت کر۔ صرف رزق ہی پر اکتفا نہیں، عمر کا یہ آخری حصہ ہر اعتبار سے بہتر اور کامیاب تر ہونا چاہئے، ارشاد ہوتا ہے:

بارگاہِ الہی میں انجام بخیر کی التجاء:

”وَأَجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِي آخِرَهُ، وَخَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِيمَهُ، وَخَيْرَ أَيَّامِي يَوْمَ أَلْقَاكَ فِيهِ“۔ (۲)

ترجمہ: میری عمر کا بہترین اس کا آخری حصہ کرنا، اور میرا بہترین عمل میرا آخر ترین عمل کرنا، اور میرا بہترین دن وہ کرنا جس میں میں تجھ سے ملوں۔

نعمت و مسرت بڑی مسرت کی چیز ہے، لیکن جو نعمت و مسرت بے سان گمان اور اچانک ملے اس کی مسرت ہی کچھ اور ہے، اسی طرح مصیبت اگر ایک بار پناہ مانگنے کی چیز ہے تو جو مصیبت اچانک اور ناگہاں پیش آئے وہ سو (۱۰۰) بار پناہ مانگنے کی چیز ہے، جن لوگوں کو کبھی اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اس کی چوٹ کو جانتے ہیں، لیکن کتنے آدمیوں کو اس سے پناہ مانگنے

(۱) مستدرک عن عائشہؓ۔ (۲) طبرانی عن انسؓ۔

کا خیال اور توفیق ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو بھی اپنی جامع دمانع دعاؤں میں فراموش نہیں فرمایا، اول الذکر کی دعا کی، اور ثانی الذکر سے پناہ مانگی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ سے ناگہانی خیر کی طلب، ناگہانی شر سے پناہ:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فُجَاۓَةِ الْخَیْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فُجَاۓَةِ الشَّرِّ“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں بھلائی غیر متوقع، اور ناگہانی برائی سے تیری پناہ۔ اسی طرح عیش و فراخی، اور خوشی و خرمی کے بعد فقر و فاقہ اور تنگدستی و پریشان حالی سے پناہ مانگنے کی چیز اور ایک بڑی ابتلاء ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام کے ساتھ اس سے پناہ مانگی:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِیَّتِكَ، وَفُجَاۓَةِ نِقْمَتِكَ“۔ (۲)

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے پھٹ جانے سے، اور تیری سلامتی کے ہٹ جانے سے، اور تیرے انتقام کی ناگہانی سے۔ درازی عمر ہمیشہ سے انسانوں کی خواہش رہی ہے، اور لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں، لیکن ایسی عمر کہ قوی جواب دے جائیں اور انسان مفلوج و معذور اور دوسروں کا دست نگر ہو کر رہ جائے، اللہ سے پناہ مانگنے کی چیز ہے، ارشاد ہوتا ہے:

(۱) کتاب الاذکار للنووی عن انسؓ۔ (۲) مسلم والبوداؤد عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ

سُستی، بزدلی اور سُٹھیا جانے سے پناہ:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْکُسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ..... وَمِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اُرْدَلِ الْعُمْرِ“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں کم ہمتی سے، اور سُستی سے، اور بزدلی سے، اور انتہائی کبر سنی سے..... اور اس سے کہ ناکارہ عمر تک پہنچوں۔

لوگ دولت و رزق کو منتہی سمجھتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ نفسِ حریص کے ساتھ دولت و رزق کی بڑی سے بڑی مقدار ناکافی ہے، وہ نفس جو کبھی قانع و آسودہ نہ ہو، انسان اور تمام دنیا کے لئے ایک بلا ہے، حکیم ربّانی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے، اور ہمیں اس سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے، اسی طرح علم جو انسان میں خشیت و تقویٰ پیدا نہ کرے اور لوگ اس سے کچھ فیض نہ پائیں، نیز وہ دل بیباک بھی جو خدا کے خوف سے خالی ہو پناہ مانگنے کی چیزیں ہیں، کہ انہوں نے انسان کے ساتھ وہ کیا ہے جو دشمن بھی نہیں کرتا، ایک ہی دعا میں اُن کو جمع فرمایا جاتا ہے:

چار باتوں سے اللہ کی پناہ:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یُخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ“۔ (۲)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے دل سے جو ڈرنا نہ جانے، اور ایسی دعا سے جو نہ سنی جائے، اور ایسے نفس سے جو آسودہ ہونا نہ جانے، اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے، میں تجھ سے ان چاروں (بلاؤں) سے پناہ چاہتا ہوں۔

(۱) بخاری و مسلم۔ (۲) ترمذی و نسائی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ۔

انسان کی بنیادی اور واقعی ضرورتوں میں سے جیسے فراخ روزی ہے ویسے ہی وسیع گھر ہے، کسی زمانے میں بھی اس کی اہمیت کم نہ ہوئی، اور اس زمانے میں تو اس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے، اور وہ زندگی کا ایک اہم مسئلہ بن گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی نظر کے سامنے ہے کہ اصل مسئلہ گھر کا وسیع ہونا نہیں ہے، اصل مسئلہ گھر کا کافی ہونا اور اس میں وسعت محسوس کرنا ہے، اگر وسعت کا احساس نہیں ہے تو وسیع سے وسیع گھر طبع حوصلہ مند کے لئے تنگ اور نا کافی معلوم ہوگا، اور یہی احساسِ حقارت و عدمِ کفایت اس زمانے میں تمدن اور اقتصادی نظام کے لئے ایک لائنِ مسئلہ بن گیا ہے، پیغمبر حکیم فراخ روزی اور وسیع گھر کے بجائے اس کی دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق میں فراخی اور گھر میں وسعت عطا فرمائے، دونوں میں جو فرق ہے وہ نگاہِ نکتہ شناس سے مخفی نہ ہوگا، ارشاد ہے:

گھر بار اور رزق میں برکت کی دعا:

”اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ مجھے میرے گناہ بخشدے، اور مجھے میرے گھر میں وسعت دے، اور مجھے میرے رزق میں برکت دے۔

سفر، زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے، مسلمان کا کوئی اہم قدم اور اہم حرکت بھی دعا اور خیرِ طلبی سے خالی نہیں ہونی چاہئے، سفر تو ایسا اقدام ہے جس کے لئے بہت زیادہ خیرِ طلبی اور دعا کی ضرورت ہے، مسافر گھر اور گھر والوں کو چھوڑتا ہے، طویل سفر، نئے مقامات، نئے لوگوں سے اس کو سابقہ پڑتا ہے، ایک مدت تک اپنے گھر اور گھر والوں سے جدا رہتا ہے، اس کا دل فکروں

(۱) نسائی عن ابی موسیٰ الاشعریؓ۔

اور تمناؤں سے معمور ہوتا ہے، پیچھے کی فکر، آگے کی تمنا، سفر کا اہتمام، راستہ کا تکان، منزل کی دُوری، مقاصد کی فکر، اسکے دماغ کو مشغول رکھتی ہے، اُن میں سے ہر مرحلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی اعانت اور حفاظت کی ضرورت ہے، دیکھئے اس مختصر سی دعائیں کس طرح ان سب ضروریات و احساسات کی نمائندگی کی گئی ہے، بڑے غور و فکر اور اعلیٰ ذہانت سے بھی اس سے زیادہ جامع دعا ترتیب دینی مشکل ہے:

آغازِ سفر کی دعا:

”اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ،
اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ لَنَا بُعْدَ الْأَرْضِ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ
فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ،
وَكَآبَةِ الْمُنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ“۔ (۱)

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ اور تیری خوشنودی کے کام چاہتے ہیں، اے اللہ! ہم پر یہ سفر آسان کر دے، اور زمین کا فاصلہ سمیٹ دے، اے اللہ! تو سفر میں رفیق اور گھر والوں میں نائب ہے، اے اللہ! میں سفر کی مشقت، ناگوار منظر اور مال و اہل میں بُری واپسی سے پناہ چاہتا ہوں“۔

لیکن صرف سفر ہی اہتمام اور دعا کا مستحق نہیں، جس نئی بستی میں انسان داخل ہو وہاں کی خیر طلب کرنے کی ضرورت ہے، حدیث میں آتا ہے کہ آپ جب کبھی کسی بستی میں داخل ہوتے تھے تو تین مرتبہ فرماتے تھے: ”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهَا“۔ اے اللہ ہمارے لیے اس بستی میں

(۱) مسلم، ترمذی، ابوداؤد، عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ

برکت پیدا فرما۔

پھر فرماتے تھے: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا۔ اے اللہ ہمیں اس کا رزق عطا فرما۔

مسافر کو (اور پھر جب مسافر داعی اور صاحبِ پیغام بھی ہو) خاص طور پر اس کی ضرورت ہے کہ اس کو پستی کے سبب رہنے والوں کی محبت حاصل ہو، تاکہ وہ پوری راحت پائے، اور اس کا پیغام سب کے دل میں گھر کر لے، لیکن ایک صاحبِ عقیدہ اور دین دار مسلمان کو اپنے دین و اعتقاد کی رو سے انہی کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دینی چاہئے جو اہلِ صلاح اور اہلِ دین ہوں، اس لئے اسی دعا میں فرمایا گیا:

وَحَبِّبْنَا إِلَىٰ أَهْلِهَا، وَحَبَّبْ صَالِحِي أَهْلِهَا إِلَيْنَا۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اس کے رہنے والوں کی نگاہ میں محبوب کر دے، اور اس کے باشندوں میں سے جو نیک لوگ ہوں ان کو ہماری نگاہ میں محبوب بنا دے۔

صرف سفر یا کوئی اہم منزل ہی اس کی مستحق نہیں کہ مومن اس کے لئے دعا کرے اور اپنے مالک سے خیر طلب کرے، زندگی کا ہر نیا دن اور ہر نئی رات اس کی مستحق ہے کہ بندہ اس دن کے خیر کی طلب کرے اور اس دن یا رات کے شر سے پناہ مانگے، اور اس کی دعا کرے کہ اس دن یا رات کی برکتوں اور نورانیوں اور کامیابیوں سے اس کو حصہ وافر ملے، اور اس کی شہادت دے کہ ملک اللہ کا ہے، ہر تغیر اور ہر تبدلہ کے موقع پر اس حقیقت کا استحضار کرے، حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو یہ دعا فرماتے تھے:

(۱) طبرانی فی الاوسط عن ابن عمرؓ۔

شام کے وقت کی دعا:

”أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا؛ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ۔“ (۱)

ترجمہ: ”یہ شام اس حالت میں ہو رہی ہے کہ ہم اور یہ ساری کائنات اللہ کی سلطنت میں، سب تعریف اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی سلطنت ہے، اسی کی تعریف اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، میرے پروردگار میں تجھ سے اس رات اور اس کے بعد کی رات کی خیر طلب کرتا ہوں، اور اس رات اور اس کے بعد کی رات کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، پروردگار! تیری پناہ سستی سے اور کبر سنی کی بُرائی سے، تیری پناہ جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔“

اسی طرح صبح کو الفاظ کے تغیر کے ساتھ فرماتے:

”أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ الخ۔“

ایک دوسری حدیث میں صبح کے وقت ان الفاظ کی تعلیم دی گئی ہے:

صبح کے وقت کی دعا:

”أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا

(۱) جمع الفوائد عن ابی مالکؓ۔

الْيَوْمِ فَتَحَهُ وَنَصَرَهُ وَنُورَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ وَمِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهُ۔“ (۱)

ترجمہ: صبح کی ہم نے اور بادشاہت نے اس حالت میں کہ ساری بادشاہت صرف اسی کی ہے، اے اللہ! میں تجھ سے اس دن کی خیر مانگتا ہوں، اسکی کامیابی ونصرت، نور وبرکت مانگتا ہوں اور اس دن کے شر اور اس کے بعد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ لیکن سب سے زیادہ ڈرنے اور پناہ مانگنے کی چیز اپنے نفس کا شر ہے اور اپنا شر ہے، دنیا میں بڑی بڑی تباہیاں انسان ہی کے شر سے آئی ہیں، اور دین ودنیا کا نقصان اسی ”شر نفس“ کا نتیجہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اس سے پناہ مانگی، صبح کی دعاؤں میں ہے:

نفس اور شیطان کی شرارت سے پناہ کی درخواست:

”اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، اَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ اَنْكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، فَاِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهِ، وَاَنْ نَقْتَرِفَ سُوءًا اَوْ نَجْرَةً اِلٰى مُسْلِمٍ۔“ (۲)

ترجمہ: ”اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے خالق، غیب وشہود کے جاننے والے! تو ہر چیز کا مالک ہے، اور فرشتے بھی شہادت دیتے ہیں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، ہم تجھ سے اپنے نفس کی برائی اور شیطان کی برائی سے اور شیطانِ رجیم کے شر اور شرک سے پناہ چاہتے ہیں، اور اس سے کہ ہم اپنے حق میں کسی شر کا ارتکاب کریں یا کسی مسلمان تک پہنچائیں۔“

(۱) مسلم، ترمذی، ابوداؤد عن ابن مسعود۔ (۲) جمع الفوائد۔ عن ابی مالکؓ

ایک دوسری دعا کے الفاظ ہیں:

کاموں کے اصلاح کی دعا:

”اللَّهُمَّ قِنِي شَرَّ نَفْسِي، وَاعْزِمْ لِي عَلَى رُشْدِ أَمْرِي“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے میرے نفس کی بُرائی سے محفوظ رکھ اور مجھے میرے امور کے اصلاح کی ہمت دے۔

ایک دوسری دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اصلاح احوال کی درخواست:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ، بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ، أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔ (۲)

ترجمہ: اے جی اے قیوم! میں تیری رحمت کے واسطے تجھ سے فریاد کرتا ہوں کہ میرے سارے حال کو درست کر دے اور مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر۔

اس شر سے اور معصیت سے پناہ اور حفاظت کے لئے سب سے بڑا احصار خشیتِ الہی ہے، اسی طرح مصائب کے اثر کو کم کرنے والی چیز صرف یقین ہے، چنانچہ فرمایا گیا:

مطلوبِ مؤمن:

”اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَمَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ

(۱) ابوداؤد عن ابن عمر۔ (۲) ترمذی عن انسؓ۔

مَا تُبْلَغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ، وَمِنْ الْيَقِينِ مَا تُهَوُّونَ بِهِ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت سے اتنا حصہ دے کہ ہمارے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے، اور اپنی طاعت سے اتنا حصہ کہ تو ہمیں اس کے ذریعہ سے جنت میں پہنچا دے، اور یقین سے اتنا حصہ کہ اس سے تو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دے۔

ان شرو و معاصی کا سرچشمہ اور ان کا ایک اہم اور قوی سبب دنیا کی محبت اور اس کا مقصود اعظم ہونا ہے، حب الدنيا رأس كل خطيئة۔ مزاج و مذاق نبوی یہ ہے کہ اللہم لا عيش إلا عيش الآخرة۔ (اے اللہ زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے) وإن الدار الآخرة لهي الحيوان۔ اسی دعا کے آخر میں فرمایا گیا ہے:

”وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا“۔ (۲)

ترجمہ: اور دنیا کو نہ ہمارا مقصود اعظم بنا، اور نہ ہماری معلومات کی انتہا، اور نہ ہماری رغبت کی منزل مقصود، اور ہم پر اس کو حاکم نہ کر جو ہم پر نا مہربان ہو۔

دین کو جو چیز آسان، مرغوب و محبوب بناتی ہے، معصیتوں سے طبعی نفرت پیدا کرتی ہے، دنیا کی محبت کو ریشہ ریشہ سے نکالتی اور اس کی بڑی سے بڑی عظمت کو دل و نگاہ سے گراتی، بڑے بڑے امتحانوں میں قدم کو جھاتی اور دل کو تھامتتی ہے، وہ حقیقت الہی ہے، جس کا دل اس محبت کا لذت آشنا ہو گیا اس کے دل کو نہ کوئی جلال مرعوب کر سکا، نہ کوئی جمال مسحور کر سکا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

(۱) ترمذی عن ابن عمرؓ۔ (۲) ترمذی، نسائی عن ابن عمرؓ

ضابطہ کا تعلق یا قانونی اطاعت، اس محبت کا قائم مقام نہیں ہو سکتا کہ ضابطہ چور دروازے بھی پیدا کر لیتا ہے، تاویلیں اور قانونی مویشگافیاں بھی جانتا ہے، اکتاتا بھی ہے، تھک بھی جاتا ہے، لیکن محبت تاویل سے نا آشنا اور تکان اور اکتاہٹ سے بیگانہ ہے کہ وہ زخم بھی ہے اور مرہم بھی، راہ بھی ہے اور منزل بھی۔

عاشقان را خستگی راہ نیست

عشق خود راہ است و ہم خود منزل است

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام سے اس محبت الہی کی دعا فرمائی ہے،

ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ! اپنی محبت مجھے پیاری کر دے میری جان سے، اور میرے گھر والوں سے، اور ٹھنڈے پانی سے بھی بڑھ کر۔

ایک دوسری دعا کے الفاظ یہ ہیں:

”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ، وَاَجْعَلْ خَشْيَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَاءِ عِنْدِيْ، وَاَقْطَعْ عَنِّيْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشُّوْقِ اِلَيَّ لِقَائِكَ، وَاِذَا اَقْرَرْتُ اَعْيُنَ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ فَاقْرُرْ عَيْنِيْ مِنْ عِبَادَتِكَ“۔ (۲)

ترجمہ: اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لئے تمام چیزوں سے محبوب تر، اور اپنے ڈر کو میرے لئے تمام چیزوں سے خوفناک تر بنا دے، اور مجھے اپنی ملاقات کا شوق دے

(۱) ترمذی۔ عن ابی الدرداءؓ وعن معاویہؓ۔ (۲) کنز العمال عن ابی بن مالکؓ۔

کردنیا کی حاجتیں مجھ سے قطع کر دے، اور جہاں تو نے دنیا والوں کی آنکھیں ان کی دنیا سے ٹھنڈی کر رکھی ہیں، میری آنکھیں اپنی عبادت سے ٹھنڈی رکھ۔

ایک اور دعا کے الفاظ ہیں:

”اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللَّهُمَّ فَكَمَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ، فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ، اللَّهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ، فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ“۔ (۱)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنی محبت نصیب کر، اور اس شخص کی بھی محبت جس کی محبت تیرے نزدیک میرے حق میں نافع ہو، یا اللہ جس طرح تو نے مجھے وہ دیا جو مجھے پسند ہے، اسے میرا معین بھی اس کام میں بنادے جو تجھے پسند ہے، اے اللہ تو نے جو دور رکھا ہے مجھ سے ان چیزوں میں سے جو مجھ کو پسند ہیں، تو اسے میرے حق میں ان چیزوں کے لئے موجب فراغ بنادے جو تجھے پسند ہیں۔

لیکن یہ محبت، یہ اطاعت، یہ توفیق عبادت، یہ ذکر و شکر کی دولت، سب اس کی اعانت و عنایت پر منحصر ہے، اس لئے محبوب خدا نے اپنے ایک محبوب صحابی کو پُر محبت الفاظ میں تاکید فرمائی:

يَا مُعَاذُ! وَاللَّهِ لَأُحِبُّكَ، أَوْ صِيكَ يَا مُعَاذُ! لَا تَدْعُهُنَّ فِي كُلِّ صَلَاةٍ أَنْ تَقُولَ: اللَّهُمَّ أَعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ (۲)

ترجمہ: اے معاذ! واللہ مجھے تم سے محبت ہے، میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ یہ دعا کسی نماز میں ترک نہ ہو کہ: اے اللہ! میری اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت پر مدد فرما۔

(۱) ترمذی عن عبد اللہ بن یزید الانصاریؓ۔ (۲) ابوداؤد والنسائی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ ہیں حدیث کی وہ دعائیں جن میں نبوت کا نور یقین، انبیاء کا علم و حکمت اور اس معرفت و محبت کی پوری تجلیات ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت اور سید الانبیاء علیہ السلام کا امتیاز خاص ہے، جس طرح چہرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑتے ہی عبد اللہ بن سلام کی طبع سلیم نے شہادت دی تھی ”واللہ هذا لیس بوجه کذاب (بخدا یہ کسی دروغلو کا چہرہ نہیں ہو سکتا)، اسی طرح ان دعاؤں کو پڑھ کر قلب سلیم شہادت دیتا ہے کہ یہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا کلام نہیں ہو سکتا۔

عارفِ رومیؒ نے دونوں کے متعلق شہادت دی ہے:

در دل ہر کس کہ دانش رمزہ است

رود آوازِ پیمر معجزہ است

کمالاتِ نبوت اور علومِ نبوت کی معرفت و شناخت کے لئے جس طرح سیرت کے ابواب اور اعمال و اخلاق و عبادات ہیں، اسی طرح ایک دلیلِ نبوت اور معجزہ نبوی یہ ادعیہ ماثورہ ہیں۔ کتنی خوش قسمت ہے وہ امت جس کو نبوت کی وراثت، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں دین و دنیا کا خزانہ اور غیب کی نعمتوں اور دولتوں کی یہ کنجیاں ملیں، اور کتنی بد قسمتی اور پست ہمتی ہے اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔^(۱)

اس سے اسلام کے نظامِ ادعیہ و اذکار کی اہمیت، جامعیت و عظمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ فاران، سیرت نمبر۔ جنوری ۱۹۵۶ء جلد نمبر ۷، نمبر ۱)

(۱) یہاں یہ بات بے تکلف زبانِ قلم پر آتی ہے کہ منکرینِ حدیث کی بہت سی محرومیوں میں سے ایک بڑی محرومی یہ بھی ہے کہ وہ ان مسنون دُعاؤں اور الفاظِ نبوی ﷺ سے محروم ہیں، جو حدیث میں وارد ہوئی ہیں، حدیث کی صحت و ثبوت میں ان کو جو شبہات ہیں وہ قدرتی طور پر اس بیش بہا ذخیرہ سے فائدہ اٹھانے اور اس کو دُعا و اظہارِ مدعا کا ذریعہ بنانے سے مانع ہیں، و کفیٰ بہ عقاباً۔

مشہور قاری امام محمد بن محمد ابن الجزری کے مختصر حالات:

نام و نسب:

محمد نام، ابو الخیر کنیت، شمس الدین لقب اور ابن الجزری عرف ہے، اور سلسلہ نسب یہ ہے:

محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری العمری دمشقی ثم الشیرازی۔

ولادت:

شبِ شنبہ ۲۵ رمضان ۷۵۱ھ/ ۵۲ھ/ ۱۵ نومبر ۱۳۵۱ء میں دمشق کے مشہور محلہ قضا عین میں ابن الجزری کی ولادت ہوئی۔

تعلیم و تربیت:

موصوف کی دمشق میں نشوونما ہوئی، ۶۲ھ/ ۱۳۶۳ء میں قرآن مجید حفظ کیا، ۷۸ھ میں قراءات سبعہ میں دستگاہ حاصل کی، اس دور کے ارباب کمال سے علوم اسلامی (فقہ و حدیث وغیرہ) کی تکمیل کی، فن قراءت سے موصوف کی زیادہ دلچسپی کو دیکھ کر کسی مشفق استاد نے انہیں حدیث کی طرف توجہ دلائی تو ایک لاکھ حدیثیں سندوں کے ساتھ یاد کر لیں۔

اساتذہ وقت میں سے ابوالفداء اسماعیل بن کثیر نے ۷۸ھ میں، ضیاء الدین قرمی نے ۸۵ھ میں، اور شیخ الاسلام بلقینی نے ۹۳ھ میں موصوف کو درس و تدریس اور افتاء و قضاء کی سند دی، موصوف نے جامع دمشق اور دارالعلوم عادلیہ، دارالحدیث اشرفیہ تربتہ ام الصالح میں قراءات کی تعلیم دی، پھر قراءات کے لئے ”دارالقرآن“ کے نام سے دمشق میں مدرسہ قائم کیا۔ ۹۷ھ میں امیر شام قطلبک استاد دارالتمش نے عہدہ قضاء پر ممتاز کیا، پھر اس نے تنگ کیا تو

بروصا میں ٹھہرے، حدیث و قراءات کا درس دیا، ۸۰۴ھ/۱۴۰۲ء امیر تیمور لنگ انہیں اپنے ساتھ ماوراء النہر کے علاقہ کش میں لے آیا، پھر سمرقند منتقل کیا، ۸۰۷ھ میں تیمور لنگ کا انتقال ہو گیا تو خراسان آ گئے، ہرات، یزد اور اصفہان ہوتے ہوئے رمضان ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء میں شیراز آئے۔

حاکم شیراز پیر محمد نے موصوف کو شیراز میں قاضی القضاۃ بنایا، اور یہاں ان کی وجہ سے قراءات و حدیث کا خوب چرچا رہا۔

۸۲۲ھ/۱۴۲۰ء تک یہاں رہے، پھر حج کے ارادہ سے بصرہ ہوتے ہوئے حرمین پہنچے تو حج کا زمانہ نکل چکا تھا، مدینہ میں قیام کیا، ۸۲۷ھ میں حج کیا، پھر دمشق آئے، اور رجب ۸۲۹ھ میں شیراز آ گئے، موصوف اچھے شاعر و خطیب اور حسین و جمیل انسان تھے۔

مؤرخین و تذکرہ نگاروں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بلاد اسلامی میں علم قراءات کی ریاست ابن الجزریؒ پر ختم تھی، انہیں روایت، حفظ حدیث، جرح و تعدیل اور متقدمین و متاخرین رواۃ کی معرفت میں درک حاصل تھا، لوگوں نے ان کی تالیفات سے فائدہ اٹھایا، اور انہیں قبولیت حاصل رہی بلکہ انہیں آٹھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا گیا ہے۔

بعض اہل علم نے موصوف پر تنقید کی، اور اس میں حد سے آگے تجاوز کر گئے، اس لئے ابن حجرؒ نے صورت حال کو واضح کیا اور یہ لکھا کہ:

میں نے بعض علماء سے سنا، وہ موصوف کو مجازف فی القول (من گھڑت باتیں کرنے والا) سے متہم کرتے تھے، لیکن میں ابن الجزریؒ کے متعلق حدیث کی نسبت تو کبھی یہ گمان نہیں کر سکتا، بات اتنی ہے کہ موصوف نے جب اپنے معاصرین کے پاس کوئی ایسی چیز دیکھی (جوان کے پاس نہ تھی) تو اس کی نسبت اپنی طرف بھی کر دی، یہ بات متاخرین علماء میں ابن الجزری سے

بھی زیادہ موجود ہے، اس میں یہ تنہا نہیں، اکثر متاخرین نے ایسا کیا ہے۔
ابن الجزریؒ نے کم و بیش ۵۵ برس قرآن وحدیث کی خدمت کی، اور بیاسی (۸۲) سال کی عمر میں قبل از نماز جمعہ ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ/ ۱۲۲۹ء محلہ اسکافین شیراز میں انتقال کیا، اور اپنے مدرسہ ”دارالقرآن“ میں سپرد خاک کئے گئے، پسماندگان میں چھ فرزند اور تین دختر یادگار چھوڑی تھیں، ان میں سب سے بڑے ابوالفتح محمد الجزری (۷۷۷ھ/ ۸۱۴ء) تھے یہ چالیس برس زندہ رہے۔

ابن الجزریؒ نے متعدد علوم وفنون میں بہت سی تالیفات کی ہیں لیکن تجوید و قراءات میں: ۱- المقدمة الجزریہ، ۲- النشر فی القراءات العشر، ۳- قاریوں کے تذکرے میں غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء کو زیادہ شہرت وقبولیت حاصل ہے۔

ادعیہ واذکار میں ”الحسن الحصین اور عدة الحسن الحصین زیادہ مقبول و مشہور ہیں۔
ابن الجزری نے الحسن الحصین کو حدیث کی ۲۶ مستند صحیح کتابوں سے انتخاب کر کے مرتب کیا، اور ہر ماخذ کا ہر جگہ بطور علامت اس کا مختصر بھی لکھ دیا ہے۔

رسالۃ تآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو اس مختصر میں کچھ اس انداز سے جمع کیا کہ اس موضوع پر بڑی سی بڑی کتاب اس صفت سے خالی ہے، جس کتاب سے یہ اختصار کیا گیا ہے، اس کے متعلق موصوف کا بیان ہے:

”قد جمع بحمد اللہ تعالیٰ هذا المختصر اللطیف مالم تجمعه مجلدات

من التألیف“۔

ترجمہ: الحمد للہ یہ مختصر مجموعہ ان تمام حدیثوں کا جامع ہے جن سے بڑی بڑی تالیفات بھی خالی ہیں۔

حصن الحصین رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مرقع ہے، مولانا سید سلیمان ندویؒ خطبات مدراس میں رقمطراز ہیں:

”شب و روز میں کوئی ایسا لمحہ نہ تھا جب آپ کا دل خدا کی یاد سے، اور آپ کی زبان خدا کے ذکر سے غافل ہو، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، پہنتے اوڑھتے، ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کا ذکر اور اسکی حمد زبان مبارک پر جاری رہتی تھی، آج حدیث کی کتابوں کا ایک کثیر حصہ انہی مبارک کلمات اور دعاؤں کے بیان میں ہے جو مختلف حالات اور مختلف وقتوں کی مناسبت سے آپ کی زبان فیض اثر سے ادا ہوئی، حصن حصین دو سو صفحوں کی کتاب صرف ان کلمات اور دعاؤں کا مجموعہ ہے جن کے فقرہ فقرہ سے خدا کی محبت، عظمت، جلالت اور خشیت نمایاں ہے، اور جن سے ہر وقت زبان اقدس تر رہتی تھی۔“

اختصار کے ساتھ انہی تمام خصوصیات کی جامع عدۃ الحصن الحصین ہے اس مختصر کی تمام دعائیں مسلمان کو یاد ہونا چاہئیں، اگر نہ ہو سکیں تو کم از کم وہ دعائیں تو سب ہی یاد ہونی چاہئیں جو کسی وقت و سبب کے ساتھ خاص نہیں، اور وہ اس کتاب کے آخر میں نقل کی گئی ہیں، یہ سب جامع دعائیں ہیں جو رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھیں، کثرت سے یہی دعائیں مانگتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدْعُ مَا سِوَى ذَلِكَ“۔ (۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع دعائیں پسند تھیں، یہی دعائیں مانگتے اور

(۱) کنز العمال علی المتقی، ۳۱/۱، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد الدکن، ۱۳۱۲ھ۔

دوسری دعائیں چھوڑ دیتے تھے۔

چنانچہ ابن الجزریؒ نے عدة الحصن الحصین میں تصریح کی ہے کہ اس باب کی مذکورہ حدیثوں میں سے ہر ایک حدیث پر ”صحیح مجرب“ لکھنا بجا اور درست ہے، فرماتے ہیں:

”رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح دعائیں جو کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہیں، ان کی بہت بڑی تعداد نہایت اختصار کے ساتھ (جو صحیح حدیثوں کی جامع ہیں) بحمد اللہ یکجا کر دی گئی ہیں، اس جیسی کتاب تو اگلے زمانے میں بھی کبھی تالیف نہیں ہوئی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و اذکار کی دنیا و آخرت کی بھلائی کی جامع ہو، اسے اگر آب زر سے لکھا جائے تو وہ اسکی بجا طور پر مستحق ہے، بلکہ اگر دیدہ بینا کی روشنائی سے قلمبند کیا جائے تو یہ اسکی سزاوار ہے، اور اس امر کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی ہر حدیث پر لکھ دیا جائے کہ یہ صحیح اور آزمودہ ہے۔“ (۱)

نواب صدیق حسن خان قنوجیؒ کو اس کی صحت، جامعیت و قبولیت کا اعتراف ہے، وہ اتحاف النبلاء، ص: ۷۲ میں فرماتے ہیں:

”یہ کتاب ہر قسم کے اور ادواذکار اور ادعیہ کی جامع ہے، مؤلف کتاب نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اسے صحیح حدیثوں سے مرتب کیا گیا ہے، یہ کتاب زمانہ تالیف سے اس وقت تک عالموں اور درویشوں کے معمولات میں رہی ہے، اس کی تاثیر سب پر عیاں ہے۔“

عدة الحصن الحصین، الحصن الحصین کا مختصر ہے جو شاہ ابراہیم بن تیمور لنگ کی فرمائش پر لکھا گیا تھا، یہ متوسط تقطیع کے ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے، جو نواب صدیق حسن خان کی مساعی جیلہ

(۱) عدة الحصن الحصین، محمد الجزری، ص: ۲، مطبع انصاری، دہلی، ۱۳۰۶ھ۔

سے مولوی عبد المجید دہلوی کے زیر اہتمام ۱۳۰۶ھ میں پہلی بار مطبع انصاری دہلی سے شائع کی گئی تھی، چنانچہ خاتمہ کتاب میں مولوی محمد حسین خان نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

”محمد حسین خان عرض کرتا ہے کہ مہینوں سے کیا ایک مدت سے ایسی کتاب کی جستجو میں تھا، جس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں منقول ہوں، تا آنکہ میرا شاہجہان آباد میں آنا ہوا تو میں نے عدة الحصن الحصین کو دیکھا، اس کے چھاپنے کا نواب صدیق حسن خان قنوجی نے مطبع انصاری کو حکم دیا تھا، جس کی زمام کار مولوی عبد المجید کے ہاتھ میں ہے، تو میں نے اس کو علماء و صلحاء میں مقبول پایا، اور کیوں نہیں؟ حق تو یہ ہے کہ یہ کتاب حسین جبین پر نہایت قیمتی موتی ہے، اس کی کتابت بھی عوام و خواص کی نظروں میں پسندیدہ ہے، اس کی تصحیح بھی مرغوب خاطر ہے، واللہ المستعان وعلیہ التکلیل۔“

ابن الجزریؒ کا یہ مختصر بھی بہت مقبول ہوا، حاجی خلیفہ نے ”كشف الظنون“ میں لکھا ہے کہ ۸۳۷ھ میں محدث سید اصیل الدین عبد اللہ بن عبد الرحمن الحسینی نے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا، اور بعض اہم امور کا اضافہ بھی کیا، پانچ فصلوں اور ایک خاتمہ پر اس کو ترتیب دیا، متاخرین علماء میں محدث قاضی محمد بن علی شوکانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) نے اس کی شرح ”تحفة الذاکرین بعدة الحصن الحصین من کلام سید المرسلین“ لکھی، یہ شرح محدثانہ رنگ میں منفرد اور بہت سے فوائد کی جامع ہے، لیکن مطالب کی توضیح و تشریح جیسی نوویؒ اور دوسرے فقہاء محدثین کرتے ہیں، شوکانی کے یہاں نہیں ہے، بلکہ ملا علی قاری کی شرح بھی موصوف کے پیش نظر نہیں ہے، اس پر شیخ محمد بن محمد زبارة یمینی کی تعلیقات بھی ہیں، تحفۃ الذاکرین مصر سے دو مرتبہ شائع کی گئی ہے،

دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں طبع کیا گیا تھا، اب بیروت سے اسی اشاعت کا نوٹوشائع کیا جا رہا ہے۔ قاضی شوکانی کا ادبی مذاق نہایت بلند ہے، ہم نے عدة الحصن الحصین کے متن کی تصحیح میں تحفۃ الذاکرین سے متن کے الفاظ نقل کئے، اکثر مواقع پر اس کو نقلِ متن میں ترجیح دی ہے۔

میرے علم میں نہیں کہ کسی اہل علم نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہو، اللہ تعالیٰ کا اس عاجز پر بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس کا ترجمہ و مختصر فوائد اور مقدمہ لکھنے کی توفیق دی، حالانکہ فرائض منصبی کی انجام دہی کے بعد نہ اتنی مہلت ملتی اور نہ سکتا رہتی ہے کہ کوئی علمی کام کیا جاسکے، یہ محض اس کا فضل و کرم ہے کہ وہ اس عاجز سے علمی کام کراتا رہتا ہے، یہ کام بھی کرا دیا، حالانکہ بعض اور تحقیقی کام جو برسوں سے تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں پورے نہیں ہو پائے لیکن یہ کام جوان کے بعد شروع کیا ان سے پہلے تکمیل کو پہنچا، دعا ہے اسے حسن قبول عطا ہو اور میری، میرے ماں باپ، اساتذہ اور تمام مسلمانوں کے نفع و مغفرت کا سامان کرے۔ بعزتہ و جلالہ تتم الصالحات و علیہ المعول فی جمیع الحالات، و صلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد النبی الأمی و أصحابہ و أزواجه و ذریاتہ و أتباعہ، آمین۔

محمد عبدالحلیم چشتی

جمعہ ۲ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ - ۲ اگست ۱۹۹۱ء

کراچی پاکستان

نظر ثانی، جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

اسلامی اذکار اور دعاؤں کا مختصر و جامع
موضوعی دائرہ معارف

عدۃ الحصن الحصین

تالیف

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم ہشتی

رئیس قسم تخصص علوم حدیث

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ حدیث جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

مکتبۃ الکوثربکراچی

علامات و اشارات کتاب پر ایک نظر

کسی بات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا بڑی ذمہ داری کا کام ہے، اس میں ذرا سی غفلت و کوتاہی سے آخرت برباد ہوتی ہے، یہ دعاؤں کی کتاب ہے جس میں ہر دُعا کی نسبت سرور کونین ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔

علامہ ابن الجزریؒ نے اس کتاب میں پیش کی ہوئی تمام دعائیں حدیث کی کتابوں سے لی ہیں اس لئے انہوں نے جن چھپیس (۲۶) بنیادی کتابوں سے فائدہ اٹھایا ہے، ہر دعا کے آخر میں اکثر ایک حرفی اور کہیں دو حرفی علامت میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے ہر پڑھنے والا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ دعا کس کتاب میں موجود ہے یا یہ دعائیں کتابوں میں ذکر کی گئی ہے اور ان معتبر کتابوں میں کتنی کثرت سے منقول ہے اور کیسی معتبر و قابل اعتماد ہے، نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کثرت سے یہ دعائیں مانگی ہیں، ہمیں بھی یہ دعائیں یاد کرنی، یاد رکھنی، مانگنی اور ان پر عمل کرنا چاہئے۔

ناظرین کی سہولت کی خاطر ہم نے علامہ ابن الجزریؒ کے مقدمہ کتاب میں ”بیان“ کو تین خانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ۱۔ کتاب کا نام، ۲۔ مصنف کتاب کا نام، ۳۔ سال ولادت و واقعات جہاں تک ممکن ہو نقل کیا، پھر اس کی علامت کو بتایا ہے۔

امید ہے ناظرین کو ان شاء اللہ کتاب کی اہمیت اور علامہ ابن الجزریؒ کے مقدمہ کتاب میں مختصر ”بیان“ کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

علامات و اشارات کتاب

کتاب کا نام	مصنف	علامت اور اشارہ
۱۔ صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری ۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء	خ
۲۔ صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشابوری ۲۰۴-۲۶۱ھ/۸۲۰-۸۷۵ء	م
۳۔ سنن ابی داؤد	سلیمان بن الاشعث بن اسحاق الازدی البجستانی ۲۰۲-۲۷۵ھ/۸۱۷-۸۸۹ء	د
۴۔ جامع الترمذی	محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ۲۰۹-۲۷۹ھ/۸۲۴-۸۹۲ء	ت
۵۔ سنن النسائی	احمد بن شعیب بن علی النسائی ۲۱۵-۳۰۳ھ/۸۳۰-۹۱۵ء	س
۶۔ سنن ابن ماجہ	محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی ۲۰۹-۲۷۳ھ/۸۲۴-۸۸۷ء	ق
۷۔	آخری چار کتابوں میں پائی جانے والی روایت کے لئے علامت اور صحاح ستہ میں موجود روایت	ع ع
۸۔ صحیح المستدرک	محمد بن عبد اللہ بن حمد و یہ الحاکم النیشابوری ۳۲۱-۴۰۵ھ/۹۳۳-۱۰۱۴ء	مُسْن

ج	٩- صحیح ابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد البستی المتوفى ٣٥٢هـ/ ٩٦٥ء	
ع	١٠- مستخرج الوعوانه يعقوب بن اسحاق بن ابراهيم الأسفرائيني المتوفى ٣١٦هـ/ ٩٢٨ء	
م	١١- صحیح ابن خزيمه ابو بكر محمد بن اسحاق بن خزيمة السلمي ٢٢٣-٣١١هـ/ ٨٣٨-٩٢٢ء	
ط	١٢- المؤطا مالك بن انس بن مالك الأصمحي ٩٣-١٤٩هـ/ ٧٤٥-٧٩٥ء	
ق	١٣- سنن الدار قطنی ابو الحسن علي بن عمر بن احمد الدار قطنی ٣٠٦-٣٨٥هـ/ ٩١٩-٩٩٥ء	
م	١٤- مصنف ابن أبي شيبة ابو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العنسي ١٥٩-٢٣٥هـ/ ٧٧٦-٨٢٩ء	
أ	١٥- مسند الامام احمد بن حنبل ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل الشيباني ١٦٣-٢٤١هـ/ ٧٨٠-٨٥٥ء	حنبل
ر	١٦- مسند البزار احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار البصري المتوفى ٢٩٢هـ/ ٩٠٥ء	
ص	١٧- مسند أبي يعلى الموصلي احمد بن علي بن المثنى الموصلي ٢٢٠-٣٠٤هـ/ ٨٢٥-٩١٩ء	
ي	١٨- سنن الدارمي عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي ١٨١-٢٥٥هـ/ ٧٩٤-٨٦٩ء	

ط	۱۹۔ مجمع الطبرانی الكبير سليمان بن احمد بن ايوب الطبرانی ۳۶۰-۲۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء	
طس	۲۰۔ مجمع الاوسط	
ص	۲۱۔ مجمع الصغير	
طَب	۲۲۔ کتاب الدعاء له	
مُر	۲۳۔ کتاب الدعاء احمد بن موسى ابن مرزويه ۳۲۳-۴۱۰ھ/۹۳۵-۱۰۱۹ء	
قی	۲۴۔ کتاب الدعاء ابوبکر احمد بن الحسين بن علی البیهقی ۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء	
سنی	۲۵۔ سنن الکبریٰ //	
ی	۲۶۔ عمل الیوم واللیلة ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری ۲۸۴-۳۶۴ھ/۸۹۷-۹۷۷ء	
قف	۲۷۔ وہ حدیثیں جو ان مذکورہ بالا کتابوں میں مرفوع نہیں موقوف آئی ہیں اس کی علامت ہے	

اب آپ کتاب کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیں۔

مقدمه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل ذكره عدة من الحصن الحصين، وصلاته وسلامه على سيد الخلق محمد النبي الأمي الأمين، وعلى اله الطاهرين، وأصحابه أجمعين، والتابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين.

(وبعد) فإنه لما كان كتابي الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين، مما لم يسبق إلى مثاله أحد من المتقدمين، وعز تأليف نظيره على من سلك طريقه من المتأخرين، لما حوى من الاختصار المبين، والجمع الرصين، والتصحيح المتين، والرمز الذي هو على العزومعين، حداني على الاختصار في هذه الأوراق من أصله المذكور، بعد أن كنت سئلت عن ذلك مرارا في سنين وشهور من أنس غربتي وكشف كربتي، فأوجب الحق على مكافأته، ولم أقدر عليها إلا بالدعاء له، فأسئل الله نصره ومعافاته.

ملك على الدنيا، لغرة وجهه

جمال وإجمال وعزمؤبد

فتى ماسمعنا قبله كان مثله

ولا بعده فالله يقيه يوجد

ورمزت للكتب المخرج منها هذه الأحاديث المذكورة في هذا الكتاب،

فصحيح البخاري (خ) وصحيح المسلم (م) وسنن أبي داؤد (د) والترمذي (ت) والنسائي (س) وابن ماجه القزويني (ق) وهذه الأربعة (عه) وهذه الستة (ع) وموطأ مالك (طا) وصحيح ابن خزيمة (مه) وصحيح ابن حبان (حب) وصحيح أبي عوانة (عو) ومستدرک الحاكم على الصحيحين (مس) ومسند الإمام أحمد (أ) ومسند أبي يعلى الموصلي (ص) ومسند الدارمي (مي) ومسند البزار (ر) ومعجم الطبراني الكبير (ط) والمعجم الأوسط له (طس) والمعجم الصغير له (صط) والدعاء له (طب) والدعاء لابن مردويه (مر) والسنن للدارقطني (قط) والسنن الكبرى للبيهقي (سي) والدعاء له (قي) ومصنف ابن أبي شيبة (مص) وعمل اليوم والليلة لابن السني (ي) وعلامة الموقوف منها (قف)۔

وجعلته في عشرة أبواب، كل باب يتعلق بأنواع وأسباب، (الباب الأول) في فضل الذكر والدعاء والصلاة والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم وآداب ذلك، (الباب الثاني) في أوقات الإجابة وأحوالها وأماكنها، ومن يستجاب له وبم يستجاب واسم الله الأعظم وأسمائه الحسنی وعلامة الاستجابة والحمد عليها۔ (الباب الثالث) فيما يقال في الصباح والمساء والليل والنهار عموماً وخصوصاً، وأحوال النوم واليقظة۔ (الباب الرابع) فيما يتعلق بالطهور والمسجد والأذان والصلاة الراتبة وصلوات منصوصات۔ (الباب الخامس) فيما يتعلق بالأكل والشرب والصوم والزكاة والسفر والحج والجهاد والنكاح۔ (الباب السادس) فيما يتعلق بالأمور العلوية كسحاب ورعد وبرق ومطر وريح وهلال وقمر۔ (الباب السابع) فيما يتعلق بأحوال بني آدم من أمور مختلفات باختلاف الحالات۔ (الباب

الثامن) فیما لهم من عوارض وآفات فی الحیاة وإلی الممات۔ (الباب التاسع) فی ذکر ورد فضله، ولم یخص بوقت من الأوقات، واستغفار یمحو الخطیئات وفضل القرآن العظیم وسور منه آیات۔ (الباب العاشر) فی أدعية صحت عنه صلی الله علیه وسلم مطلقات غیر مقیدات، فجاء بحمد الله کبیر المقدار، غایة فی الاختصار، جامعاً للصحیح من الأخبار، لم یؤلف مثله فی الأعصار، جمع بین الذکر النبوی، والحديث المصطفوی، والخیر الدنیوی والأخروی، لو کتب بماء الذهب لکان من حقه أن یکتب، بل بسواد الأحداق لاستحق، وکان أجدراً أن یسطر علی کل حدیث منه صحیح مجرب۔

أسأل الله أن ینفع به أهله، وأن یولینا جمیعاً فضله، وأن ینصر به کل مظلوم، وأن یرزق به کل محروم، وأن یجبر به کل مکسور، وأن یؤمن به کل مذعور، وأن یفرج به عن کل مکروب، وأن یرد به عن کل محروب۔
ترجمہ:

”تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے ذکر کو ”الحصن الحصین“ کا سامان بنایا اور خلق کے سردار محمد نبی امی و امین اور ان کے تمام پاکیزہ ال و اصحاب اور ان کے قیامت تک پیروی کرنے والوں پر صلاۃ و سلام ہو۔

حمد و صلاۃ کے بعد (مؤلف عرض کرتا ہے کہ) میری کتاب ”الحصن الحصین من کلام سید المرسلین“ (رسالہ کتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے آراستہ مضبوط قلعہ) ایسی کتاب ہے جس کی مثال متقدمین کے یہاں نہیں ملتی اور اس تالیف کی نظیر ان متاخرین علماء میں بھی جو اس کتاب کی روش پر گامزن رہے ہیں ملنا مشکل ہے اس لئے کہ یہ کتاب نمایاں اختصار و محکم جامعیت اور زوردار تصحیح پر مشتمل

ہے اور جن کتابوں سے اذکار و ادعیہ کو جمع کیا گیا ہے ان کی طرف اشارہ نے اس کی قدر و قیمت اور بڑھادی ہے، الحصن الحصین نے مجھے ان اوراق میں اختصار پر آمادہ کیا۔

ان ماہ و سال میں اس کے اختصار کرنے کا (ایک ایسی شخصیت کی طرف سے) بار بار مجھ سے سوال کیا جاتا رہا جو وطن سے میری دوری میں محبت کا اور تکلیف میں بے چینی دور کرنے کا ذریعہ رہی ہے، تو اس حق نے اس کی مکافات ضروری کر دی، اس احسان کا بدلہ اس کے حق میں دعا کر کے ہی ادا کر سکتا ہوں۔ اللہ سے مدد اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

وہ اپنے روشن چہرے، حسن و جمال اور لازوال عزت و جاہ سے جہان کا بادشاہ ہے ایسا جوان ہے کہ اس جیسا اس سے پہلے ہوا ہے اور نہ اس کے بعد ہوگا اللہ تعالیٰ اسے مسرت و شادمانی کے ساتھ باقی رکھے۔

میں نے اس کتاب میں حدیث کی جن کتابوں سے حدیثوں کی تخریج کی ان کتابوں کے لئے علامات مقرر کی ہیں، چنانچہ صحیح البخاری کے لئے (خ) صحیح مسلم کے لئے (م) سنن ابی داؤد کے لئے (د) سنن ترمذی کیلئے (ت) اور سنن نسائی کیلئے (س) ابن ماجہ القزویٰ کے لئے (ق) اور ان چاروں کتابوں کے لئے (ع) اور ان چھ کتابوں کے لئے (ع) موطا امام مالک کے لئے (ط) صحیح ابن خزمیہ کے لئے (مہ)، صحیح ابن حبان کے لئے (حب) صحیح ابی عوانہ کے لئے (عو) مستدرک حاکم علی الصحیحین کے لئے (مس) مسند الامام کے لئے (أ) مسند ابی یعلیٰ الموصلی کے لئے (ص) مسند الدارمی کے لئے (می) مسند البزار کے لئے (ز) معجم الطبرانی الکبیر کے لئے (ط) المعجم الاوسط کے لئے (طس) المعجم الصغیر کے لئے

(صط) اس کی کتاب الدعاء کے لئے (طب) الدعاء لابن مردویہ کے لئے (مر) السنن الدارقطنی کے لئے (قط) السنن الکبریٰ للبیہقی کے لئے (سی) اس کی کتاب الدعاء کے لئے (ق) مصنف ابن ابی شیبہ کے لئے (مص) عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی کے لئے (ی) اور جو موقوف حدیثیں اس کتاب میں نقل کی گئی ہیں اس کے لئے علامت (قف) ہے۔

میں نے اس کتاب کو دس (۱۰) ابواب پر مرتب کیا ہے ہر باب کے تحت انواع و اسباب ہیں۔

باب اول: میں ذکر، دعاء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت و آداب کا بیان ہے۔

باب دوم: دعا کے قبول ہونے کے اوقات، حالات، مقامات اور کن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور کن وجوہ و اسباب سے قبول کی جاتی ہیں، اسم اعظم، اسماء حسنی، دعا کے قبول ہونے کی علامت اور ادائے شکر کے بیان میں ہے۔

باب سوم: میں صبح و شام، رات دن کی عمومی و خصوصی دعاؤں، بیداری و خواب کی صورتوں میں مانگی جانے والی دعاؤں کا بیان۔

باب چہارم: طہارت، مسجد اذان، فرض نمازوں، سنن و نوافل میں مانگی جانے والی دعاؤں پر مشتمل ہے۔

باب پنجم: کھانے پینے، روزہ، نماز، زکوٰۃ، سفر، حج، جہاد اور نکاح کی دعاؤں اور آداب کا جامع ہے۔

باب ششم: میں امور علویہ، بادل بجلی، کڑک، بارش، آندھی، اور چاند دیکھنے کے موقع پر مانگی جانے والی دعاؤں کا ذکر ہے۔

باب ہفتم: میں بنی نوع انسان کو مختلف امور میں حالات کی تبدیلی سے جو صورتیں پیش آتی ہیں، ان کے متعلق ادعیہ واذکار نقل کی گئی ہیں۔

باب ہشتم: میں ان دعاؤں کو بیان کیا گیا ہے جو زندگی سے موت تک عوارض و آفات میں رہنمائی کرتی ہیں۔

باب نہم: میں ان اور اذکار کا ذکر ہے جو وقت و سبب کے ساتھ خاص نہیں اور استغفار کا جو خطاؤں کو مٹا دیتا ہے نیز قرآن مجید، اس کی سورتوں اور آیتوں کی فضیلت کا بیان۔

باب دہم: میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول صحیح ترین مطلق دعاؤں کا ذکر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عظیم المرتبت، نہایت مختصر، صحیح ادعیہ واذکار کی کتاب مرتب ہوئی، اس جیسی کتاب جو نبی کی دعاؤں اور دنیوی و اخروی بھلائیوں کا جامع ہو گزشتہ زمانے میں بھی تیار نہیں کی گئی، اسے اگر آبِ زر سے لکھا جائے تو اس کی سزاوار ہے بلکہ آنکھ کی سیاہی سے اسے تحریر کیا جائے تو اس کی مستحق ہے اور یہ اس امر کے زیادہ لائق ہے کہ اسکی حدیث کی ہر سطر پر یہ لکھا جائے یہ صحیح اور آزمودہ ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس سے اس کے اہل کو فائدہ پہنچائے اور ہم سب کو اسکی فضیلت سے بہرہ مند فرمائے، ہر مظلوم کی اس سے مدد کرے، ہر محروم کو اس سے رزق فراہم کرے ہر ایک دل شکستہ کی دل بستگی کا سامان کرے، ہر پریشان حال کی اس سے پریشانی کو امن سے بدل دے اور ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرے اور ہر بھاگے ہوئے کو اس کی برکت سے واپس کر دے۔ آمین“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿البَابُ الْأَوَّلُ﴾

فِي فَضْلِ الذِّكْرِ وَالِدُّعَاءِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

﴿پہلا باب﴾

فضیلت ذکر و دعا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بیان میں۔

فَضْلُ الذِّكْرِ:

”يَقُولُ اللَّهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي؛ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي

نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي؛ وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأَ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ

مِنْهُ----- الْحَدِيثُ“۔ (خ۔م۔ت۔ق۔س)

ذکر (۱) کی فضیلت:

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے): میں اپنے بندے کے گمان

(۱) شیخ علی متقیؒ نے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ غفلت و نسیان سے چھٹکارا پانا اور ہمہ وقت دل کا یادِ الہی میں لگے رہنا اور زبان و قلب سے اللہ کا نام لینا ذکر ہے اور بہتر یہ ہے کہ دل اور زبان سے اللہ کا ذکر کرتا رہے اور اگر ایک سے ہو تو پھر دل سے افضل ہے، ایسا ہی نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے: اور برابر ہے کہ ذکر اسم ذات (اللہ سے ہو یا اس کے صفاتی نام میں سے کسی اسم صفت سے ہو یا اس کے احکام میں سے کسی حکم سے ہو یا اس کے افعال میں سے کسی فعل سے ہو اس اعتبار سے متکلم بھی ذکر ہے اور فقیہ بھی ذکر ہے، مدرس مفتی اور واعظ بھی ذکر ہیں اور اس کی عظمت و جلال میں غور و فکر کرنے والے بھی ذکر کے زمرے میں داخل ہیں۔

کے ساتھ ہوں (۱) (وہ جیسا بھی گمان رکھتا ہے) میں اس کے ساتھ ہوں پس اگر وہ مجھے تنہا اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اسے خاموشی سے یاد کرتا ہوں (۲) اور اگر وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے، میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں (۳) (آخر حدیث تک)۔

فَضْلُ الذِّكْرِ عَلَى الصَّدَقَةِ:

مَا صَدَقَةٌ أَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ - (طس)

صدقہ و خیرات پر ذکر کی فضیلت:

۲- کوئی صدقہ (نیک عمل) اللہ کی یاد سے بہتر نہیں ہے۔

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ ذِكْرُ اللَّهِ:

(۱) یہاں اس امر کی ترغیب دی گئی ہے کہ بندوں کو تمام حالات و معاملات میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا چاہئے کہ وہ آخرت میں ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا، ان پر فضل و کرم فرمائے گا کیونکہ اس نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا ہے، وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، اس کی رحمت سب پر عام ہے لیکن مومنین اور اپنے خاص اور نیکو کار بندوں پر خاص عنایت فرمائے گا، انہیں اپنا قرب عطا کرے گا (الشوکانی ص: ۱۱، ۱۰)۔

(۲) بندہ جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے اس کا کسی کو علم نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اس کا اجر و ثواب بھی پوشیدہ دیتا ہے، کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی یا زبان سے چپکے چپکے اللہ کو یاد کرتا ہے اس کا اجر بھی اسی طرح ملتا ہے، جو زور سے یاد کرتا ہے وہ منفرد ہو یا جماعت کے ساتھ، اس کا اجر فرشتوں کے سامنے دیا جاتا ہے۔ (۳) مقربین اور فرشتوں کی مجلس میں اس کا ذکر کرتا اور یاد کرتا ہوں۔

”أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعُهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوا: بَلَىٰ- قَالَ: ذِكْرُ اللَّهِ“۔ (ت۔ ق۔ مُس۔ ا)

اعمال میں سب سے بہتر عمل اللہ کی یاد ہے:

۳۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے عملوں میں سب سے بہتر اور تمہارے پروردگار کے یہاں سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجات (آخرت) میں سب سے زیادہ بلند اور سونے چاندی کے خرچ کرنے سے زیادہ اچھا اور اس سے بڑھ کر ہے کہ تم دشمن سے ایسی حالت میں ملو کہ تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ انہوں نے عرض کی، کیوں نہیں، ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: وہ ”ذکر اللہ“ (۱) ہے۔

مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ اللَّهَ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ كَالْحَيِّ وَالْمَيِّتِ:
”مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ“۔ (خ۔ م)

اللہ کو یاد کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے:

۴۔ اس شخص کی مثال جو (مقررہ اوقات) میں اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ کا ذکر

(۱) یہاں اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جن کی فضیلت احادیث میں زیادہ آئی ہے جیسے جہاد اور صدقہ ہے اور مالی انواع و اقسام میں جس کی طرف ہر ایک کا دل مائل ہوتا وہ سونا چاندی ہے۔ ان سے بھی ”ذکر اللہ“ بہتر اور افضل ہے۔

ہی نہیں کرتا زندہ اور مردے کی طرح ہے (۱) (جو یاد کرتا ہے وہ زندہ کی طرح ہے

جو یاد نہیں کرتا وہ مردہ کی طرح ہے)

بَرَکَةُ الذِّكْرِ:

”لَا يَفْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ

عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ۔ (م۔ت۔ق)“

ذکر کی برکت:

۵۔ جو جماعت اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتی ہے: ۱۔ فرشتے آکر انہیں گھیر لیتے ہیں۔

۲۔ اور رحمت الہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ۳۔ اور سکینیت اور اطمینان قلب ان

پر نازل ہوتا ہے، ۴۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں اُن (فرشتوں) میں یاد کرتا ہے جو اس کے

مقرب ہیں۔ (۲)

(۱) اس حدیث میں ذکر کی فضیلت بطور تمثیل بیان کی گئی ہے انوار الہی اور ذکر کی برکات اس کی جسمانی

اور روحانی حیات کو ڈھانپنے رکھتی ہیں، اسے اجر و ثواب برابر پہنچتا رہتا ہے وہ زندہ شخصیت کی طرح ہے

جو زندگی کے مزے اڑاتا رہتا اور زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے ذکر نہ کرنے والا مردہ کی طرح ہے

جو زندگی کے لطف سے یکسر محروم ہے، قرآن کہتا ہے: اَوْ مَن كَانَ مَيِّتًا فَاحْيِيْنَهُ۔ (الانعام ۶، آیت:

۱۲۲) ترجمہ: بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا (یعنی جو جہل و ضلال میں پڑا ہے

اور جو ایمان و عرفان کی روح سے زندہ ہے برابر نہیں ہو سکتے۔)

(۲) اس حدیث میں ذکر کی فضیلت بطور تمثیل بیان کی گئی ہے انوار الہی اور ذکر کی برکات اس کی جسمانی

اور روحانی حیات کو ڈھانپنے رکھتی ہیں، اسے اجر و ثواب برابر پہنچتا رہتا ہے وہ زندہ شخصیت کی طرح ہے

جو زندگی کے مزے اڑاتا رہتا اور زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

أنجى العمل من عذاب الله:

”مَاعَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا أَنَجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ - (ط-أ-مُص)
قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا أَنْ
يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقُطَ - قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - (ط-مُص-طَس-صَط)

سب سے بڑھ کر عذاب الہی سے نجات دلانے والا عمل:

۶- کسی آدمی نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو اسے اللہ کے ذکر سے زیادہ عذاب سے نجات دلانے والا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کی، اللہ کی راہ میں جہاد بھی؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی، مگر یہ کہ وہ اپنی تلوار سے دشمن کو اتنا مارے کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے۔ یہ آخری بات آپ نے تین بار دہرائی۔

المتصدق والذاکر:

”لَوْ أَنَّ رَجُلًا فِي حَجَرِهِ دَرَاهِمُ يُفْسِمُهَا، وَآخِرُ يَذْكُرُ اللَّهَ لَكَانَ الذَّاكِرُ لِلَّهِ
أَفْضَلَ“ - (ط)

مال بانٹنے اور یاد اللہ کرنے والا:

۷- اگر ایک آدمی کے دامن میں درہم ہوں جنہیں وہ بانٹ رہا ہو اور دوسرا صرف اللہ کا ذکر کرتا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہے۔

”إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعَوْا - قَالُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ؟
قَالَ: حِلَقُ الذُّكْرِ“ - (ت)

جنت کے باغ:

۸- جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو سیر ہو لیا کرو، صحابہؓ نے عرض کی، (۱)

یا رسول اللہ! وہ جنت کے باغ کیا ہیں، فرمایا: وہ ذکر کی مجلسیں ہیں۔

”مَمْنِ اَدْمِيٍّ اِلَّا لِقَلْبِهِ بَيْتَانِ، فِيْ اَحَدِهِمَا الْمَلَكُ، وَفِي الْاٰخَرِ الشَّيْطٰنُ، فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهُ حَنَسَ، وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ وَضَعَ الشَّيْطٰنُ مَنَقَارَهُ فِيْ قَلْبِهِ وَوَسَّوَسَ لَهُ-“ (مُص)

۹- ہر آدمی کے دل کے دو خانے ہیں، ایک میں فرشتہ اور دوسرے میں شیطان

رہتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنی چونچ اس کے دل میں رکھتا اور وسوسہ ڈالتا ہے۔

”مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ- (ت) اِنْقَلَبَ بِاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ-“ (ط)

۱۰- جس نے باجماعت فجر کی نماز پڑھی پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے لگا، یہاں

تک کہ سورج نکل آیا پھر دو گنا نداد کی، تو وہ پورے پورے ایک حج اور عمرے کے اجر کا مستحق ہو گیا۔ وہ ایک حج اور عمرہ کا ثواب لے کر لوٹا۔

(اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں اللہ کا ذکر کرنا دوسری جگہوں پر ذکر کرنے سے بہتر ہے)۔

(۱) وہ جماعت جو ذکر اللہ میں لگی ہوئی ہے کسی نوع کا ذکر ہو یا کتاب و سنت کے مفید علوم میں مصروف

ہے، یا کتاب و سنت کے ان علوم میں جو ذرائع اور وسائل کی حیثیت رکھتے ہیں وہ جنت کے باغوں میں پھل کھا رہے ہیں۔ (الشوکانی: ص: ۱۸)۔

”ذَاكِرُ اللَّهِ فِي الْغَافِلِينَ، بِمَنْزِلَةِ الصَّابِرِ فِي الْفَارِّينَ“۔ (ز۔ طس)

۱۱۔ غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا تو میدان جنگ میں ڈٹے رہنے والوں کی

طرح ہے۔

یہ شخص ایسا ہے جیسا کہ وہ شخص جو میدان کارزار میں اپنے ساتھیوں کے بھاگ جانے کے بعد تنہا کفار سے لڑتا ہے، یہ بھی ذکر کی بڑی فضیلت و منقبت ہے۔

”مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوا مَجْلِسًا وَتَفَرَّقُوا مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ إِلَّا

كَأَنَّمَا تَفَرَّقُوا عَنْ حَيْفَةِ حِمَارٍ، وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ“۔

(مس۔ د۔ ت۔ جب۔ ا۔ س)

۱۲۔ کوئی جماعت جب کسی مجلس میں جمع ہوئی اور اللہ کا ذکر کئے بغیر وہاں سے

اٹھ کھڑی ہوئی تو گویا وہ مردہ گدھے کو چھوڑ کر اٹھ گئی، قیامت کے دن یہ مجلس ان

کے لئے حسرت کا سبب ہوگی۔

”إِنَّ خِيَارَ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ يُرَاعُونَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْأَهْلَةَ وَالنُّجُومَ

وَالْأَظْلَةَ لِذِكْرِ اللَّهِ“۔ (مس)

۱۳۔ بلاشبہ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کی خاطر سورج، چاند،

نئے چاند، ستاروں اور سایوں کا خیال رکھتے ہیں۔ (اوقات کی مناسبت سے

ذکروا ذکر کرتے ہیں)۔

”كَيْسٌ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى

فِيهَا“۔ (ط۔ ی)

۱۴۔ جہنمی صرف اس گھڑی پر حسرت کریں گے جو ان پر ذکر الہی کے بغیر گزری۔

”أَكْثَرُوا ذِكْرَ اللَّهِ حَتَّى يَقُولُوا مَجْنُونٌ“۔ (حب۔ ا۔ ص۔ ی)

۱۵۔ اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ مجنون اور دیوانہ کہنے لگیں۔ (۱)

”لَا أَنْقُذَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ صَلَوةِ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَلَا أَنْقُذَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً“۔ (د)

۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے اور نماز عصر سے غروب آفتاب تک ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھنا جو اللہ کا ذکر کرتی ہے مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (۲)

الحِصْنُ مِنَ الشَّيْطَانِ:

إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بِنَبِيِّ

(۱) ذکر کی وجہ سے ذکر کے ہونٹ ہمہ وقت ہلتے رہتے ہیں، وہ خوفِ خدا کی وجہ سے لرزاں و ترساں رہتا ہے، جو دیکھتا ہے خیال کرتا ہے یہ مجنون و دیوانہ ہے۔ بعض حدیثوں میں ذکر جہری کی بعض میں ذکر خفی کی فضیلت آئی ہے ان میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ یہ حالات و اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، ذکر دکھاوے اور شہرت سے مامون و محفوظ ہو، غافلوں کو یاد دلانا اور انہیں ذکر کی ترغیب دینا مقصود ہو تو جہر سے ذکر کرنا بہتر ہے ورنہ ذکر خفی افضل ہے۔ (الشوکانی: ۲۳)

(۲) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ افضل عرب تھے، ان کا اعلیٰ حسب و نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچتا ہے، یہ اوقات ایسے ہیں کہ اعمال لکھنے والے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور عموماً خرید و فروخت کا وقت بھی یہی ہوتا ہے۔

إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا؛ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالَ: وَأَمْرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللَّهَ فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ كَذَلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى - (ت - حَب - مُس)

شیطان سے پناہ کے لئے قلعہ:

۱۷- (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں اور یہ حدیث بیان کی کہ یہاں تک کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ کو یاد کرتے رہو کیونکہ اس کے ذکر کی مثال اس شخص کی مثال ہے جس کے پیچھے اس کا دشمن تیزی سے دوڑتا ہوا نکلا، یہاں تک کہ وہ ایک محفوظ قلعہ تک آپہنچا (۱) (اور اس میں پناہ لیکر) اس نے اپنی جان بچائی، اس طرح اللہ کا بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ذریعہ شیطان سے بچا سکتا ہے۔

فَضْلُ الدُّعَاءِ:

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ؛ ثُمَّ تَلَا: وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ - الْآيَةَ - (مُص - عَه - حَب - مُس - أ)

(۱) ”یہاں تک کہ وہ ایک محفوظ قلعہ تک آپہنچا۔“ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر شیطان کے وسوسہ اور خبط و گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اور جو شیطان سے بچا وہ گویا بڑے اور اہم خطروں سے محفوظ رہا اور شیطان اور نفس کے داؤ گھات سے بچ گیا۔ (الشوکانی: ص: ۲۴)

دُعا کی فضیلت:

[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا اصل عبادت ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی: وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ (المؤمنون آیت: ۶۰)

ترجمہ: تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا اور جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ (۱)

”مَنْ فُتِحَ لَهُ فِي الدُّعَاءِ مِنْكُمْ، فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ“۔ (مُصْ)
ترجمہ: [۲] تم میں سے جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے قبولیت کے دروازے کھولے گئے۔ (۲)

”لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبُرَّ“۔ (ت۔ ق۔ حب۔ مُس)

(۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا اجر و ثواب کا موجب ہے، جو چیز ایسی ہو وہی عبادت ہے (فخر، ص: ۲۴) اور علامہ قاضی شوکانی فرماتے ہیں:

”اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کی سب سے اعلیٰ و ارفع و اشرف نوع ”دعا“ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور دعائے مانگنے کو استکبار قرار دیا، تکبر و غرور سے بڑھ کر کوئی بُری چیز نہیں، بندہ فانی ہو کر اپنے خالق، مالک، رازق، عالم و خیر سے تکبر کرے اور اس کے حکم سے سرتابی کرے، یہ ایک قسم کا سودا و جنون ہی نہیں کفرانِ نعمت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس آفت سے محفوظ رکھے“۔ (الشوکانی، ص: ۴۲)

(۲) دعا کی توفیق اس کی قبولیت کی علامت ہے۔ (فخر، ص: ۲۵) دعا بہر حال فائدہ سے خالی نہیں ہے وہ اگر قبولیت کا سبب ہوتی ہے تو مراد برآتی ہے اور اگر مصلحت وقت سے وصول مقصود میں (جاری ہے)

[۳] دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر (معلق) کو نہیں بدل سکتی اور نیک عمل کے سوا کوئی چیز عمر کو بڑھا نہیں سکتی۔

کسی عبادت اور عمل کی یہ خاصیت و اثر نہیں کہ وہ تقدیر بدل سکے، اسلام میں یہ خصوصیت صرف دعا کو حاصل ہے کہ وہ تقدیر بدل دیتی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

”لَا يَرُدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءُ“۔

ترجمہ: قضاء الہی اور تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز ٹال نہیں سکتی۔

= توقف و تاخیر کی مقتضی ہوتی ہے تو اس کی جزا ہاتھ سے نہیں جاتی بلکہ جنت کے دروازے کھلنے کا سبب ہوتی ہے، آخرت میں ذخیرہ رہتی ہے اور آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔ (سورۃ الأعلى، آیہ: ۱۷) حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی جن کی دنیا میں دعا کی قبولیت میں تاخیر ہوتی ہے آخرت میں جب اس نعمت کو دیکھیں گے جو ان کے لئے ذخیرہ کی گئی ہے تو کہیں گے: کاش دنیا میں ہماری کوئی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی تو ہم آخرت میں ثواب کا پورا ذخیرہ پاتے۔ (المحرز الشمین، ص: ۴۳)

شیخ فخر الدین دہلوی فرماتے ہیں: ”مسلمان بندے کی دعا دنیا میں مقبول ہے لیکن بر بنائے مصلحت کبھی دنیا میں دیتا ہے اور کبھی آخرت میں ذخیرہ فرماتا ہے۔“

حاصل یہ ہے کہ دعا بندگی اور عبادت ہے، بلاء میں گرفتاری کے وقت بھی اور خوف کے وقت بھی، بندہ کو حکم دیا گیا ہے کہ جب وقت آئے وہ اللہ سے مانگے:

از دعا نبود مراد عاشقان

جز سخن گفتن باں شیریں دہان

(المحرز الوصین، ص: ۲۹ و ۳۰) اور قاضی شوکانی فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے جسے گڑگڑا کر دعا مانگنے کی توفیق دی یہ فیضان الہی دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔“

اس امر کی وضاحت مولانا حبیب الرحمن عثمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے حسب ذیل الفاظ میں کی ہے:

”عالم میں جس قدر حوادث ہوتے ہیں، ان کا تعلق مسبب الاسباب نے اسباب سے کر دیا ہے یعنی روٹی کھائے گا تو پیٹ بھر جائے گا، پانی پئے گا تو سیراب ہوگا، کسب (کمائی) کریگا تو مالدار ہوگا، علم پڑھے گا تو عالم ہوگا، سفر کی تکلیف اٹھائے گا تو کامیابی ہوگی، زراعت کرے گا تو غلہ پیدا ہوگا، یہ تقدیر معلق ہے اگر کرے گا تو ثمرات مرتب ہوں گے نہ کرے گا تو ثمرات مرتب نہ ہوں گے۔“

رہی یہ بات کہ ہوگا کیا اور ظہور میں کیا آئے گا؟ وہ ان اسباب سے کام لے گا اور ثمرات ظاہر ہوں گے یا باوجود اسباب سے کام لینے کے بھی ثمرات مرتب نہ ہوں گے، یہ بھی خدائے تعالیٰ کے علم میں ہے، اور وہ اس کو بھی باختیار خود مقدر فرما چکا ہے، یہ تقدیر مبرم اور قطعی ہے، جس کے خلاف کسی سبب اور علت سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

حاصل یہ ہوا کہ تقدیر معلق میں وجود نتائج ارتکاب اسباب پر معلق ہے، اس کا وجود و عدم اسباب اکتساب کے وجود و عدم پر معلق کیا گیا ہے اور اس میں کوئی امر متعین نہیں ہے، اب اس نے کسب و اکتساب سے کام لیا تو دوسری جانب یعنی ظہور نتائج جو عدم اکتساب کی صورت میں ظہور پذیر ہونے والے تھے، ٹل گئے اور نہ کیا تو اول صورت یعنی وجود نتائج مفقود ہو گیا، رہی تقدیر مبرم وہ کسی حال میں نہیں بدل سکتی۔

یہی حال دعا کا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مقدر فرما دیا کہ زید اگر فلاں وقت فلاں کام کے لئے دعا کرے گا تو اس کا مقصود حاصل ہو جائے گا اور وہ ناکامی جو اس کو تھی یا حاصل ہونے والی تھی ٹل جائے گی، نہ کرے گا ناکام رہے گا، یہ تقدیر معلق ہے۔

اور یہ بھی وہ مقدر کر چکا ہے کہ زید کو دعا کی توفیق ہوگی یا نہیں اور وہ کامیاب ہوگا یا نہیں، یہ مبرم ہے جس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور یہ ایسا فرق ہے جس کا کوئی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا، اگر اس فرق کو نہ مانا جائے تو کارخانہ عالم سارا کا سارا درہم برہم ہوا جاتا ہے۔ لیکن یہاں یہ شبہ ہوگا کہ قضاء معلق کو رد کر دینا دعا کے ساتھ کیوں مخصوص ہوا، یہ بات تمام اسباب میں جاری ہو سکتی ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ کسب و اکتساب تقدیر معلق کو رد کر سکتا ہے۔

جواب اس (شبہ) کا یہ ہے کہ اکثر اذہان و طبائع میں دعا بے حقیقت و بے اثر معلوم ہوتی ہے، وہ اسباب ظاہرہ کو تو مؤثر و منتج سمجھتے ہیں اور دعا کو محض ضابطہ پوری اور تعمیل حکم خداوندی جانتے ہیں، حالانکہ دعا تمام اسباب سے زیادہ قوی مؤثر ہے، اسی پر عبدیت کا قیام ہے اور اسی پر معبود کے تعلقات قائم رہتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس ارشاد سے یہ ہے کہ دعا سب سے زیادہ مؤثر ہے۔

اس تقریر کے بعد ہم اگر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ”لَا يَرُدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا اللَّهُ“ کے معنی دو طرح سے بیان کر دیں تو بالکل صحیح ہوں گے۔

قضا سے قضاء مبرم مراد ہو تو معنی حدیث یہ ہوں گے کہ قضاء مبرم کو کوئی چیز رد نہیں کر سکتی، اگر کر سکتی ہے تو دعا کر سکتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ دعا سے قضاء مبرم رد ہو جاتی ہے یا وہ رد ہو سکتی ہے، بلکہ قوت تاثیر دعا کا بیان مقصود ہے۔

یا قضا سے قضاء معلق مراد ہو تو اس وقت خصوصیت دعا کی وجہ یہ ہوگی کہ اسباب مؤثرہ و موجبہ رد قضاء معلق میں سب سے زیادہ قوی سب سے زیادہ مؤثر دعا ہے، یعنی اور اسباب سے

مسبب کا تخلف بکثرت ہونا ممکن ہے، ہو سکتا ہے کہ اسباب پر ثمرات مطلوبہ ظاہر نہ ہوں لیکن دعا ایسی قوت موثر ہے کہ اس کا ثمرہ اور نتیجہ ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ (تعلیمات اسلام نمبر ۲، ص: ۶۳ و ۶۴)
محدث قاضی شوکانی تحفۃ الذاکرین ص: ۵۲ میں رقمطراز ہیں:

”لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبَرُّ“ یعنی نیک عمل کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھا سکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ”بر“ کا مصداق ہوگا وہ عمر میں زیادتی کا باعث ہے، بعض علماء نے حقیقی زیادتی مراد لی ہے اور بعض نے عمر میں برکت مراد لی ہے۔

”لَا يُغْنِي حَذَرٌ مَنْ قَدَرٍ۔ وَالْدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزَلْ۔ وَإِنَّ الْبَلَاءَ لَيَنْزِلُ فَيَتَلَقَّاهُ الدُّعَاءُ فَيَعْتَلِجَانِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ“۔ (مُسْ۔ ز)

(۴) قضا و قدر سے ڈرنا فائدہ نہیں دیتا۔ اور دعا اس بلاء سے بھی فائدہ دیتی ہے جو آگئی (کہ اس پر صبر آجاتا ہے) اور جو ابھی نہیں آئی (اسے بآسانی رد کر دیتی ہے)۔ اور (کبھی) بلا اُترنے کو ہوتی ہے اور دعا اس سے جالمتی ہے پھر یہ دونوں قیامت تک باہم لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں۔

دعا بلا کو اُترنے نہیں دیتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا رد بلا کا سبب ہوتی ہے اور وہ بلا کو پاس نہیں آنے دیتی ڈھال بنی رہتی ہے۔ (ص ۸۳، ملا علی قاری)

”لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الدُّعَاءِ“۔ (ت۔ ق۔ ح۔ ب۔ مُس)

(۵) اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ قدر و منزلت والی کوئی چیز نہیں۔

مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يُغْضَبْ عَلَيْهِ۔ (ت۔ مُس)

(۶) جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتا ہے۔

مَنْ لَمْ يَدْعُ اللَّهَ غَضِبَ عَلَيْهِ۔ (مُص)

(۷) جو اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ غصہ اس لئے ہوتا ہے کہ دعا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، جس نے دعا نہ کی اس نے تکبر کیا، تکبر اللہ پاک کو پسند نہیں، شیطان تکبر کی وجہ سے راندہ درگاہ ہوا ہے۔

لَا تَعْجِزُوا فِي الدُّعَاءِ؛ فَإِنَّهُ لَنْ يَهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ أَحَدٌ۔ (حُب۔ مُس)

(۸) تم دعا مانگنے سے عاجز نہ ہو، اس لئے کہ دعا مانگنے کے ساتھ کوئی (ناگہانی

آفت سے) ہرگز ہلاک نہ ہوگا۔

اس میں کامیابی اور سُستی نہ کرو، مانگتے رہو۔

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ۔ (ب)

(۹) جسے یہ اچھا لگے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں اور غموں میں اس کی دعا قبول فرمائیں اسے

چاہئے کہ خوش حالی میں کثرت سے دعا کیا کرے۔

مومن کی شان یہ ہے کہ وہ فراخ دستی، خوشحالی، تنگ دستی اور بے بسی ہر حال میں اللہ کو یاد رکھتا ہے اور اس کے آگے دست سوال پھیلاتا رہتا ہے، اظہارِ بندگی کرتا رہتا ہے اس کے برعکس کافر، فاجر اور بدکار جب پریشان ہوتا ہے اس وقت خدا کو پکارتا اور اس کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے لیکن جب روپے پیسے میں کھیلتا، شاہ خرچیاں کرتا ہے، خدا کو بھول جاتا اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَا بِجَانِبِهِ۔ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ

عَرِضٌ۔ (خم السجدہ، الآیہ: ۵۱)

ترجمہ: انسان کو جب ہم نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیرتا ہے اور اکرٹتا ہے اور جب اسے

کوئی آفت پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔ (الحرز الثمین، ص: ۴۰)

الدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ ؛ وَعِمَادُ الدِّينِ ، وَنُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - (مُس)

(۱۰) دعا مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون اور زمین اور آسمانوں کا نور ہے۔

دوسری حدیث میں نماز کو دین کا ستون بتایا گیا اور یہاں دعا کو دین کا ستون بتایا گیا،

اس میں کوئی اختلاف نہیں، اسلئے کہ ایک چھت کے کئی ستون ہوتے ہیں، پھر نماز بھی دعا پر مشتمل ہے۔ (الحرز الثمین، ص: ۴۰)

اس حدیث میں دعا کو اس ہتھیار سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے کوئی اپنے دشمن سے مقابلہ کرتا ہے گویا دعا مانگنے والے کو مصائب و مشکلات پیش آتی ہیں اور جن کے بُرے عواقب و نتائج کا اسے ڈر رہتا ہے، انہیں وہ اس دعا سے دور کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دعا کیسی عظیم شئی ہے وہ دین کا ستون اور آسمانوں کا نور ہے، یہ ایسی تعظیم پر مشتمل ہے کہ اس کی قدر و منزلت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور اس کی حقیقت کو پایا نہیں جاسکتا، عاجز وہ ہے جو اس ہتھیار کو زیب تن کرنے سے اور بھی عاجز رہا اور قابل اعتماد چیز سے محروم، اس نے اس نور سے بھی روشنی حاصل نہیں کی جو اسے روشن رکھتا۔ (ص: ۲۸)

آسمانوں کا نور ہے یعنی تو ہی ان کو یہ نور بخشنے والا ہے، یہ تیرے وجود کی روشن دلیل ہیں اور یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ موجود ہے، وہ تیرے نور سے ہدایت پاتے ہیں۔ (الشوکانی، ص: ۱۶۲)

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْصَبُ وَجْهَهُ لِلَّهِ تَعَالَى فِي مَسْأَلَةٍ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا، إِمَّا أَنْ يُعْجِلَهَا لَهُ وَإِمَّا أَنْ يَدَّجِرَهَا لَهُ - (أ- مُس)

(۱۱) جو مسلمان (کچھ) مانگنے کے لئے اللہ کے آگے اپنا منہ اٹھاتا ہے، اللہ اس کی

مُراد پوری کرتا ہے یا اس طرح سے کہ وہ اسے جلدی دنیا میں عطا کرتا ہے یا اسے آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے۔
اس سے ثابت ہوا کہ مومن کی دعا بے کار نہیں جاتی۔

فَضْلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ:

”مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا، لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ - (حَب - أ - د - ت - س - مُس)“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت:

(۱) لوگ جس کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہیں بھیجا وہ مجلس قیامت کے دن انکے لئے (ثواب سے محرومی کی وجہ سے) حسرت کا باعث ہوگی اگرچہ وہ جنت میں چلے جائیں۔

قیامت کے دن جب لوگ ذکر اور درود کا ثواب دیکھیں گے تو پشیمان ہوں گے، کاش اپنی تمام عمر اسی میں لگا دیتے۔

حنفیؒ نے لکھا ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اہل مجلس میں سے ہر شخص یہ دونوں کام کرے اگر ایک شخص سے بھی فوت ہو گیا تو سب کے لئے حسرت و ندامت کا سبب ہوگا، ایک شخص کا صلوٰۃ و سلام پہنچانا سب کو کفایت نہیں کرتا، بلکہ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ جو شخص ذکر نہ کرے اور درود نہ بھیجے اس کو حسرت ہوگی سب کو نہیں۔

درود شریف پڑھنے میں تمام تر فائدہ ہی فائدہ ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے

ہیں:

”درو شریف پڑھنے میں خود امت کا نفع ہے باقی درود شریف پڑھنے سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بلند ہوتے ہیں وہ خود ہی بڑھانے والے ہیں اگر ہم درود شریف نہ بھی پڑھیں تب بھی حق تعالیٰ شانہ کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ درجات عطا فرماتا ہے۔

اس کی ایسی مثال ہے کہ آقا عید کے دن اپنے بیٹے کو خود ہی عیدی دینے والا ہے، اگر اس کا نوکر آقا سے سفارش کرے کہ اپنے بچے کو عیدی دو، اس وساطت سے نوکر آقا کی نظر میں بلند مرتبہ ہو جائے گا، لڑکے کا اس میں کوئی نفع نہیں، اگر نوکر نہ بھی کہتا تب بھی اسے عیدی ملتی، اب اگر وہ نوکر بے وقوف یہ سمجھنے لگے کہ میں بیٹے سے بھی بڑھا ہوا ہوں میں نے اس کو روپیہ دلوا دیا ورنہ اس کو نہ ملتا، یہ اس کی حماقت ہوگی۔ (شکر النعمہ بذکر الرحمة، ص: ۶۷ بحوالہ اشرف الامثال)

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی فضائل درود شریف میں رقمطراز ہیں:

”اس میں سب سے اہم اور مقدم تو خود حق تعالیٰ شانہ، جل جلالہ عم نوالہ کا پاک ارشاد اور حکم ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (پ: ۲۲ - ع: ۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (بیان القرآن)

فائدہ: حق تعالیٰ شانہ نے قرآن پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ۔ اور بہت سے انبیاء کرام کی توصیفیں اور تعریفیں بھی فرمائیں اُن کے بہت سے

اعزاز و اکرام بھی فرمائے۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان کو سجدہ کیا جائے، لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف سید الکونین فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے کہ اللہ جل شانہ نے صلوٰۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف، اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی درود بھیجو۔

اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ اور اُس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہے۔ پھر عربی دان حضرات جانتے ہیں کہ آیت شریفہ کولفظ ”ان“ کے ساتھ شروع فرمایا جو نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے، اور صیغہ مضارع کے ساتھ ذکر فرمایا جو استمرار اور دوام پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی یہ قطعی چیز ہے کہ اللہ اور اُس کے فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ:

”آیت شریفہ مضارع کے صیغہ کے ساتھ جو دلالت کرنے والا ہے استمرار اور دوام

پر دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اللہ اور اُس کے فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔“ اھ

صاحب روح البیان لکھتے ہیں:

”بعض علماء نے لکھا ہے کہ اللہ کے درود بھیجنے کا مطلب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کو مقام محمود تک پہنچانا ہے اور وہ مقام شفاعت ہے اور ملائکہ کے درود کا مطلب

اُن کی دعا کرنا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادتی مرتبہ کے لئے اور حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے استغفار اور مومنین کے درود کا مطلب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ کا تذکرہ اور تعریف۔

یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اعزاز و اکرام جو اللہ جلّ شأنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمایا ہے اُس اعزاز سے بہت بڑھا ہوا ہے جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرشتوں سے سجدہ کرا کر عطا فرمایا تھا، اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعزاز و اکرام میں اللہ جلّ شأنہ خود بھی شریک ہیں، بخلاف حضرت آدم علیہ السلام کے اعزاز کے کہ وہاں صرف فرشتوں کو حکم فرمایا۔“

عقل دور اندیش میدانِ کہ تشریف چنیں

یچ دین پرور ندید و یچ پیمر نیافت

يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اللّٰهُ جُلَّ جَلَالُهُ

بِهَذَا بَدَأَ لِلْعَالَمِيْنَ كَمَالُهُ

علماء نے لکھا ہے کہ آیت شریفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ”نبی“ کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا ”محمد“، صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جیسا کہ اور انبیاء (علیہم السلام) کو اُن کے اسماء کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت عظمت اور غایت شرافت کی وجہ سے اور ایک جگہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آیا تو اُن کو تو نام کے ساتھ ذکر کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی کے لفظ سے جیسا کہ: ”إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ“ (البقرة، الآیۃ: ۶۸) میں ہے اور جہاں کہیں نام لیا گیا ہے وہ خصوصی مصلحت کی وجہ سے لیا گیا ہے، علامہ سخاوی نے اس مضمون کو تفصیل سے لکھا ہے۔

یہاں ایک بات قابل غور یہ ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ جو آیت شریفہ میں وارد ہوا ہے اور اس کی نسبت اللہ جل شانہ کی طرف اور اس کے فرشتوں کی طرف اور مؤمنین کی طرف کی گئی ہے وہ ایک مشترک لفظ ہے جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور کئی مقاصد اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ علماء نے اس جگہ صلوٰۃ کے بہت سے معنی لکھے ہیں، ہر جگہ جو معنی اللہ تعالیٰ شانہ اور فرشتوں اور مؤمنین کے حال کے مناسب ہوں گے وہ مراد ہوں گے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ صلوٰۃ علی النبی کا مطلب نبی کی ثناء و تعظیم رحمت و عطا و عطف کے ساتھ ہے۔ پھر جس کی طرف یہ صلوٰۃ منسوب ہوگی اسی کے شان و مرتبہ کے لائق ثناء و تعظیم مراد لی جائے گی، جیسا کہ کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر، بھائی بھائی پر مہربان ہے تو ظاہر ہے کہ جس طرح کی مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اُس نوع کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر دونوں سے جدا ہے، اسی طرح یہاں بھی اللہ جل شانہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثناء و اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبہ کے موافق ہوگی۔ آگے مؤمنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ و رحمت بھیجو۔ امام بخاری نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ کے درود کا مطلب اُس کا آپ کی تعریف کرنا ہے فرشتوں کے سامنے اور فرشتوں کا درود اُن کا دعا کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے ”یصلون“ کی تفسیر ”بیرکون“ نقل کی گئی ہے یعنی برکت کی دعا کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:-

”یہ قول ابو العالیہ کے موافق ہے البتہ اس سے خاص ہے۔ حافظ نے دوسری جگہ صلوٰۃ کے کئی معنی لکھ کر لکھا ہے کہ ابو العالیہ کا قول میرے نزدیک زیادہ اولیٰ ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ سے مراد اللہ کی تعریف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ملائکہ وغیرہ کی

صلوٰۃ اس کی اللہ سے طلب ہے اور طلب سے مراد زیادتی کی طلب ہے نہ کہ اصل کی طلب۔“ ۱۷

حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا یا رسول اللہ، سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا یعنی التَّحِيَّات میں جو پڑھا جاتا ہے ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ“ صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے۔ آپ نے یہ درود شریف ارشاد فرمایا ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ..... الخ“ فصل ثانی کی حدیث نمبر: [۱] پر یہ درود مفصل آ رہا ہے۔ یعنی اللہ جل شانہ نے مؤمنین کو حکم دیا تھا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ بھیجو۔ نبی نے اس کا طریقہ بتا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ تم اللہ ہی سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابد الابد تک نبی پر نازل فرماتا رہے، کیونکہ اُس کی رحمتوں کی کوئی حد و انتہاء نہیں۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز و ناچیز بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں گویا ہم نے بھیجی ہیں، حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے، کسی بندے کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیاء کی بارگاہ میں اُن کے رُتبے کے لائق تحفہ پیش کر سکتا۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

”اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور اُن کے ساتھ اُن کے گھرانہ پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اُترتی ہیں مانگنے والے پر، اب جس کا جتنا بھی جی چاہے اُتنا حاصل کر لے۔“ (فضائل درود شریف، ص: ۱۰ تا ۱۱، مختصراً)

”أَوَّلَى النَّاسِ بِى يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَوةٍ“۔ (د۔ ت۔ ح۔ ب)

(۲) قیامت کے دن مسلمانوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ سلام بھیجتا ہے۔

”الْبَحِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ“۔

(۳) بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر بھی وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

علامہ فاکہائی نے کہا ہے یہ سب سے زیادہ بُرا بخیل ہے کہ درود شریف اور کلمہ شہادت کے پڑھنے میں بخل کرے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۱۳)

”رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ“۔

(۴) اس شخص کی ناک خاک میں رگڑی جائے (ذلیل و خوار ہو) جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

عاقلاً اور سمجھدار سے یہ بعید ہے کہ اسے یہ مبارک و کامیاب موقع ملے اور وہ ان چند کلمات کو زبان پر لانے سے گریز کرے، اس موقع کو غنیمت نہ سمجھے تو اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل اور رسوا کرے، اس لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ درود شریف پڑھنا واجب ہے اس میں تاخیر نہ کرے۔ (ص: ۳۱)

”مَنْ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ“۔

(۵) جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اسے مجھ پر درود بھیجنا چاہئے۔

”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا“۔

(۶) جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس (۱۰) رحمتیں بھیجے گا۔

”جَاءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْبُشْرُ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ : إِنَّهُ جَاءَ نَبِيٌّ جَبْرَيْلُ فَقَالَ : إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ : أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدُ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيُ عَلَيْكَ

أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔ (س۔ حُب۔ مُس۔ مُص۔ مِی)

(۷) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صحابہؓ کے پاس آئے اور خوشی کے آثار آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ انور سے ظاہر تھے، آپ نے فرمایا ابھی میرے پاس جبریلؑ آئے تھے، انہوں نے کہا: آپ کا رب فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) ”کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ آپ کی امت میں سے جو بھی ایک بار آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر دس بار درود بھیجوں گا اور آپ کی امت میں سے جو بھی آپ پر ایک بار سلام بھیجے گا میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔“
”إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونَنِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ۔“

(۸) بے شک اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دور ہونے کا خیال نہ کریں توجہ اور حضور دل سے غافل نہ ہوں کیونکہ جہاں سے مجھ پر درود و سلام بھیجتے ہیں، وہ مجھے پہنچتا ہے۔

”مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ (د)“
(۹) جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے (خاص طور پر روضہ پر حاضر ہو کر) میری روح مجھ پر لوٹا دی جاتی ہے (اس امر کی طرف متوجہ کر دی جاتی ہے) یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

علامہ طیبیؒ نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بارگاہ الہی میں متوجہ رہتی ہے، امت میں سے کسی کا سلام پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح

مبارک کو اس حالت میں جواب کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

”إِنِّي لَقَيْتُ جِبْرِيلَ فَبَشَّرَنِي وَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ

عَلَيْهِ؛ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ؛ فَسَجَدْتُ لِلَّهِ شُكْرًا۔ (مُس۔ ا)“

(۱۰) میں جبریل علیہ السلام سے ملا، انہوں نے مجھے خوشخبری دی کہ آپ (صلی اللہ

علیہ وسلم) کا رب فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) جو کوئی تجھ پر درود بھیجے، میں اس

پر رحمت بھیجتا ہوں اور جو کوئی تجھ پر سلام بھیجے، میں اس پر سلام بھیجتا ہوں، تو میں نے

اس پر اللہ کا سجدہ شکر ادا کیا۔

”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ

خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ (س۔ ط)“

(۱۱) مجھ پر جو ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے اور اس کے

دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور جنت میں اس کے دس درجے بلند کر دیے جاتے

ہیں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اللہ کی طرف سے صلوة سے مراد اپنے بندوں پر رحمت فرمانا ہے کہ وہ ان پر یکے بعد

دیگرے رحمت کرتا رہتا ہے تاکہ اس کی رحمت اس تعداد تک پہنچ جاتی ہے۔

بعض علماء نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ وہ اپنے لطف و کرم سے ان پر متوجہ ہوتا اور انہیں

ظلمت اور پستی کی حالت سے نکال کر بلندی اور روشنی و ہدایت کی طرف لاتا ہے جیسا کہ قرآن

نے کہا ہے:

”هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا۔ (الأحزاب، الآية: ۴۳)“

ترجمہ: ”وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف اور ایمان والوں پر مہربان ہے۔“

”مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَمَلَكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً۔ (ا)“

(۱۲) جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر (۷۰) بار رحمت بھیجتے ہیں۔

”مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ (د-م)“

(۱۳) جسے اس امر کی خوشی ہو کہ ہمارے اہل بیت پر درود بھیج کر پیمانہ سے ناپ کر پورا اجر و ثواب حاصل کرے اسے یہ درود پڑھنا چاہئے، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ..... اے اللہ! محمد نبی امی پر رحمت نازل فرما اور اس کی بیویوں پر جو مومنین کی مائیں ہیں اور اس کی اولاد پر اور اس کے اہل بیت پر، جیسی رحمت آپ نے ابراہیم کی اتباع کرنے والوں پر بھیجی، بے شک آپ حمد کے لائق اور بزرگ ہیں۔

”مَنْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ (ز-ط)“

(۱۴) جس نے محمد پر درود بھیجا اور کہا اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بروز قیامت اپنے پاس مقرب مقام عطا فرما۔ تو اس کے لئے میری شفاعت لازم

ہوگئی۔

”قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي جَعَلْتُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا۔ قَالَ: إِذَا تَكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفِرُ ذَنْبَكَ..... الْحَدِيثُ (مُس۔ ا)“

(۱۵) رسول اللہ سے عرض کی گئی اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی ذکر و دعا کا سارا وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھنے میں لگا رکھا ہے، آپ نے فرمایا اب تمہاری ساری پریشانیاں جاتی رہیں گی اور تمہارے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

”أَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ۔ (د۔ جب)“

(۱۶) جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو، اس لئے کہ اس دن تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔

اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جمعہ کے دن خاص طور پر درود و سلام بھیجا کرو، تم جب درود پڑھتے ہو، مجھے پہنچتا ہے لیکن جمعہ کے دن بطریق اولیٰ اس مناسبت و فضیلت سے جو اس کو حضرت سید الانام سے ہے۔

کثرت کا درجہ سو بار درود پڑھنا ہے، جیسا کہ شیخ عبدالحق نے بیان کیا ہے۔

”لَيْسَ يُصَلِّيَ عَلَى أَحَدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا غُرِضَتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ۔ (مُس)“

(۱۷) جمعہ کے دن جو کوئی مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے، اس کا سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

”قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٍ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَالِ مُحَمَّدٍ۔ (طس)“

(۱۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر ایک دعا بارگاہ الہی تک پہنچنے سے رکی رہتی ہے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر درود نہیں بھیجا جاتا۔
دعا کی قبولیت درود شریف پر موقوف ہے اور درود شریف مقبول ہے، اس کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

”جس دعا کے اوّل و آخر درود ہو وہ ضرور قبول ہوتی ہے کیونکہ درود شریف ضرور قبول ہوتا ہے تو جو دعا اس کے ساتھ ہو وہ بھی ضرور قبول ہوگی، اس کی مثال ہے: کھانڈ کے چنے کے کہ اندر چنا ہوتا ہے اور اوپر کھانڈ لپٹی ہوئی ہوتی ہے، اس مٹھائی کے سبب وہ چنے بھی مٹھائی کے حساب میں سکتے ہیں کیونکہ ان پر کھانڈ لپٹی ہوتی ہے، اس واسطے وہ اسی کے حکم میں ہوگئی۔

اسی طرح وہ دعا بھی درود شریف کے حکم میں ہوگئی یا جیسے: پتے مٹھائی کے ساتھ جاتے ہیں اور کوئی ان کو واپس نہیں کرتا۔ اور یہی راز وحکمت ہے نماز میں جماعت کی، کیونکہ:

بداں رابہ نیکاں بہ بخشد کریم

(سیرت الصوفی، ص: ۹، بحوالہ اشرف الامثال)

”وَكَيْفِيَّةُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَدَّمَ۔“

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی کیفیت گذشتہ اوراق میں گذر چکی۔

فصل فی ادب الذکر:

”قَالَ الْعُلَمَاءُ: يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمَكَانُ الَّذِي يَذْكُرُ اللَّهُ فِيهِ نَظِيفًا

خَالِيًا، الذَّاكِرُ عَلَى أَكْمَلِ الصِّفَاتِ الْآتِيَةِ؛ وَأَنْ يَكُونَ فَمُهُ نَظِيفًا، وَإِنْ كَانَ فِيهِ تَغْيِيرٌ أَزَالَهُ بِالسَّوَاكِ وَإِنْ كَانَ جَالِسًا فِي مَوْضِعٍ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ مُتَحَشِّعًا مُتَذَلِّلًا بِسَكِينَةٍ وَوَقَارٍ وَحُضُورٍ قَلْبٍ يَتَدَبَّرُ مَا يَذْكُرُ وَيَتَعَقَّلُ مَعْنَاهُ فَإِنْ جَهِلَ شَيْئًا تَبَيَّنَ مَعْنَاهُ وَلَا يَحْرُصُ عَلَى تَحْصِيلِ الْكَثْرَةِ بِالْعُجْلَةِ فَلِذَلِكَ اسْتَحَبُّوا أَنْ يَمُدَّ صَوْتَهُ بِقَوْلِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكُلُّ ذِكْرٍ مَشْرُوعٍ وَاجِبٌ كَانَ أَوْ مُسْتَحَبًّا لَا يُعْتَدُ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى يَتَلَفَّظَ بِهِ وَيُسْمِعُ نَفْسَهُ وَأَفْضَلُ الذِّكْرِ الْقُرْآنُ إِلَّا فِيمَا شُرِعَ بِغَيْرِهِ وَلَيْسَ فَضْلُ الذِّكْرِ مُنْهَضًا فِي التَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ بَلْ كُلُّ مُطِيعٍ لِلَّهِ تَعَالَى فِي عَمَلٍ فَهُوَ ذَاكِرٌ قَالُوا: وَإِذَا وَاطَّبَ الْعَبْدُ عَلَى الْأَذْكَارِ الْمَأْتُورَةِ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبَاحًا وَمَسَاءً وَفِي الْأَحْوَالِ وَالْأَوْقَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ لَيْلًا وَنَهَارًا كَانَ مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهُ تَعَالَى كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ وَيَنْبَغِي لِمَنْ كَانَ لَهُ وَرْدٌ فِي وَقْتٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ أَوْ عَقِيبِ صَلَوةٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ فَفَاتَهُ، أَنْ يَتَذَارَكَهُ وَيَأْتِيَهُ بِهِ إِذَا أُمِكنَهُ وَلَا يُهْمِلُهُ لِيَعْتَادَ الْمُلَازِمَةَ عَلَيْهِ وَلَا يَتَسَاهَلَ فِي قَضَائِهِ۔

فصل: آدابِ ذکر میں:

”علماء نے کہا ہے کہ:

۱.....مناسب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والا جس جگہ ذکر کرے، وہ پاک صاف اور خالی ہو، تاکہ

پوری توجہ سے اللہ کا ذکر کیا جاسکے۔

۲.....اور ذکر (آدابِ دعائیں) ذکر کی ہوئی صفات سے آراستہ ہو۔

۳.....ذکر کرنے والے کا منہ پاک صاف ہو اور اگر منہ میں کسی چیز کی بو ہو تو مسواک سے دور

کرے۔

۴..... اور اگر کسی جگہ بیٹھ کر ذکر کرے تو قبلہ رخ ہو کر بیٹھے۔

۵..... عاجزی و انکساری، اطمینان و وقار اور دلی توجہ کے ساتھ ذکر کرے۔

۶..... اور جو بھی ذکر کرے اس کے الفاظ پر غور کرے، اس کے معنی و مطلب کو سمجھے۔

۷..... اور اگر کسی ذکر کے معنی معلوم نہ ہوں تو اس کے معنی پوچھ لے۔

۸..... اور تعداد بڑھانے کی خاطر جلدی پڑھنے کی حرص نہ کرے۔ اس لئے علماء کے نزدیک

پسندیدہ یہ ہے کہ: ”لا الہ الا اللہ“ میں آواز کو کھینچے۔

۹..... ہر وہ ذکر جس کا شریعت میں حکم ہے، واجب ہو یا مستحب، جب تک اسے زبان سے ادا نہ

کیا جائے اور خود سن نہ لے، اس کا اعتبار نہیں، دل میں سوچنا کافی نہیں۔

۱۰..... سب سے افضل ذکر قرآن پڑھنا ہے، ان مواقع کے سوا جہاں دوسرے اذکار کا حکم دیا گیا ہو۔

۱۱..... ذکر کی فضیلت ”سبحان اللہ“، ”لا الہ الا اللہ“، ”اللہ اکبر“ کہنے سے منحصر نہیں، بلکہ

ہر کام میں اللہ کی اطاعت کرنے والا، اللہ کا ذکر کرنے والا ہے۔

۱۲..... جب بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعائیں صبح و شام مختلف احوال و مختلف

اوقات میں، رات دن پابندی سے پڑھتا ہے، تو وہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد

اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتوں کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔

۱۳..... اور مناسب یہ ہے کہ جس شخص کا کوئی وظیفہ رات یا دن میں یا نماز کے بعد یا اس کے سوا

کسی اور وقت میں مقرر ہو اور وہ اس سے چھوٹ جائے تو اس کا تدارک (قضا) کرے اور جب

ممکن ہو سکے پڑھے، اسے بالکل نہ چھوڑے، تاکہ اس کی پابندی کی عادت برقرار رہے اور اسکی

قضا میں سستی نہ کرے۔

فصل في آداب الدعاء:

مِنْهَا مَا يُلْغُ أَنْ يَكُونَ رُكْنًا وَأَنْ يَكُونَ شَرْطًا وَيَكُونَ غَيْرَ ذَلِكَ مِنْ مَأْمُورَاتٍ وَمَنْهِيَّاتٍ وَغَيْرِهَا وَأَكْذَهَا تَحْنُتُ الْحَرَامُ فِي الْمَأْكَلِ وَالْمَشْرَبِ وَالْمَلْبَسِ وَالْمَكْسَبِ - (م- ت) وَالْإِخْلَاصُ لِلَّهِ تَعَالَى (مُس) وَتَقْدِيمُ عَمَلٍ صَالِحٍ وَذِكْرُهُ عِنْدَ الشَّدَّةِ - (م- ت- د) وَالتَّنَظُّفُ وَالتَّطَهُّرُ (عَه- حَب- مُس) وَالْوُضُوءُ (ع) وَاسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ (ع) وَالصَّلَاةُ (عَه- حَب- مُس) وَالْحُثُّ عَلَى الرُّكْبِ (عَو) وَالثَّنَاءُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى أَوَّلًا وَآخِرًا (ع) وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ - (د- ت- س- حَب- مُس) وَبَسْطُ الْيَدَيْنِ (ت- مُس) وَرَفْعُهُمَا (ع) وَأَنْ يَكُونَ رَفْعُهُمَا حَدًّا لِلْمُنْكَبِّينَ (د- أ- مُس) وَكَشْفُهُمَا (عَو) وَالتَّأَدُّبُ (م- د- ت- س) وَالْخُشُوعُ (مَو- مُص) وَالتَّمَسُّكُ مَعَ الْخُشُوعِ (ت) وَأَنْ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ (م- س) وَأَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ تَعَالَى بِأَسْمَائِهِ الْحُسْنَى وَصِفَاتِهِ الْعُلَى (حَب- مُس) وَأَنْ يَحْتَنِبَ السَّجْعَ وَتَكْلِفَهُ (خ) وَأَنْ لَا يَتَكَلَّفَ التَّغْنِيَّ بِالْأَنْغَامِ (عَو) وَأَنْ يَتَوَسَّلَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِأَنْبِيَائِهِ (خ- ر- مُس) وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِهِ (خ) وَخَفْضُ الصَّوْتِ (ع) وَالْإِعْتِرَافُ بِالذَّنْبِ (ع) وَاخْتِيَارُ الْأَدْعِيَةِ الصَّحِيحَةِ الْمَأْثُورَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً إِلَى غَيْرِهِ (د- س) وَتَخِيرُ الْحَوَامِعِ مِنَ الدُّعَاءِ (د) وَأَنْ يَبْدَأَ بِنَفْسِهِ وَأَنْ يَدْعُوَ لَوَالِدَيْهِ وَإِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِينَ (م) وَأَنْ لَا يَخُصَّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ إِنْ كَانَ إِمَامًا (د- ت- ق) وَأَنْ يَسْأَلَ بِعَزْمٍ (ع) وَأَنْ يَدْعُوَ بِرُغْبَةٍ (حَب- عَو) وَأَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ قَلْبِهِ بِجِدٍّ وَاجْتِهَادٍ وَأَنْ يُحْضِرَ قَلْبَهُ وَيُحْسِنَ رَجَاءَهُ (مُس) وَأَنْ يُكَرِّرَ الدُّعَاءَ (خ- م) وَأَقْلَهُ التَّثْلِيثِ (د- ي) وَأَنْ يُلْحِقَ فِيهِ (س- مُس- عَو) وَأَنْ لَا يَدْعُوَ بِإِثْمٍ وَلَا قَطِيعَةٍ رَحِمَ (م- ت) وَأَنْ لَا يَدْعُوَ بِأَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ (س) وَأَنْ لَا يَعْتَدِيَ فِي

الدُّعَاءُ بِأَنْ يَدْعُوَ بِمُسْتَحِيلٍ أَوْ مَا فِي مَعْنَاهُ (خ) وَأَنْ لَا يَتَحَجَّرَ (خ-د-س-ق) وَأَنْ
يَسْأَلَ حَاجَاتِهِ كُلَّهَا (ت-ج-ب) وَتَأْمِينَ الدَّاعِي وَالْمُسْتَمِعَ (خ-م-د-س) وَمَسْحُ
وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ بَعْدَ فَرَغِهِ (د-ت-ج-ب-ق-مُس) وَأَنْ لَا يَسْتَعْجِلَ بِأَنْ يَسْتَبِطِيَ الْإِجَابَةَ
أَوْ يَقُولَ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي - (خ-م-د-س-ق)

فصل: آداب دعائیں:

دعائے مانگنے کے بعض آداب رکن کے درجہ کو پہنچے ہیں اور بعض شرط کی حیثیت رکھتے
ہیں اور اس کے سوا بعض مامورات (جن کی انجام دہی کا حکم دیا گیا ہے) ہیں اور بعض منہیات
(جن کے کرنے سے روکا گیا ہے) ہیں، کچھ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل بھی ہیں:

۱..... کھانے، پینے، پہننے اور کمانے میں حرام سے بچنا۔

۲..... اخلاص، محض رضاء الہی کے لئے کام کرنا۔

۳..... دعائے مانگنے سے پہلے کوئی کام کرنا (مثلاً نماز پڑھنا یا خیرات کرنا)۔

۴..... اور مصیبت اور سختی کے وقت نیک عمل کو یاد کرنا۔

۵..... صاف ستھرا اور پاک صاف رہنا۔

۶..... وضو کرنا۔ ۷..... قبلہ رو ہو کر دعائے مانگنا۔

۸..... دعا سے پہلے نماز پڑھنا۔

۹..... دوڑا نو بیٹھ کر دعائے مانگنا۔

۱۰..... اول و آخر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا۔

۱۱..... اسی طرح اول و آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔

۱۲..... دونوں ہاتھوں کا پھیلا نا۔

- ۱۳..... دونوں ہاتھوں کا اوپر اٹھانا۔
- ۱۴..... دونوں ہاتھوں کا مونڈھوں تک اٹھانا۔
- ۱۵..... دونوں ہاتھوں کا کھلا رکھنا۔
- ۱۶..... دعا مانگتے وقت باادب رہنا۔
- ۱۷..... دعا مانگنے میں عجز و انکساری کرنا۔
- ۱۸..... گڑگڑا کر مسکین بن کر دعا کرنا۔
- ۱۹..... دعا مانگتے وقت اپنی نظریں آسمان کی طرف نہ اٹھانا۔
- ۲۰..... اللہ تعالیٰ سے اس کے ذاتی پاک ناموں اور اعلیٰ صفاتی ناموں کا واسطہ دیکر دعا مانگنا۔
- ۲۱..... دعا میں تکلف اور قافیہ بندی سے بچنا۔
- ۲۲..... دعا میں قصدِ خوش الحانی اور گانے کا انداز اختیار نہ کرنا۔
- ۲۳..... اللہ تعالیٰ کے حضور میں انبیاء علیہم السلام کے واسطہ سے دعا مانگنا۔
- ۲۴..... اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے واسطہ سے دعا مانگنا۔
- ۲۵..... دعا میں آواز کو پست رکھنا۔
- ۲۶..... گناہوں کا اعتراف کرنا۔
- ۲۷..... رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیثوں میں جو دعائیں منقول ہیں انہیں اختیار کرنا، اس لئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی دوسرے کو بتلانے کی ضرورت ہی نہیں چھوڑی، زندگی کی ہر حاجت کے لئے آپ نے دعا مانگی اور بتائی ہے۔
- ۲۸..... دعاؤں میں جامع دعا مانگنا۔
- ۲۹..... اپنی ذات سے دُعا کا آغاز کرنا اور اپنے والدین اور اپنے مؤمن بھائیوں کے لئے دعا کرنا۔

۳۰..... اگر امام ہو تو خاص طور پر اپنے لئے دعا نہ مانگے بلکہ مقتدیوں کو بھی اس دعا میں شریک کرے۔

۳۱..... عزم و یقین کے ساتھ دعا مانگنا۔

۳۲..... شوق اور چاہت سے دعا مانگنا۔

۳۳..... پوری کوشش و محنت کے ساتھ حضور دل سے دعا کرنا اور اچھی امید رکھنا۔

۳۴..... مقصد برآری کے لئے بار بار دعا کرتے رہنا۔

۳۵..... ایک ہی دعا کو بار بار مانگنے کا ادنیٰ درجہ تین بار مانگنا ہے۔

۳۶..... دعا میں مبالغہ و پابندی کرنا۔

۳۷..... کسی گناہ کی اور رشتے نا طے توڑنے کی دعا نہ مانگنا۔

۳۸..... اللہ کی طرف سے طے شدہ بات کی دعا نہ مانگنا (مثلاً قد کے لمبا یا چھوٹا ہونے کی دعا مانگنا)۔

۳۹..... دعا مانگنے میں حد سے تجاوز نہ کرے کسی محال یا ناممکن بات کی دعا نہ مانگے۔

۴۰..... اور نہ رحمت الہی میں تنگی کرے مثلاً یوں کہے کہ اللہ میری بخشش کر اور کسی کی نہ کر۔

۴۱..... اپنی تمام حاجتوں اور ضرورتوں کی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگے۔

۴۲..... دعا کرنے والا اور سننے والا دونوں آمین کہیں۔

۴۳..... دعا سے فارغ ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا۔

۴۴..... دعا کی قبولیت میں دیر لگے تو جلد بازی نہ کرے یا یوں نہ کہے کہ میں نے دعا کی تھی مگر میری دعا قبول نہ ہوئی۔

﴿البَابُ الثَّانِي﴾

فِي أَوْقَاتِ الْإِجَابَةِ، وَأَحْوَالِهَا وَأَمَّا كَيْفَهَا، وَمَنْ يُسْتَجَابُ لَهُ، وَبِمِ يُسْتَجَابُ، وَاسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمِ، وَأَسْمَاءُ الْحُسْنَى، وَعَلَامَةُ الْإِسْتِجَابَةِ، وَالْحَمْدُ عَلَيْهَا۔

﴿دوسرا باب﴾

قبولیت دعا کے اوقات، احوال قبولیت، مقامات قبولیت، کن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں، کن وجوہ و اسباب سے قبول کی جاتی ہیں، اسم اعظم، اللہ کے پاک نام، قبولیت دعا کی نشانی اور ان پر حمد و ثنا کے بیان میں ہے۔

فَصْلٌ فِي أَوْقَاتِ الْإِجَابَةِ وَأَحْوَالِهَا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ (ت۔س۔ق۔مُس) وَيَوْمُ عَرَفَةَ (ت) وَشَهْرُ رَمَضَانَ (ر) وَلَيْلَةُ الْجُمُعَةِ (ت۔مُس) وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ (د۔س۔ق۔حَب۔مُص) وَنِصْفُ اللَّيْلِ (ط) الثَّانِي (أ۔ص) وَثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ (أ۔ص) وَثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ (أ) وَجَوْفُهُ (د۔ت۔س۔ط۔ر) وَوَقْتُ السَّحَرِ (ع) وَسَاعَةُ الْجُمُعَةِ۔

فصل: دُعا کے قبول ہونے کے اوقات و حالات:

- | | |
|---------------------|------------------|
| (۱) شب قدر۔ | (۲) عرفہ کا دن۔ |
| (۳) رمضان کا مہینہ۔ | (۴) جمعہ کی رات۔ |
| (۵) جمعہ کا دن۔ | (۶) آدھی رات۔ |

- (۷) رات کا دوسرا آدھا حصہ۔
 (۸) پہلی تہائی رات۔
 (۹) پچھلی تہائی رات۔
 (۱۰) پچھلی تہائی رات کا درمیانی وقت۔
 (۱۱) وقتِ سحر۔
 (۱۲) ساعتِ جمعہ۔

أَحْوَالُ الْإِجَابَةِ:

عِنْدَ النَّدَاءِ بِالصَّلَاةِ (د-مُس) وَبَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، وَبَيْنَ الْحَيَعَلَتَيْنِ
 لِلْمُجِيبِ الْمَكْرُوبِ (مُس) وَعِنْدَ الْإِقَامَةِ، وَعِنْدَ الصَّفِّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 وَعِنْدَ التَّحَامِ الْحَرْبِ، وَدُبُرِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَفِي السُّجُودِ، وَعِنْدَ
 تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، لَا سِيَّمَا الْخَتْمَ، وَعِنْدَ قَوْلِ الْإِمَامِ: وَلَا الضَّالِّينَ، وَعِنْدَ شُرْبِ
 مَاءِ زَمْزَمَ (خ-م) وَصَبَاحِ الدِّيَكَةِ، وَاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ، وَفِي مَجَالِسِ
 الذِّكْرِ، وَعِنْدَ تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ (د-س-ت) وَعِنْدَ نُزُولِ الْغَيْثِ (د)۔

قبولیت دعا کے احوال:

- (۱۳) نماز کی اذان کے وقت۔
 (۱۴) اذان اور اقامت کے درمیان دعا مانگنا۔
 (۱۵) حی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح کے وقت ستم رسیدہ کی دعا۔
 (۱۶) اقامت صلوۃ کے وقت۔
 (۱۷) جہاد میں صف بندی کے موقع پر۔
 (۱۸) گھمسان کی جنگ کے وقت۔
 (۱۹) فرض نمازوں کے بعد۔

- (۲۰) سجدوں میں۔
 (۲۱) تلاوت قرآن کے وقت خاص طور پر ختم قرآن کے وقت۔
 (۲۲) امام کے ”ولا الضالین“ کہتے وقت۔
 (۲۳) زمزم پیتے وقت۔
 (۲۴) مرغی کی بانگ کے وقت۔
 (۲۵) مسلمانوں کے اجتماع کے موقع پر۔
 (۲۶) ذکر کی مجالس میں۔
 (۲۷) میت کی آنکھیں بند کرتے وقت۔
 (۲۸) بارش کے وقت۔

فصلٌ فی اَماکنِ الإِجابَةِ وَهِيَ الْمَوَاضِعُ الْمُبَارَكَةُ:

لَا أَعْلَمُ دَلِيلًا فِي ذَلِكَ وَرَدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا رَوَاهُ
 الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ حَسَنٍ: إِنَّ الدُّعَاءَ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْكُعْبَةِ. وَوَرَدَ مُجَرَّبًا
 فِي مَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ مَشْهُورَةٍ: فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ، وَبَيْنَ الْجَلَالَتَيْنِ مِنْ
 سُورَةِ الْأَنْعَامِ، وَفِي الطَّوَافِ، وَعِنْدَ الْمُتَزَمِّ، وَفِيهِ حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ رَوَيْنَاهُ
 مُسَلَّسًا وَفِي دَاخِلِ الْبَيْتِ وَعِنْدَ زُمَرَمَ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَفِي
 الْمَسْعَى، وَخَلْفَ الْمَقَامِ، وَفِي عَرَفَاتٍ، وَالْمُزْدَلِفَةِ وَمِنَى، وَعِنْدَ الْجَمْرَاتِ
 الثَّلَاثِ وَعِنْدَ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَلَا يَصِحُّ قَبْرُ نَبِيِّ بَعِيْنِهِ سِوَى
 قَبْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِجْمَاعِ فَقَطْ. وَقَبْرُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 دَاخِلُ السُّورِ مِنْ غَيْرِ تَعْيِينٍ. وَجُرَّبَ اسْتِجَابَةُ الدُّعَاءِ عِنْدَ قُبُورِ الصَّالِحِينَ

بَشْرُوطٌ مَعْرُوفَةٌ۔

فصل: دعا قبول ہونے کی جگہیں اور مبارک مقامات:

مجھے اس کے متعلق کوئی دلیل معلوم نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو، سوائے اس روایت کے جو طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ ذکر کی ہے: کعبہ کو دیکھتے وقت دعا مقبول ہوتی ہے۔ بہت سے مقامات ہیں جن میں دعا کا قبول ہونا تجربہ سے ثابت ہے، چنانچہ تین مسجدیں:

(۱) بیت اللہ (مسجد الحرام)، (۲) مسجد اقصیٰ، (بیت المقدس)۔

(۳) مسجد نبوی۔

(۴) سورۃ انعام میں (جہاں اللہ تعالیٰ کا نام ایک ساتھ دو مرتبہ آیا ہے)۔ ”ما أوتی رسل اللہ، اللہ أعلم حیث یجعل رسالتہ“۔ (انعام: ۱۲۴)

(۵) طواف میں۔

(۶) ملتزم کے پاس اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث آتی ہے جسے ہم نے اپنی سند سے مسلسلات میں نقل کیا ہے۔

(۷) بیت اللہ کے اندر۔ (۸) زمزم کے پاس۔

(۹) صفا و مروہ پر۔ (۱۰) سعی کے مابین۔

(۱۱) مقام ابراہیم کے پیچھے۔ (۱۲) عرفات میں۔

(۱۳) مزدلفہ میں۔ (۱۴) منیٰ میں۔

(۱۵) تینوں جہرات پر جہاں شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

(۱۶) انبیاء علیہم السلام کے مزارات پر، ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے مزار کے سوا کسی متعین نبی کا مزار باجماع کسی متعین مقام پر ثابت نہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مزار مسجد اقصیٰ کی فصیل کے نیچے بتعین ثابت ہے۔

بزرگوں کے مزاروں پر مشہور و معروف شرائط کے ساتھ دعا کا قبول ہونا ثابت ہے۔

فصل: الَّذِينَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ، وَبِمَ يُسْتَجَابُ:

(الْمُضْطَرُّ وَالْمَظْلُومُ مُطْلَقاً وَلَوْ كَانَ فَاجِراً أَوْ كَافِراً، وَالْوَالِدُ عَلَى وَلَدِهِ، وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَالرَّجُلُ الصَّالِحُ، وَالْوَلَدُ الْبَارُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمُسَافِرُ، وَالصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ، وَالْمُسْلِمُ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، وَالْمُسْلِمُ مَا لَمْ يَدْعُ بِظُلْمٍ أَوْ قِطْعَةٍ رَحِمٍ، أَوْ يَقُولَ: دَعَوْتُ فَلَمْ أُجِبْ، وَالتَّائِبُ۔ فَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَتَقَاءَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ عَبْدٍ مِنْهُمْ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔

کس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور کس وجہ سے کی جاتی ہے:

- (۱) مجبور اور بے کس۔
- (۲) مظلوم۔ اگرچہ وہ بدکار ہو یا کافر ہو۔
- (۳) باپ کی دعا اولاد کے حق میں۔
- (۴) امام عادل کی دعا۔
- (۵) نیک و بزرگ کی دعا۔
- (۶) نیک و صالح اولاد کی والدین کے حق میں۔
- (۷) مسافر۔
- (۸) روزہ دار کی افطار کے وقت۔
- (۹) مسلمانوں کی اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا۔
- (۱۰) مسلمان کی جب تک وہ ظلم کی یا رشتہ ناطہ توڑنے کی دعا نہیں کرتا یا یہ نہیں کہتا کہ میں نے دعا

کی وہ قبول نہیں کی گئی۔

(۱۱) اور توبہ کرنے والے کی۔

(۱۲) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دوزخ سے آزاد بندے ہیں، جن میں سے ہر ایک کی دعوات اور دن میں (ضرور) قبول کی جاتی ہے۔

مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَيَدْعُو يُسْتَجَبَ لَهُ
فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ قَبِلَتْ صَلَاتُهُ (خ-عہ)۔

(۱۵) جورات میں جاگے تو یہ کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک
نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، سب تعریف
اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ (ہر نقص اور برائی سے) پاک ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ
سب سے بڑا ہے، اللہ کی مدد و توفیق کے بغیر نہ کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی نیک کام کر سکتا
ہے، اے اللہ تو مجھے بخش دے یا کوئی اور دعا مانگے تو وہ (بھی) قبول کی جاتی ہے۔)

پھر اگر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول کی جاتی ہے۔

وَمَنْ دَعَا بِهَوْلَاءِ الْكَلِمَاتِ الْخَمْسِ، لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ،
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (ط)

(۱۶) جو شخص ان پانچ کلمات کے ساتھ دعا مانگے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی سوال

کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے پورا کرے گا، وہ پانچ کلمات یہ ہیں: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی بادشاہی ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کی مدد اور توفیق کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ کوئی نیک کام کر سکتے ہیں)

وَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقُولُ: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ- فَقَالَ: قَدْ اسْتَجِيبَ لَكَ فَسَلْ- (ت)

(۱۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ یا ذا الجلال والاكرام (اے بزرگی اور اکرام کرنے والے) کہتا تھا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تیری دعا قبول کی گئی، تم اللہ سے جو چاہو مانگو۔

إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِمَنْ يَقُولُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، فَمَنْ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ الْمَلَكُ: إِنَّ أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ قَدْ أَقْبَلَ عَلَيْكَ فَسَلْ- (مُس)

(۱۸) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے جو شخص تین بار یا ارحم الراحمین (اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے) کہتا ہے، اس سے فرشتہ کہتا ہے: سب سے بڑا رحم کرنے والا تیری طرف متوجہ ہے، تو جو چاہے مانگ۔

مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ الْجَنَّةُ: اللَّهُمَّ ادْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ: اللَّهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ- (ت- حَب)

(۱۹) جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت مانگتا ہے جنت کہتی ہے: اے اللہ تو اسے جنت میں داخل کر۔ اور جو شخص جہنم سے تین بار پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے: الہی! تو اسے جہنم کی آگ سے پناہ دے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ

مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ۔ (۱-ت-مُس)

(۲۰) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، تیرے سوا کوئی

معبود نہیں، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا، کبھی کسی مسلمان نے

کسی چیز میں ان الفاظ کے ساتھ دعا نہیں مانگی مگر اللہ نے اس کی دعا قبول کی۔

ظلم کی تین قسمیں ہیں:

۱..... وہ ظلم ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف ہی نہیں کرتا، وہ شرک ہے۔

۲..... وہ ظلم جسے اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے وہ بندوں کا اپنی ذات پر زیادتی کرنا ہے، وہ گناہ جس کا

اس کی ذات اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے وہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

۳..... وہ ظلم ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے وہ صاحب حق کے معاف کرنے سے معاف

ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا (تفسیر ابن کثیر ۵۰۸/۱)

مَنْ قَالَ: حِينَ يُنَادِي الْمُنَادِي: اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الْقَائِمَةُ

وَالصَّلَاةُ النَّافِعَةُ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، وَارْضَ عَنِّي رِضًا لَا تَسْخَطُ

بَعْدَهُ؛ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ دَعْوَتَهُ۔ (۱-طس)

(۱۲) جو کوئی مؤذن کی اذان سننے کے وقت (بعد) یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الْقَائِمَةُ وَالصَّلَاةُ النَّافِعَةُ۔ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَارْضَ عَنِّي رِضًا لَا تَسْخَطُ بَعْدَهُ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ دَعْوَتَهُ۔

(اے اللہ! اس ہمیشہ رہنے والی دعوت کے رب، اور (قیامت کے دن) اس فائدہ

دینے والی نماز کے رب! اپنی رحمت خاص نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، بس تو مجھ

سے اس طرح راضی ہو جا کہ اس کے بعد مجھ سے کبھی ناراض نہ ہو) تو اس کی

دعا قبول ہوگئی۔

مَنْ اسْتَغْفَرَ اللَّهَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعًا وَعَشْرِينَ أَوْ

خَمْسًا وَعَشْرِينَ مَرَّةً أَحَدَ الْعَدَدَيْنِ - كَانَ مِنَ الَّذِينَ يُسْتَجَابُ دُعَاؤُهُمْ،
وَيُرْزَقُ بِهِمْ أَهْلُ الْأَرْضِ - (ط)۔

(۲۲) جو کوئی روزانہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے ستائیس (۲۷)
یا پچیس (۲۵) مرتبہ (ان دو عددوں میں سے جو چاہے اختیار کرے) اللہ سے
مغفرت و بخشش مانگتا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی دعائیں قبول کی جاتی
ہیں اور ان کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے۔

فصل: فِي بَيَانِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى الْأَعْظَمِ: اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم (۱) کے بیان میں:

الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي
كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ - (مس) أَرْجُحُ مَا وَرَدَ فِي تَعْيِينِ الْإِسْمِ الْأَعْظَمِ:
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ
الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ - (ع - حَب - مُص)

(۱) اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم وہ ہے کہ جو بھی سوال اس کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ پورا کیا
جاتا ہے اور جب اس کے ذریعہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے: وہ 'لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

(۱) اسم اعظم کی تعین میں علماء سے چالیس (۴۰) اقوال منقول ہیں، علامہ جلال الدین سیوطی نے اس
موضوع پر مستقل رسالہ لکھا ہے، ابن حجر عسقلانی نے تصریح کی ہے کہ سند کے اعتبار سے اللہ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ زیادہ قوی ہے۔ علامہ ابن
الجزیری نے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ کو اور محدث ابن القیم نے زَادَ الْمَعَادِ فِي الْحَيِّ الْقَيُّومِ کو اسم
اعظم قرار دیا ہے۔ (الشوکانی، ص: ۶۲)

سبحانک انی کنت من الظالمین“ ہے۔

اسم اعظم کی تعیین میں جو آیا ہے ان میں سب سے زیادہ رائج قول یہ ہے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

(اے اللہ! میں اس امر کی شہادت دیکر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بے شک تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، کیلتا ہے، بے نیاز ہے، سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس نے کسی کو جنا (نہ اس کی کوئی اولاد ہے) اور نہ وہ کسی سے جنا گیا (اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے) اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (ق) وَحَدَّكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ، الْحَنُّانُ، بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (عہ۔ حُب۔ مُس۔ ا۔ مُص۔)۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (۔ حُب۔ ا، ق)۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحَدَّكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ، الْحَنُّانُ، بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔

(۳) اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لئے کہ ساری تعریف تیرے لئے ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو بہت ہی مہربان ہے، تو بہت زیادہ احسان کرنے والا ہے، تو آسمانوں اور زمین کا (بے مثال) ایجاد کرنے والا ہے، اے جلال و اکرام والے، اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے سنبھالنے والے۔)

فصل : فِي فَضْلِ أَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى :

أَسْمَاءُ اللَّهِ الْحُسْنَى الَّتِي أُمِرْنَا بِالدُّعَاءِ بِهَا تِسْعَةً وَتِسْعُونَ اسْمًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (خ-م-ت-س-ق-مُس-حَب) لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (خ-).
 (هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ
 الْمُؤْمِنُ الْمُهِيمُنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ
 الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُدِلُّ
 السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ
 الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّفِيعُ الْمُجِيبُ
 الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ
 الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيدُ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ
 الْمَسْجُدُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ
 الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوفُ، مَا لَكَ
 الْمَلِكُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمَغْنِيُّ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ
 النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ- (ت، ق، مُس، حَب)

اللہ تعالیٰ کے اچھے ناموں کی فضیلت کے بیان میں :

اللہ تعالیٰ کے اچھے نام (۱) جن کے ذریعہ ہمیں دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ ننانوے (۹۹) نام ہیں جو ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۱) اچھے ناموں سے اللہ تعالیٰ کے وہ ذاتی وصفاتی نام مراد ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال، اسکی پاکیزگی و برتری اور اس کی صفات کمالیہ کا اظہار ہوتا ہے)

- (۱) هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ: وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
- (۲) اَلرَّحْمَنُ: بڑا ہی مہربان (جس کی رحمت دنیا و آخرت میں چھائی ہوئی ہے)۔
- (۳) اَلرَّحِيمُ: نہایت رحم کرنے والا (جس کی رحمت آخرت میں صرف ایمانداروں کے ساتھ مخصوص ہے)۔
- (۴) اَلْمَلِكُ: بادشاہ۔
- (۵) اَلْقُدُّوسُ: ہر عیب سے پاک ذات (نہایت مقدس)۔
- (۶) اَلْسَّلَامُ: سراسر سلامتی اور عالم کو سلامت رکھنے والا۔
- (۷) اَلْمُؤْمِنُ: امان و امن دینے والا۔
- (۸) اَلْمُهَيِّمُ: نگہبان، شاہد، پناہ میں لینے والا۔
- (۹) اَلْعَزِيزُ: زبردست (سب پر غالب)۔
- (۱۰) اَلْجَبَّارُ: زور والا، بگڑی بنانے والا، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا۔
- (۱۱) اَلْمُتَكَبِّرُ: صاحب عظمت، بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔
- (۱۲) اَلْخَالِقُ: پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا۔
- (۱۳) اَلْبَارِئُ: جان ڈالنے والا، درست کرنے والا، ٹھیک ٹھیک بنانے والا۔
- (۱۴) اَلْمُصَوِّرُ: صورت گری کرنے والا۔
- (۱۵) اَلْغَفَّارُ: بخشنے والا، پردہ پوشی کرنے والا، بہت زیادہ معاف کرنے والا۔
- (۱۶) اَلْقَهَّارُ: بہت غلبہ والا، اپنی مخلوق پر غلبہ و اختیار رکھنے والا۔
- (۱۷) اَلْوَهَّابُ: بہت زیادہ عطا کرنے والا، اور سخاوت کرنے والا۔
- (۱۸) اَلرَّزَّاقُ: مخلوق کو خوب رزق دینے والا۔
- (۱۹) اَلْفَتَّاحُ: مشکل کشا، رزق و رحمت کے دروازے کھولنے والا، صحیح فیصلہ کرنے والا۔

- (۲۰) اَلْعَلِيمُ: ہر چیز کا خوب جاننے والا، بندوں کے ہر قول و فعل اور جذبہ و خیال کا علم رکھنے والا۔
- (۲۱) اَلْقَابِضُ: روزی تگ کرنے والا، ارواح کو روکنے والا۔
- (۲۲) اَلْبَاسِطُ: روزی کشادہ کرنے والا۔
- (۲۳) اَلْخَافِضُ: مغروروں کو نیچا دکھانے والا۔
- (۲۴) اَلرَّافِعُ: غریب و مسکین مؤمنین کو بلند کرنے والا۔
- (۲۵) اَلْمُعِزُّ: عزت دینے والا۔
- (۲۶) اَلْمُذِلُّ: ذلیل کرنے والا، ذلت دینے والا۔
- (۲۷) اَلسَّمِيعُ: ہر آواز اور پکار کو ہمیشہ سننے والا۔
- (۲۸) اَلْبَصِيرُ: ہر چیز کو ہمیشہ دیکھنے والا، بندوں کی ہر بات کو دیکھنے والا۔
- (۲۹) اَلْحَكَمُ: اٹل فیصلہ کرنے والا۔
- (۳۰) اَلْعَدْلُ: ٹھیک ٹھیک انصاف کرنے والا۔
- (۳۱) اَللطِّيفُ: نہایت باریک بین، باریک ترین تدبیریں اختیار کرنے والا۔
- (۳۲) اَلْخَبِيرُ: اگلی پچھلی ہر چیز سے خبردار، بندوں کی ہر بات کی خبر رکھنے والا۔
- (۳۳) اَلْحَلِيمُ: بردبار، بڑی سمائی والا کہ کافروں اور فاسقوں کو جلدی نہیں پکڑتا، ڈھیل دینے والا، سنبھلنے کا موقعہ دینے والا۔
- (۳۴) اَلْعَظِيمُ: بڑا ہی بزرگ و برتر، اپنی ذات و صفات میں ایسی عظمت اور بڑائی والا، جس کی بڑائی وہم و خیال سے بالاتر ہے۔
- (۳۵) اَلْغَفُورُ: بہت بخشنے والا، پردہ پوشی کرنے والا، درگزر کرنے والا۔
- (۳۶) اَلشَّكُورُ: بڑا قدر دان، شکر کرنے والوں اور نیک کام کرنے والوں کی قدر کرنے والا۔
- (۳۷) اَلْعَلِيُّ: سب سے بلند و بالا اور بلند مرتبہ والا۔
- (۳۸) اَلْكَبِيرُ: بہت ہی بڑا اور بڑائی والا جس میں کوئی اس کا ہمسرہ و مقابل نہیں۔

- (۳۹) الْحَفِیْظُ: سب کا محافظ، اپنی مخلوقات کا نگہبان، ہر آفت و مصیبت سے بچانے والا۔
- (۴۰) الْمُقِیْتُ: ساری خلقت کو ٹھیک ٹھیک روزی دینے والا۔
- (۴۱) الْحَسِیْبُ: ظالموں کو کفایت کرنے والا، حساب لینے والا، بندوں سے باز پرس کرنے والا۔
- (۴۲) الْحَلِیْلُ: بڑی شان والا۔
- (۴۳) الْكَرِیْمُ: بہت کرم کرنے والا جس کے کرم و عطاء کی انتہا نہیں۔
- (۴۴) الرَّفِیْعُ: ہر چیز کا نگہبان، ہر ایک کے قول و فعل کی نگرانی کرنے والا۔
- (۴۵) الْمُجِیْبُ: ہر ایک کی دعاؤں کا سننے اور قبول کرنے والا، حاجت روا۔
- (۴۶) الْوَاسِعُ: بے حد وسعت والا، بندوں پر بہت زیادہ کشتادگی کرنے والا، بہت زیادہ احسان کرنے والا۔
- (۴۷) الْحَكِیْمُ: بڑی حکمت والا، ہر معاملہ میں نہایت دانائی سے فیصلہ کرنے والا۔
- (۴۸) الْوَدُودُ: بہت محبت کرنے والا، نیکوں کا محبوب اور اہل معرفت کا محب۔
- (۴۹) الْمُجِیْدُ: بڑی شان والا، بزرگی و شرف والا۔
- (۵۰) الْبَاعِثُ: مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھانے والا۔
- (۵۱) الشَّهِیْدُ: ہر جگہ حاضر و ناظر، ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا۔
- (۵۲) الْحَقُّ: اس کا وجود اور اس کی صفات سب برحق ہیں، ان میں کسی قسم کا دھوکا نہیں، کسی کے انکار سے اس کے برحق ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
- (۵۳) الْوَكِیْلُ: سارے عالم کا کارساز، کام بنانے کا ذمہ دار اور روزی کا ضامن۔
- (۵۴) الْقَوِیُّ: نہایت قوت والا جس کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔
- (۵۵) الْمَتِیْنُ: سخت قوت والا، نہایت مضبوط و توانا، جسے تھکاوٹ اور در ماندگی نہیں ہوتی۔
- (۵۶) الْوَلِیُّ: مددگار اور حمایتی، ایمانداروں کا سرپرست۔
- (۵۷) الْحَمِیْدُ: سارے عالم کا تعریف کیا ہوا، بہترین صفات و خوبیوں والا جو کسی کی ثنا و تعریف کا محتاج نہیں۔

- (۵۸) الْمُحْصِي : علم و شمار میں رکھنے والا، ہر چیز کا گھیرنے والا، کوئی ذرہ اس کے علم سے باہر نہیں۔
- (۵۹) الْمُبْدِي : بغیر مثال کے پیدا کرنے والا، عالم کا ایجاد کرنے والا۔
- (۶۰) الْمُعِيدُ : دوبارہ لوٹانے والا، دنیا میں زندوں کو مارنے والا اور آخرت میں مردوں کو زندگی دینے والا۔
- (۶۱) الْمُحْيِي : جلانے والا، مخلوق کو زندگی دینے والا، زندہ رکھنے والا۔
- (۶۲) الْمُمِيتُ : موت دینے والا، مارنے والا۔
- (۶۳) الْحَيُّ : ہمیشہ زندہ رہنے والا، زندہ جاوید ہستی۔
- (۶۴) الْقَيُّومُ : بذات خود قائم اور سب کو قائم رکھنے والا اور سنبھالنے والا، سارے جہان کا تھامنے والا۔
- (۶۵) الْوَاحِدُ : ہر چیز کو پانے والا، غنی جسے کچھ احتیاج نہیں۔
- (۶۶) الْمَاجِدُ : بزرگی و شان والا۔
- (۶۷) الْوَاحِدُ : ایک، اکیلا، جس کی ذات و صفات اور حقوق میں کوئی شریک نہیں۔
- (۶۸) الصَّمَدُ : دائمی سردار جو نہ کھائے نہ پئے، سب اس کے محتاج اور وہ سب سے بے نیاز۔
- (۶۹) الْقَادِرُ : بہت قدرت والا، ہر کام کرنے کی قدرت و طاقت رکھنے والا۔
- (۷۰) الْمُقْتَدِرُ : بڑے اقتدار والا، ہر چیز پر پورا اقتدار رکھنے والا، کوئی کام کرنے میں مجبور نہیں۔
- (۷۱) الْمُقَدِّمُ : آگے بڑھانے والا۔
- (۷۲) الْمُؤَخِّرُ : پیچھے ہٹانے والا۔
- (۷۳) الْأَوَّلُ : سب سے پہلا وہ جو ساری مخلوقات کی پیدائش سے پہلے موجود تھا۔
- (۷۴) الْآخِرُ : سب سے پچھلا، وہ جو ساری مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی موجود رہے گا۔
- (۷۵) الظَّاهِرُ : ظاہر و آشکارا، وہ ہستی جس کی خدائی ذرہ ذرہ سے نمایاں ہے۔
- (۷۶) الْبَاطِنُ : مخلوقات کی نظروں سے پوشیدہ اور ان کے وہم و خیال کی رسائی سے مخفی و چھپا ہوا۔
- (۷۷) الْوَالِي : مالک و صاحب تصرف، منتظم و متولی۔
- (۷۸) الْمُتَعَالِي : بلند شان والا جس کا وصف بیان نہ ہو سکے، سب سے بلند و برتر۔

- (۷۹) الْبِرُّ: ہر ایک سے اچھا سلوک کرنے والا، اپنے بندوں پر مہربان و نیکو کار۔
- (۸۰) التَّوَّابُ: بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، بہت زیادہ اپنے بندوں کے حال پر توجہ فرمانے والا۔
- (۸۱) الْمُتَنَبِّہُ: بدکاروں کو سزا دینے والا اور ان سے بدلہ لینے والا۔
- (۸۲) الْعَفُوُّ: بہت زیادہ معاف کرنے والا، گناہوں کا مٹانے والا، گناہگاروں کو بخشنے والا۔
- (۸۳) الرَّءُوفُ: بہت زیادہ شفقت کرنے والا، اپنے بندوں پر انتہائی مہربانی کرنے والا۔
- (۸۴) مَالِکُ الْمُلْکِ: سارے جہان کا مالک جو چاہے سو کرے، اس کے آگے سب عاجز۔
- (۸۵) ذُو الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ: جلال والا، کرم کرنے والا۔
- (۸۶) الْمُقْسِطُ: انصاف قائم رکھنے والا، عدل و انصاف کے ساتھ نظم و تدبیر کرنے والا۔
- (۸۷) الْحَامِیُّ: سب کو اکٹھا کرنے والا، بروز قیامت بندوں کو جمع کرنے والا، جسم کے ریزوں کو اکٹھا کرنے والا۔
- (۸۸) الْغَنِيُّ: بڑا بے پرواہ، سب سے بے نیاز۔
- (۸۹) الْمُعْنِي: جس کو چاہے بے پرواہ بنانے والا۔
- (۹۰) الْمَانِعُ: روکنے والا۔
- (۹۱) الضَّارُّ: ضرر و نقصان پہنچانے والا۔
- (۹۲) النَّافِعُ: نفع رساں، نفع پہنچانے والا۔
- (۹۳) النُّورُ: دونوں جہان کو روشن کرنے والا، روشنی کا سرچشمہ۔
- (۹۴) الْهَادِي: نیک راہ بتانے والا، مطلب پر پہنچانے والا۔
- (۹۵) الْبَدِیْعُ: بے نمونہ ایجاد کرنے والا۔
- (۹۶) الْبَاقِي: سب کے بعد موجود رہنے والا، ہمیشہ رہنے والا، عالم کے فنا کے بعد قائم رہنے والا۔
- (۹۷) الْوَارِثُ: ہر چیز کا حقیقی مالک جس کی ملکیت کبھی ختم نہ ہوگی۔
- (۹۸) الرَّشِیْدُ: راہ نما، راستی پسند کرنے والا۔

(۹۹) الصُّبُورُ: بڑا سہارا دینے والا، تحمل و برداشت والا جو بدکاروں کو جلد نہیں پکڑتا۔

مَنْ كَانَ دُعَاؤُهُ اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِيْ اُمُوْر كُلِّهَا، وَاجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ؛ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يُصِيْبَهُ الْبَلَاءُ۔ (ط)
(۳) جس کی دعا یہ ہو: اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِيْ اُمُوْر كُلِّهَا وَاجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ (اے اللہ! تو سب کاموں میں ہمارا انجام بہتر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا) اسے مصیبت میں گرفتاری سے پہلے اٹھالیا جائے گا۔

فصلٌ فِيْ عِلَامَةِ اسْتِجَابَةِ الدُّعَاءِ:

عِلَامَةُ اسْتِجَابَةِ الدُّعَاءِ :

اَلْخَشْيَةُ، وَالبُكَاءُ، وَالفُشْعُرِيَّةُ، وَرُبَّمَا تَحْصُلُ الرَّعْدَةُ، وَالْغَشْيُ وَالْغَيْبَةُ، وَيَكُونُ عَقِيْبَهُ سُكُوْنُ الْقَلْبِ، وَبَرْدُ الْحَاشِ، وَظُهُوْرُ النَّشَاطِ بِاطْنًا وَالْخِفَّةُ ظَاهِرًا حَتّٰى يَظُنَّ الدَّاعِي اَنَّهُ كَانَ عَلٰى كَيْفِيَّةِ حَمَلَةٍ ثَقِيْلَةٍ فَوَضَعَهَا عَنْهُ، وَحِيْنَئِذٍ لَا يَغْفُلُ عَنِ التَّوَجُّهِ وَالْاِقْبَالِ وَالصَّدَقَةِ وَالْاِفْضَالِ وَالْحَمْدِ وَالْاِبْتِهَالِ، وَاَنْ يَقُوْلَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔

فصل: دعا کے قبول ہونے کی علامت و آثار کے بیان میں:

دعا کے قبول ہونے کی علامات:

۱.....خشیت الہی۔

۲.....آہ وزاری۔

۳..... روٹگئے کھڑے ہونا اور بسا اوقات کپکپی طاری ہونا۔

غشی و مدہوشی، اور غیبت (بیخودی) جس کے بعد دل کو سکون ہو جائے، اور جوش جاتا رہے، اور باطن میں نشاط و شادمانی حاصل ہو، اور ظاہر میں اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کرے، یہاں تک کے دعا کرنے والا اپنے دوش پر جو گرانی پاتا تھا وہ جاتی رہے، اور اس وقت اللہ کی طرف توجہ اور اس سے تعلق میں کمی نہ آئے اور غفلت نہ ہو، اور صدقہ و خیرات اور کرم و عنایت میں فرق نہ آنا، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے رہنا، اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرنے سے غافل نہیں رہتا۔
۱۳۔ اور یہ کہنا:

”تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کی نعمت کی بدولت تمام اچھے کام پورے ہوتے ہیں۔“

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ إِذَا عَرَفَ
الْإِجَابَةَ مِنْ نَفْسِهِ فَشَفِيٍّ مِنْ مَرَضٍ أَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَنْ يَقُولَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي بَعَزَّتْهُ وَجَلَّالَهُ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ“۔ (مس)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی دعا کے قبول ہونے کے
آثار نظر آئیں کہ بیماری سے شفا پائے یا سفر سے بخیر و عافیت واپس آئے تو تمہیں یہ
کہنے سے کوئی امر مانع نہ ہو:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَعَزَّتْهُ وَجَلَّالَهُ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ“۔

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس کی عظمت و جلال کے ذریعہ اچھے کام ہوتے ہیں۔

﴿البَابُ الثَّالِثُ﴾

فِيمَا يُقَالُ فِي الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ: وَاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، خُصُوصاً وَعُمُوماً،
وَأَحْوَالِ النَّوْمِ وَالْيَقَظَةِ۔

﴿تیسرا باب﴾

وہ دعائیں جو خاص طور پر اور عام طور پر سوتے، جاگتے صبح و شام اور رات دن پڑھی
جاتی ہیں۔

فَصْلٌ: فِي أَذْكَارِ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ:
فصل: صبح و شام کی دعائیں:

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (عَه۔ حَب۔ مُس۔ مُص)
(۱) بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

اللہ کے نام کے ساتھ ہر کام کا آغاز ہے جس کے نام کی برکت سے نہ کوئی چیز
زمین میں نقصان پہنچاتی ہے نہ آسمان میں اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا

ہے۔ تین بار پڑھے۔

”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، صَبَاحًا مَرَّةً (ت۔ طس)

وَمَسَاءً ثَلَاثًا“۔ (ت)

(۲) ”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔“

میں اللہ کے (بے عیب) کلمات تامہ (پورے تاثیر کرنے والے کلموں) کے وسیلہ

سے اس کی مخلوق کے شر سے پناہ لیتا ہوں۔ (صبح میں ایک بار اور شام میں تین بار

پڑھے)

”أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ثَلَاثًا۔“

(۳) میں اللہ کی جو خوب سننے اور جاننے والا ہے، پناہ مانگتا ہوں راندے ہوئے

شیطان سے، تین بار پڑھے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ،

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمِنُ الْعَزِيزُ

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ

الْمُصَوِّرُ، لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى۔ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَهُوَ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (الحشر، الآية: ۲۲-۲۴) (ت)

(۴) اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا،

وہی نہایت مہربان ہے، بار بار رحم کرنے والا ہے، اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی

معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے پاک ہے، سالم ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے

والا ہے، بڑا عظمت والا ہے، پاک ہے اللہ لوگوں کے شرک سے، وہی اللہ تو پیدا کرنے والا ہے، ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے، صورت بنانے والا ہے، اسی کے اچھے اچھے نام ہیں، اسی کی تسبیح کرتی ہیں جو چیزیں بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست ہے، حکمت والا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ اللَّهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔
آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔ تین بار پڑھے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفُلُقِ۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔“
ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے، اور اندھیری رات کے شر سے جب رات آجائے، اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کے پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے، جب وہ حسد کرنے لگے۔ تین بار پڑھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِكِ النَّاسِ۔ إِلَهِ النَّاسِ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ۔ مِنَ الْغِيَةِ وَالنَّاسِ۔“

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں انسانوں کے پروردگار کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی، پناہ لیتا ہوں، پیچھے ہٹ جانے والے وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے شر سے، وہی جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہشات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

”فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ. وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ. يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ. (د-ی)“

(۵) سوال اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت بھی اور صبح کے وقت بھی اور آسمانوں اور زمین میں حمد اسی کی ہے بعد زوال بھی اور ظہر کے وقت بھی، وہ باہر لاتا ہے جاندار کو بے جان سے اور باہر لاتا ہے بے جان کو جاندار سے اور زمین کو سرسبز کرتا ہے، اس کے خشک ہونے کے بعد، اسی طرح تم لوگ باہر لائے جاؤ گے (زندہ کئے جاؤ گے)

وآيَةُ الْكُرْسِيِّ - (ط)

”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ. الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ. لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ. مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ. يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ. وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ. وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ. وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا. وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ. (البقرہ، الآیہ: ۲۵۵)“

اور آیہ الکرسی:

اللہ (وہ ہے کہ) کوئی معبود اس کے سوا نہیں، وہ زندہ ہے، سب کا سنبھالنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آسکتی ہے، نہ نیند، اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ کون ایسا ہے جو اس کے سامنے بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکے، وہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اس سب کو اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے، سوا اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے، اس کی کرسی نے سہا رکھا ہے آسمانوں اور زمین کو اور ان کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں، وہ عالی شان ہے، عظیم الشان ہے۔

”أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ رَبِّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ۔ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ؛ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ۔ (م۔د)“

(۶) ”ہم نے صبح کی اور سارے جہاں نے جو اللہ کی ملک ہے اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کا ہے ملک اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے میرے رب، میں تجھ سے خیر مانگتا ہوں اس چیز کی جو اس دن میں (آنے والی) ہے اور خیر اس چیز کی جو اس دن کے پیچھے آنے والی ہے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس دن کے شر سے اور اس دن کے بعد آنے والے شر سے۔ میرے رب! میں تیری

پناہ مانگتا ہوں سستی سے اور برے بڑھاپے سے (پیری کی برائی سے) میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب سے جو آتش دوزخ میں ہوتا ہے اور عذاب سے جو قبر میں ہوتا ہے۔“

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ (م)

(۷) اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں کاہلی سے اور سٹھیانے سے اور بڑھاپے کی برائی سے اور دنیا کی آزمائش و فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الْيَوْمِ فَتَحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُورَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ۔ (د)

(۸) ہم نے صبح کی اور سارے جہاں نے جو اللہ کی ملک ہے، جو رب العالمین ہے، اے اللہ میں تجھ سے اس دن کی خیریت مانگتا ہوں، اس کی فتح و نصرت (ظاہری و باطنی دشمنوں پر) اور اس کا نور (تاکہ حق کو دیکھ سکوں) اور اس کی برکت اور اس کی ہدایت (تاکہ حسن خاتمہ تک ہدایت پر قائم رہ سکوں) اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس شر سے جو اس دن میں ہے اور اس شر سے جو اس کے بعد آنے والا ہے۔

اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أُمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَى وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ۔ (عہ۔ جب)

(۹) اے اللہ! ہم نے تیرے فضل و کرم سے صبح کی اور تیرے کرم سے ہم نے شام کی اور تیرے کرم سے جیتے اور تیرے حکم سے مرتے ہیں اور مرنے کے بعد تیرے پاس اٹھ کر آنا ہے۔

أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔ (ر۔ ی)

(۱۰) ہم نے صبح کی اور سارے جہاں نے جو اللہ کی ملک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّ كُلِّ

وَشَرِّ كُلِّ۔ (د۔ ت۔ ح۔ ب)

(۱۱) اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے، ہر چیز کے رب اور مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک و کفر میں مبتلا کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۱)

وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجْرَهُ إِلَى مُسْلِمٍ۔ (طس) وَأَنْ نَقْتَرِفَ عَلَى أَنْفُسِنَا سُوءًا أَوْ نَجْرَهُ إِلَى مُسْلِمٍ۔ (ت)

(۱) شیطان جن باتوں کی طرف انسان کو بلاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور وساوس میں مبتلا کرنا ہے، یہ سب شیطان کے داؤ گھات ہیں۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۷۵)

(۱۲) اور میں پناہ مانگتا ہوں اپنی جان پر ارتکاب جرم سے اور کسی مسلمان کی طرف گناہ کی نسبت کرنے سے، اور ہم پناہ مانگتے ہیں اپنی جانوں پر ارتکاب جرم سے اور کسی مسلمان کی طرف گناہ کی نسبت کرنے سے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِیْعَ خَلْقِكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ : مَنْ قَالَهَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا اَصَابَ یَوْمَهُ وَلَیْلَتَهُ۔ (طس۔ ت)

(۱۳) اے اللہ! میں صبح کرتے ہوئے آپ کو گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کو تھامنے والوں کو اور تیرے فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو (اس امر پر) کہ بے شک تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اور بلاشبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے بندے اور رسول ہیں، جس نے یہ کلمات کہے، اللہ تعالیٰ اس کے اس دن اور اس رات کے گناہ معاف کر دے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهِ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ۔ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا۔ (النساء: ۴۸)

(اللہ اس کو بے شک نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے لیکن اس کے علاوہ جس کسی کو بھی چاہے گا بخش دے گا اور جو کوئی (کسی کو) اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے، اس نے یقیناً بڑا گناہ سمیٹا۔)

جب یہ بات ثابت و محقق ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک سے کمتر گناہ معاف کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے مغفرت کرتا ہے، یہ امر مغفرت عامہ کے وقوع پر دلالت کرتا ہے مگر وہ بھی بعض لوگوں کی اور جسے معاف کر دیا گیا اسے عذاب سے چھٹکارا مل گیا جسے معاف نہیں کیا گیا اس کے لئے سزا مقرر ہے، یہی صحابہؓ اور سلفِ امت کا مذہب ہے، یہ امر یقینی ہے کہ اس امت

کے بعض نافرمانوں اور گنہگاروں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا اور بعض کی مغفرت کی جائے گی۔ (التفسیر الکبیر ج: ۶، ص: ۱۴)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ (د-ت-س)

(۱۴) اے اللہ! میں صبح کرتے ہوئے آپ کو گواہ بناتا ہوں اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو کہ بے شک تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔ یہ چار بار پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِي وَامْنِ رَوْعَتِي؛ اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي؛ وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي (د-ق-س-ج-ب-م-م-ص)

(۱۵) اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت و سلامتی مانگتا ہوں۔ (۱)

(۱) فخر الدین دہلوی الحرز الوصین، ص: ۲۵ میں رقمطراز ہیں: ”عافیت سے مراد یہ ہے کہ دین و دنیا میں ہر قسم کی ظاہری و باطنی آفت و بلا سے سلامتی رہے۔“
 محدث شوکانی فرماتے ہیں: ”بیداری و خواب میں تکلیف پہنچانے والی، آخرت میں جہنم میں داخل کرنے والی اور تیری رضا سے دور کرنے والی چیز سے عافیت میں رکھ۔“ (تحفة الذاکرین، ص: ۸۷)

اللہ! میں تجھ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور میں اپنے دین اور دنیا میں اور اپنے اہل و عیال اور اپنے مال و دولت میں عافیت و سلامتی چاہتا ہوں۔

اے میرے اللہ! تو میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما اور مجھے خوف کی باتوں سے نڈر کر دے۔ (۱) اے اللہ! تو میرا محافظ ہو جا، میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں تیری عظمت کے صدقہ پناہ مانگتا ہوں (اس امر سے) کہ میں میرے نیچے سے پکڑا جاؤں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (د۔ س۔ ق۔ مَص۔ ی)

(۱۶) اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے ساری حمد و ثنا ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے، مرتا نہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا۔ ثَلَاثًا (مَص۔ ی)

(۱۷) ہم اللہ کو رب اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مان کر راضی ہیں، میں اللہ کو رب اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی جان کر راضی ہوں۔

(۱) عودہ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ظاہر ہونے سے آدمی کو حیا آتی ہو۔ روعة: گھبراہٹ اور پریشانی کو کہا جاتا ہے۔ (تحفة الذاکرین، ص: ۷۷)

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نُّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ
لَكَ فَלَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔ (د۔ حَب)

(۱۸) اے اللہ! جو بھی کوئی نعمت مجھے یا تیری مخلوق میں سے کسی کو ملی وہ تنہا
تیری ہی طرف سے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اس لئے تیرے ہی لئے شکر
(سزاوار) ہے۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ۔ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ۔ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ،
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ۔ اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ ثَلَاثًا (د۔ س۔ ی)

(۱۹) اے اللہ! تو میرے بدن میں عافیت و سلامتی دے، اے اللہ میری شنوائی
و سماعت میں عافیت و سلامتی رکھ۔ اے اللہ! تو میری بینائی میں عافیت و سلامتی
دے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، یہ تین بار کہے۔

اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں کفر سے اور فقر و فاقہ سے، اے اللہ! میں تیری پناہ
چاہتا ہوں، قبر کے عذاب سے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ تین بار کہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ
يَكُنْ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عِلْمًا۔ (د۔ س۔ ی)

(۱) حق تعالیٰ شانہ نے قرآن میں فرمایا: وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ (النحل: ۱۶)
(اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو ان کا احاطہ نہ کر پاؤ گے۔)

(۲۰) اللہ تو ہر عیب و نقص سے پاک ہے اور میں اسی کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور بندے کو زور و قوت نہیں مگر اللہ کی عطا کی ہوئی، اللہ نے جو چاہا وہی ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہیں ہوا، میں جانتا ہوں یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

انسان کو بے شمار اقسام کی نعمتیں عطا کی گئی ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا، ان کا شکر ادا کرنے پر انسان کیونکر قادر ہو سکتا ہے اس لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مختصر الفاظ ”فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ“ میں شکر ادا کرنے کا طریقہ بتا دیا گیا۔

أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى مِلَّةِ آبَائِنَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (ا۔ ط)

(۲۱) ہم نے صبح کی فطرۃ اسلام (پیدائشی و فطری دین اسلام) پر اور کلمہ اخلاص پر، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ (جد امجد) ابراہیم کی ملت پر جو مسلم یک سو (موحد) تھے اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ ؛ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔ (س۔ مُس)

(۲۲) اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والی ہستی، میں تیری رحمت سے فریاد کرتا اور مدد چاہتا ہوں تو میرے حال کو سنوار دے اور مجھے پل بھر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا

يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ۔ (خ۔س)

(۲۳) اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر اور تیرے وعدہ پر جہاں تک ہو سکا قائم ہوں (اور رہوں گا)، میں اپنے اوپر تیری نعمت کے احسان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے بخشدے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا، میں اپنے کرتوتوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ۔ (د۔ی)

(۲۴) اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر اور تیرے وعدہ پر (جو تجھ سے کیا ہے) جہاں تک ہو سکا قائم ہوں (اور رہوں گا) میں اپنے کرتوتوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھ پر تیری نعمت و احسان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے بخشدے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَحَقُّ مِنْ ذِكْرٍ، وَاَحَقُّ مِنْ عِبَدٍ، وَاَنْصَرُ مِنَ ابْتِغَايَ، وَاَرَأْفُ مِنْ مَلِكٍ، وَاَجْوَدُ مِنْ سُلٍّ، وَاَوْسَعُ مَنْ اَعْطٰى، اَنْتَ الْمَلِكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَالْفَرْدُ لَا نِدَّ لَكَ، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَكَ، لَنْ تُطَاعَ اِلَّا بِاِذْنِكَ، وَلَنْ تُعْصٰى اِلَّا بِعِلْمِكَ، تُطَاعُ فَتَشْكُرُ، وَتُعْصٰى فَتَغْفِرُ، اَقْرَبُ شَهِيْدٍ، وَاَدْنٰى

حَفِیْظٌ، حُلَّتْ دُوْنُ النُّفُوْسِ، وَآخَذَتْ بِالنَّوَاصِیْ، وَكَتَبَتْ الْاَثَارَ
وَنَسَخَتْ الْاَجَالَ، اَلْقُلُوْبُ لَكَ مُفْضِیَّةٌ، وَالسِّرُّ عِنْدَكَ عَلَانِیَّةٌ، اَلْحَلَالُ مَا
اَحْلَلْتَ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمْتَ، وَالِدِّیْنُ مَا شَرَعْتَ، وَالْاَمْرُ مَا قَضَيْتَ،
وَالْخَلْقُ خَلْقُكَ، وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ، وَاَنْتَ اللّٰهُ الرَّؤُوفُ الرَّحِیْمُ، اَسْأَلُكَ بِنُورِ
وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهٗ السَّمَوٰتُ وَالْاَرْضُ، وَبِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَكَ، وَبِحَقِّ
السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ اَنْ تُقِیْلَنِیْ فِیْ هَذِهِ الْعُدَاةِ وَفِیْ هَذِهِ الْعَشِیَّةِ وَاَنْ تُجِیْرَنِیْ
مِنْ النَّارِ بِقُدْرَتِكَ۔ (ط۔ ط۔)

(۲۵) اے اللہ! تو ان سب سے زیادہ یاد کا مستحق ہے، جن کی یاد کی جائے، اور تو ان سب سے زیادہ عبادت کا حقدار ہے جن کی عبادت کی جائے، اور تو سب سے زیادہ مدد کرنے والا ہے جو مدد چاہے اور تو مالکوں میں سب سے زیادہ شفقت کرنے والا ہے اور تو سب سے زیادہ بخشنے والا ہے جس سے سوال کیا جائے اور تو دینے والوں میں سب سے زیادہ دینے والا ہے، تو بادشاہ ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور کیسا ویگانہ ہے تیرا کوئی ہمسر نہیں، تیری ذات کے سوا ہر چیز کو فنا ہے، تیری توفیق کے بغیر تیری عبادت ہرگز نہیں کی جاسکتی اور تیرے علم کے بغیر ہرگز تیری نافرمانی نہیں کی جاتی، تیری فرمانبرداری کی جاتی ہے تو قدر کرتا ہے اور نافرمانی کی جاتی ہے تو پھر بھی بخش دیتا ہے، تو سب سے زیادہ قریب، حاضر، ناظر اور سب سے بڑھ کر نگہبان، تو نفوس انسانی اور ان کی خواہشات میں آڑے آیا اور تو نے انہیں پیشانی سے پکڑ کر اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے تو نے اعمال کو لکھ رکھا ہے اور تو نے (لوح محفوظ میں) عمریں لکھی ہوئی ہیں اور

دل تیری تجلیات کے لئے کشادہ ہیں اور پوشیدہ تیرے سامنے ظاہر ہے اور حلال وہ ہے جسے تو نے حلال کیا ہے، حرام وہ ہے جسے تو نے حرام کیا ہے اور دین وہ ہے جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے اور ساری مخلوق تیری پیدا کی ہوئی ہے اور سارے بندے تیرے بندے ہیں اور تو اللہ ہے سب پر شفقت کرنے والا، بہت مہربان، میں تجھ سے تیرے روئے انور کی برکت سے جس سے آسمان اور زمین کو روشنی ملی اور ہر اس حق کے طفیل جو تیرا ہی حق ہے اور سوال کرنے والوں کے حق کے ذریعہ جو تیرے ذمہ تو نے لازم کر رکھا ہے سوال کرتا ہوں کہ تو اسی صبح اور اسی شام میں مجھے معاف کر دے اور اپنی قدرت سے مجھے جہنم کی آگ سے بچالے۔ (۱)

حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ (ی)

(۲۶) میرے لئے اللہ ہی کافی ہے وہی مجھے بس کرتا ہے، کوئی معبود نہیں مگر وہ، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ مالک ہے عرش عظیم کا۔ یہ سات بار پڑھے۔ (۲)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔ (س۔ جب۔ ا۔ ط۔ ی)

-
- (۱) بندے کا جس طرح یہ حق ہے کہ وہ شرک نہ کرے تو جنت میں داخل کیا جائے۔ اسی طرح دُعا مانگنے والے کا یہ حق ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، (تحفۃ الذاکرین، ص: ۵۳)
- (۲) اپنی طاقت اور قوت سے برأت کر کے اپنے تمام کام تجھ پر چھوڑ رہا ہوں، تو ہی کارساز ہے۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۱۳۵)

(۲۷) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور

اسی کے لئے حمد و ثناء اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ دس بار پڑھے

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ - (م۔ د۔ ت۔ س۔ مُس۔ حَب۔ عَوْ) سُبْحَانَ
اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ - (م۔ د)

(۲۸) پاک ہے اللہ اور میں اس کی حمد و ثناء کے گن گاتا ہوں (یہ سو بار پڑھے۔)

پاک ہے اللہ بزرگ و برتر اور میں اسی کی حمد و ثناء کے گن گاتا ہوں (یہ سو بار
پڑھے۔)

سُبْحَانَ اللَّهِ مِائَةَ مَرَّةٍ - الْحَمْدُ لِلَّهِ مِائَةَ مَرَّةٍ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِائَةَ مَرَّةٍ - اللَّهُ
أَكْبَرُ مِائَةَ مَرَّةٍ - (ت)

(۲۹) سُبْحَانَ اللَّهِ سو مرتبہ اور الْحَمْدُ لِلَّهِ سو مرتبہ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سو مرتبہ اور
اللَّهُ أَكْبَرُ سو مرتبہ پڑھے۔

وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ مَرَّاتٍ - (ط)

(۳۰) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود بھیجے۔ (۱)

وَإِنْ ابْتُلِيَ بِهَمٍّ أَوْ دَيْنٍ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ،
وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ

(۱) یہ تعداد جو احادیث میں آئی ہے اس پر عمل کرنے والے کو یہ اجر ملے گا، اگر اس نے اس میں کمی کی تو
اس کے بقدر اجر میں کمی ہو جائے گی اور اگر اس نے زیادہ تعداد میں پڑھا تو اجر میں اسی مقدار سے اضافہ
ہو جائے گا۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۸۴)

مِنْ غَلْبَةِ الدِّينِ وَفَهْرِ الرِّجَالِ - (د)

(۳۱) اور اگر کوئی غم اور قرض میں مبتلا کیا جائے تو یہ دعا پڑھے: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں فکر سے اور غم سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے دباؤ سے اور لوگوں کے جور و ستم سے۔

علامہ ابن قیم الجوزیہ، الجواب الکافی ص: ۱۰۰-۱۰۱ میں رقمطراز ہیں:

”گناہ قلب کو مردہ کرتا، اسے خوفناک روگ لگاتا اور قوت کمزور کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے ضعف کا اثر ان آٹھ حسب ذیل اشیاء تک پہنچتا ہے جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے:

۱.....ہم ۲.....حزن ۳.....عجز

۴.....کسل (سستی) ۵.....جبن (بزدلی) ۶.....بخل

۷.....ضلع الدین ۸.....قہر الرجال (لوگوں کا غلبہ)۔

مذکورہ آٹھ اشیاء میں دو دو ایک دوسرے کی ساتھی ہیں، چنانچہ ”ہم“ اور ”حزن“ دونوں قلب پر اثر انداز ہوتے ہیں ”ہم“ مستقبل میں پیش آنے والا رنج اور غم ہے اور ”حزن“ ماضی میں پیش آمدہ غم سے عبارت ہے۔ ”عجز و کسل“ باہم ساتھی ہیں، اسباب خیر و فلاح سے محروم ہونا، اگر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہے تو یہ عجز ہے اور ارادہ ہی نہیں تو سستی ہے۔ ”جبن و بخل“ آپس میں ساتھی ہیں، اگر بدن کو فائدہ حاصل نہ ہو تو وہ جبن ہے اور مال سے فائدہ نہ ہو تو بخل ہے۔ ”ضلع الدین و قہر الرجال“ یہ دونوں بھی آپس میں ساتھی ہیں، اگر غیر کا غلبہ حق (قرض) کی وجہ سے ہو تو وہ ضلع الدین ہے اور باطل کی وجہ سے ہو تو وہ قہر الرجال۔ ”قہر الرجال“ بغیر حق، زور و زبردستی سے غلبہ پانا۔

إِلَى هُنَا يُقَالُ فِي الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ جَمِيعاً؛ وَلَكِنْ يُقَالُ فِي الْمَسَاءِ مَكَانَ
أَصْبَحَ أَمْسَى، وَمَكَانَ هَذَا الْيَوْمِ هَذِهِ اللَّيْلَةُ، وَمَكَانَ التَّذَكُّيرِ التَّانِيثُ،
وَمَكَانَ النُّشُورِ الْمَصِيرُ، كَمَا كُتِبَ بِالْحُمْرَةِ فَوْقَ كُلِّ كَلِمَةٍ وَيُزَادُ فِي
الْمَسَاءِ فَقَطُ :

أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى
الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ (ط)۔

یہاں تک وہ دعائیں مذکورہ تھیں جو صبح و شام دونوں وقت پڑھی جاتی تھیں اور یہ دعائیں
شام میں پڑھی جائیں تو اُصبح کی جگہ اُمسی اور ہذا الیوم کی جگہ ہذی اللیلۃ اور تذکر (مذکر
کے صیغہ اور ضمیر) کی جگہ تانیث (مونث کے صیغہ اور ضمیر) اور ”النشور“ کی جگہ المصیر پڑھیں
جیسا کہ ہم (مصنف) نے ہر کلمہ کی جگہ سرخ روشنائی سے لکھا تھا اور صرف شام میں اس دعا کا اضافہ
کیا جائے (شام کی دعاؤں میں اُمسینا یا اُمسیت کے الفاظ کا اضافہ کرے۔)

(۳۲) ہم نے شام کی اور سارے ملک نے شام کی اللہ کے لئے، میں پناہ مانگتا ہوں اللہ
سے جس نے آسمان کو اپنی اجازت کے بغیر زمین پر گرنے سے تھام رکھا ہے، میں پناہ
مانگتا ہوں مخلوقات کے شر سے اور اس کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا اور پھیلایا ہے۔
وَيُزَادُ فِي الصَّبَاحِ فَقَطُ :

اور صرف صبح کی دعا میں اضافہ کیا جائے:

أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ وَالْكَبْرِيَاءُ وَالْعَظَمَةُ وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَمَا يَضْحَى فِيهِمَا لِلَّهِ وَحْدَهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَوَّلَ هَذَا النَّهَارِ صَلَاحاً وَأَوْسَطَهُ
فَلَاحاً وَآخِرَهُ نَجَاحاً، أَسْأَلُكَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ۔ (مُص)۔
(۳۳) ہم نے صبح کی اور سارے ملک نے صبح کی اللہ کے لئے، (ذات و صفات

کی) بڑائی اور عظمت، اور مخلوق اور حکم اور رات اور دن اور جو چیز رات اور دن میں ظاہر ہوتی ہے وہ تنہا اللہ کی ہے، اے اللہ! تو اس دن کے اول حصہ کو نیکی کا اور اس کے درمیانی حصہ کو کامیابی کا اور اس کے آخری حصہ کو نجات کا ذریعہ بنا، میں تجھ سے دنیا و آخرت کی خیر مانگتا ہوں، اے مہربانوں میں سب سے بڑھ کر مہربان!

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدُكَ وَالْخَيْرُ فِیْ يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَإِلَيْكَ، اللَّهُمَّ مَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيتُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ ذَلِكَ كُلُّهُ مَا شِئْتَ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ مَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلَى مَنْ صَلَّيْتُ، وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنٍ فَعَلَى مَنْ لَعَنْتُ، أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ۔ (ی۔ مُس۔ ا۔ ط)۔

(۳۴) حاضر ہوں، اے اللہ! میں (تیری خدمت میں) حاضر ہوں (تیرے در پر) حاضر ہوں (تیری فرمانبرداری کے لئے) حاضر ہوں اور خیر تیرے ہاتھوں میں ہے اور تیری جانب سے پہنچے گی اور تیری طرف اس کی نسبت ہے، اے اللہ! میں نے جو کوئی بات منہ سے نکالی یا قسم کھائی یا میں نے کوئی منت مانی، ان سب پر تیرا ارادہ مقدم رہا ہے تو نے جو چاہا وہی ہوا اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوگا، تیری مدد و توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچا جاسکتا ہے نہ کوئی نیک کام کیا جاسکتا ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! میں نے جو دعا (جس کے لئے) کی وہ اس کو لگے جس پر تیری رحمت ہو اور میں نے جو لعنت کسی پر کی ہو وہ لعنت اسی پر پڑے جسے تو نے لعنت کے لائق سمجھا، تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى

وَجِهَكَ، وَشَوْقاً إِلَى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَاءٍ مُضِرَّةٍ، وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، وَأَعُوذُ بِكَ
أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَعْتَدِيَ أَوْ يُعْتَدَى عَلَيَّ أَوْ أَكْسِبَ خَطِيئَةً أَوْ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ۔

(۳۵) اے اللہ! میں تجھ سے قضا و قدر کے فیصلے کے بعد اس پر راضی رہنے کا اور
مرنے کے بعد آرام کی زندگی کا اور تیرے چہرہ انور کو دیکھنے کی لذت کا، تیری
ملاقات کے شوق کا، جو کسی ضرر رساں سخت حالت اور گمراہ کرنے والے فتنہ سے خالی
ہو، سوال کرتا ہوں، اور تیری پناہ لیتا ہوں (اس بات سے) کہ کسی پر ظلم کروں یا کوئی
مجھ پر ظلم کرے یا میں کسی پر زیادتی کروں یا کوئی مجھ پر زیادتی کرے یا میں کوئی غلطی
کروں یا کوئی ایسا گناہ کماؤں جسے بخشا نہ جائے۔

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ، فَاِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هَذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاُشْهَدُكَ وَكَفَى
بِكَ شَهِيدًا، اَنِّيْ اُشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ، لَكَ
الْمُلْكُ وَلَكَ الْحَمْدُ، وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاُشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا
عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاُشْهَدُ اَنْ وَعْدَكَ حَقٌّ، وَلِقَائَكَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ اَتِيَةٌ
لَّا رَيْبَ فِيْهَا، وَاَنْتَ تَبْعَتْ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ، وَاَنْتَ اِنْ تَكَلَّمْتَنِيْ اِلَى نَفْسِيْ
تَكَلَّمْتَنِيْ اِلَى ضَعْفٍ وَعَوَزَةٍ وَذَنْبٍ وَخَطِيئَةٍ، وَاِنِّيْ لَا اَتَّقِيْ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ
فَاَغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ كُلَّهَا اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (مس۔ ا۔ ط)

(۳۶) اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، چھپے اور کھلے کے جاننے
والے، جلال اور بخشش والے، میں اس دنیا کی زندگی میں تجھ سے عہد کرتا ہوں

اور تجھے گواہ کرتا ہوں اور تو گواہ کافی ہے، میں دل سے گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، صرف تیری ہی بادشاہی ہے اور ساری حمد و ثناء تیرے ہی لئے ہے اور تو ہر بات پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ تیرا وعدہ حق اور سچا ہے اور تیری ملاقات برحق ہے اور قیامت ضرور آکر رہے گی، اس میں ذرا شبہ نہیں، اور بے شک تو مردوں کو قبروں سے اٹھائے گا اور اگر تو نے مجھے اپنی جان کے سپرد کیا تو یقیناً تو نے کمزوری اور عیب اور گناہ اور قصور کے سپرد کیا اور میں تیری رحمت کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتا تو (اب) میرے سارے گناہوں کو معاف کر دے۔ اس لئے کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا اور تو میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَةٍ
كَمَا تَقَدَّمَ۔ (ت، ط)

جب سورج نکلے اور دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے لئے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ہے۔ جیسا کہ نذر چکا ہے۔ (۱)

(۱) كأجر حجة وعمره تامة اس حدیث میں ”تامة“ کی تکرار تاکید کی غرض سے لائی گئی ہے، حج اور عمرہ دونوں کا پورا ثواب ملے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کا بھی پورا پورا اور عمرہ کا بھی پورا پورا ثواب ملے گا، یہ اجر و ثواب تین شرطوں کے ساتھ وابستہ ہے (۱) فجر باجماعت ادا کی ہو (۲) پھر طلوع آفتاب تک اللہ کی یاد کرتا رہا ہو (۳) اور سورج نکلنے کے بعد دو گانہ پڑھی ہو۔ (تحفة الذاکرین، ص: ۱۹)

وَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوَّلَ النَّهَارِ
أَكْفِكَ الْخِرَّةَ. (ت-د-س)

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے تو نے دن کے پہلے حصے میں
میرے لئے چار رکعت نماز پڑھی، میں اس دن کے آخر تک تجھے کفایت کروں گا
(تیری تمام حاجتیں پوری کروں گا)۔

فَصْلٌ: مَا يُقَالُ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ جَمِيعًا:

سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ- اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ
وَاَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ
اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا
اَنْتَ- مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ
قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ- (خ-س)

فصل: وہ دعائیں جو رات اور دن سب میں پڑھی جاتی ہیں:

(۱) سید الاستغفار۔ اے اللہ! تو میرا رب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں،
تو نے مجھے پیدا کیا ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور تجھ سے کئے ہوئے عہد
اور وعدے پر جتنا مجھ سے ہو سکا قائم ہوں، میں اپنے کرتوتوں کی برائی سے
تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھ پر جو تیری نعمت ہے (اس کا اعتراف کرتا ہوں)
اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، تو مجھے بخش دے، بے شک تیرے سوا کوئی

گناہوں کو بخشا نہیں، جس نے ایمان و یقین کے ساتھ دل سے اس استغفار کو پڑھا پھر وہ مر گیا تو وہ جنتوں میں سے ہوگا اور جس نے جزم و یقین کے ساتھ دل سے اس استغفار کو رات میں پڑھا پھر وہ مر گیا تو جنتوں میں سے ہوگا۔ (۱)

مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فِي يَوْمٍ أَوْ فِي لَيْلَةٍ أَوْ فِي شَهْرٍ ثُمَّ مَاتَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ أَوْ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ أَوْ فِي ذَلِكَ الشَّهْرِ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ۔ (خ۔س)

(۲) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے حمد و ثناء ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کی مدد و توفیق کے بغیر نہ کوئی نیکی و اطاعت کر سکتا ہے، پھر وہ اسی دن اور اسی رات میں یا اسی مہینہ میں مر گیا تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (۲)

(۱) سید الاستغفار میں اللہ کی وحدانیت اور اس کے خالق و مالک ہونے کا اعتراف نیز ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ کے عہد کا اقرار اور وعدہ پورا ہونے کی امید ہے۔ علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: ”اس میں اولاً اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اعتراف پھر اپنی تقصیر و کوتاہی اور سپاس گزاری میں کوتاہی کا اقرار ہے، اور اسے گناہ سمجھنے میں بندہ مومن کی غایت انکساری کا اظہار ہے۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۸۱)
(۲) تھوڑے عمل پر بہت بڑا اجر یہ حق تعالیٰ کا بندہ مومن پر احسانِ عظیم ہے (تحفۃ الذاکرین، ص: ۸۹)

دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَمَانَ فَقَالَ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ يُرِيدُ أَنْ يَمْنَحَكَ بِكَلِمَاتٍ مِنَ الرَّحْمَنِ تَرْغَبُ إِلَيْهِ فِيهِنَّ وَتَدْعُو بِهِنَّ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ: نَبِيَّ أَكْرَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى سَلَمَانَ فَارْسَى كَوْبَلَا كَرَفَرَايَا: اللَّهُ كَانِي تَمَّهِينَ رَحْمَانِ كِي طَرَفٍ سَعَاتَارِ هُوَ عَ چَند کلمات کا تحفہ دینا چاہتا ہے۔ تم ان کلمات کے ساتھ شوقِ ذوق سے دن اور رات میں (جب فرصت) ہو دعا کرتے رہو، وہ یہ ہیں:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ صِحَّةً فِي إِيْمَانٍ، وَإِيْمَانًا فِي حُسْنِ خُلُقٍ، وَنَجَاحًا يَتَّبِعُهُ فَلَاحٌ وَرَحْمَةً مِنْكَ وَعَافِيَةً وَمَغْفِرَةً مِنْكَ وَرِضْوَانًا۔ (طس)

(۳) اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ایمانِ کامل میں سلامتی اور نیکِ خصلت میں ایمان کی آراستگی (ظاہری و باطنی پاکیزگی) میں ایمان و سلامتی اور نجات جس کے پیچھے کامیابی ہو اور تجھ سے رحمت مانگتا ہوں اور عافیت اور تیری مغفرت اور رضا چاہتا ہوں۔

فَصْلٌ: فِيمَا يُقَالُ فِي النَّهَارِ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ مِائَةً مَرَّةً (خ۔ م۔ ب۔ س۔ ق۔ مُص) أَوْ مِائَتِي مَرَّةً (أ) لَمْ يَسْبِقْهُ أَحَدٌ وَلَمْ يَدْرِكْهُ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالِ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ۔

وہ دعائیں جو دن میں مانگی جاتی ہیں:

(۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے حمد و ثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ سو بار پڑھے یا

دوسو بار۔ نہ کوئی اس سے سبقت لے جا سکا اور نہ کوئی اس کو پاسکا مگر وہی جس نے انہی کلمات کو پڑھا جو اس نے پڑھا اور کہا تھا یا اس پر اضافہ کیا۔

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ (م۔ ت۔ س۔ مُص) حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (م)

(۲) جس نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ (اللہ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے اور میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں) سو مرتبہ پڑھا تو اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فِي الْيَوْمِ عَشْرَ مَرَّاتٍ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَكَلَّ اللَّهُ بِهِ مَلَكًا يَرُدُّ عَنْهُ الشَّيْطَانِ۔ (ص)

(۳) جو کوئی دن میں دس (۱۰) بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے اللہ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو اس سے شیطانوں کو دور کرتا رہتا ہے (پھر وہ اسے وسوسے میں نہیں ڈالتا)

أَيُعِجْزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ، يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيَكْتَسِبُ لَهُ أَلْفَ حَسَنَةٍ أَوْ تُحَطُّ۔ (م) وَتُحَطُّ (ت۔ س۔ حَب) عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ۔ (م۔ ت۔ س۔ حَب)

(۴) کیا تم میں کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ روزانہ ہزار نیکیاں کمائے کہ سو بار سبحان اللہ کہے (ایسا کرنے سے) اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہزار گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

وَيُقْلَلُ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ: اللَّهُمَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ

دُعَاتِكَ فَاعْفِرْ لِيْ - (د-ت-مُس)

(۵) اور مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھے: اے اللہ! یہ وقت تیری رات کے آنے کا ہے اور تیرے دن کے چھپنے کا اور تجھے (راتوں کو دعاؤں میں) پکارنے والوں کی آوازوں کا وقت ہے، پس تو مجھے بخش دے۔

فَصُلِّ: فِيمَا يُقْرَأُ فِي اللَّيْلِ:

مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ - (ع) اَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ، كُلٌّ اَمَّنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ - لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ - وَقَالُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا، غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ - لَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا - لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ - رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا - رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا - رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ - وَاعْفُ عَنَّا، وَاعْفِرْ لَنَا، وَارْحَمْنَا، اَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ - (البقرة)

وہ دعائیں جو رات میں مانگی جاتی ہیں:

(۱) جس نے کسی رات میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اسے (ہر شر و ضرر اور شیطان کے مکر و فریب سے بچانے کے لئے) کافی ہوں گی وہ آیتیں یہ ہیں:

اَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ، كُلٌّ اَمَّنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ، وَقَالُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ، لَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا

مَا كُتِّسَبَتْ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا
كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ، وَاعْفُ
عَنَّا، وَاعْفِرْ لَنَا، وَارْحَمْنَا، أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

”پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے
اور مومنین بھی، یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی
کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر، ہم اس کے پیغمبروں میں باہم کوئی فرق بھی نہیں
کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا اور ہم نے اطاعت کی، ہم تیری مغفرت طلب
کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار اور تیری ہی طرف واپسی ہے، اللہ کسی کو ذمہ دار
نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق، اسے ملے گا وہی جو کچھ اس نے کمایا اور اس
پر پڑے گا وہی جو کچھ اس نے کمایا، اے ہمارے پروردگار ہم پر گرفت نہ کر اگر ہم
بھول جائیں یا چوک جائیں، اے ہمارے پروردگار ہم پر بوجھ نہ ڈال، جیسا تو نے
ڈالا تھا ان لوگوں پر جو ہم سے پیشتر تھے، اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ نہ اٹھوا
جس کی برداشت ہم سے نہ ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم
کر، تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہم کو غالب کر کا فر لوگوں پر۔“

أَيُعِجُّزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ : قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ اللَّهُ
الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ۔ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ (خ۔م)

(۲) کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا۔ کہ وہ ہر رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ سکے، اور وہ قُلْ هُوَ اللَّهُ
أَحَدٌ۔ اللَّهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ (آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک
ہے اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کے کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا

ہے) پڑھے۔

وَمَنْ قَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِنِينَ۔ (مُس)

(۳) اور جس نے قرآن کی سو آیتیں پڑھیں وہ فرمانبرداروں میں سے لکھا جاتا

ہے۔

وَعَشْرُ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْعَافِينَ۔ (مُس)

(۴) اور جس نے دس آیتیں پڑھیں اسے عافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا۔

مَنْ قَرَأَ يَسَّ إِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ غُفِرَ لَهُ۔ (حَب)

(۵) جس نے اللہ کی رضا کی خاطر سورہ یسین پڑھی وہ بخش دیا گیا۔

مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ، أَرْبَعًا مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ إِلَى أَوَّلِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ اَلَمْ، ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ،

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ، وَالَّذِينَ

يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا نُزِّلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ أُولَئِكَ

عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ، وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (البقرة ۲)

وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَيْنِ بَعْدَهَا۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ، لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ

وَمَا فِي الْأَرْضِ، مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔ لَا إِكْرَاهَ فِي

الدِّينِ، قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ، فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ، لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اُولٰٓئِھِمْ
الطَّاغُوتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ
فِیْہَا خٰلِدُوْنَ (البقرة: ۲۵۷)

(۶) جس نے دس آیتیں پڑھیں، اس طرح کہ سورہ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں
اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ تک پڑھی۔ اَلَمْ یہ کتاب (کہ) کوئی شبہ اس میں نہیں،
ہدایت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کی
پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے
ہیں اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ پر اتارا گیا ہے اور جو آپ سے قبل
اُتارا گیا ہے اور آخرت پر بھی وہ پورا یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار کی
طرف سے ہدایت پر ہیں (اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں) اور وہی
فلاح پانے والے ہیں اور آیہ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں پڑھیں۔

اللہ (وہ ہے کہ) کوئی معبود اس کے سوا نہیں، وہ زندہ ہے، سب سنبھالنے والا ہے،
اسے نہ اونگھ آسکتی ہے نہ نیند، اسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے،
کون ایسا ہے جو اس کے سامنے بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکے، وہ جانتا ہے
جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اس سب کو، اور وہ اس کی
معلومات میں سے کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے، سو اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے، اس
کی کرسی نے سہا رکھا ہے آسمانوں اور زمین کو اور اس پر ان کی نگرانی (ذرا) بھی گراں
نہیں اور وہ عالی شان ہے عظیم الشان ہے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت

تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے، تو جو کوئی طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایک بڑا مضبوط قلعہ تھام لیا، جس کے لئے کوئی شکستگی نہیں اور اللہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔

اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو ایمان لائے اور انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال کر لاتا ہے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے ساتھی شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ اہل دوزخ ہیں، اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

وَخَوَاتِيمَهُمَا، لَمْ يَدْخُلْ ذَلِكَ الْبَيْتَ شَيْطَانٌ حَتَّى يُصْبِحَ۔ (ط)
اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھیں اس گھر میں صبح تک شیطان داخل نہیں ہوتا۔
(اور آخری آیتیں یہ ہیں):

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ، وَقَالُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ، وَاعْفُ عَنَّا، وَارْحَمْنَا، اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلٰى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔ (البقرہ: ۲)
ترجمہ: پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اور مومنین (بھی) یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر، ہم اس کے پیغمبروں میں باہم کوئی فرق بھی

نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی، ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار اور تیری ہی طرف واپسی ہے، اللہ کسی کو ذمہ دار نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق، اسے ملے گا وہی جو کچھ اس نے کمایا اور اس پر پڑے گا وہی جو کچھ اس نے کمایا، اے ہمارے پروردگار ہم پر گرفت نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں، اے ہمارے پروردگار ہم پر بوجھ نہ ڈال، جیسا تو نے ڈالا تھا ان لوگوں پر جو ہم سے پیشتر تھے، اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ نہ اٹھوا جس کی برداشت ہم سے نہ ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہم کو غالب کر کافروں پر۔

إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوا صَبِيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ۔ وَأَعْلِقْ بِأَبْكَ وَادْكِرْ اسْمَ اللَّهِ وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَادْكِرْ اسْمَ اللَّهِ، وَأُولِكِ سِقَاتِكَ وَادْكِرْ اسْمَ اللَّهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَادْكِرْ اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّ تَعْرِضَ عَلَيْهِ شَيْئًا۔ (ع)

(۷) جب سرشام ہو تو اپنے بچوں کو گھر سے باہر نکلنے سے روکو، اس لئے کہ اس وقت شیاطین نکل کر پھیل جاتے ہیں جب گھڑی بھرات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرو، اور اللہ کا نام لو اور اپنا چراغ بجھا دو اور بسم اللہ کہہ کر اپنے مشکیزہ کا منہ باندھو اور بسم اللہ کہہ کر اپنا برتن ڈھانپو ورنہ تو کسی چیز کو آڑی رکھ دو۔
وَإِذَا رَأَى لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔
(ت۔ س۔ ق۔ مُس)

(۸) اور جب شب قدر (کی علامتیں) دیکھے تو یہ دعائے مانگے،
اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، تو مجھے

معاف کر۔

فصل فی النوم والیقظۃ:

عِنْدَ النَّوْمِ إِذَا أَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ طَاهِرٌ (د) أَوْ فَلْيَتَطَهَّرْ (طس) أَوْ فَلْيَتَوَضَّأْ
وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ (ع) ثُمَّ يَأْتِي إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِصِنْفَةٍ ثَوْبَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ لِيَقُلْ

فصل: نیند اور بیداری میں مانگی جانے والی دعائیں:

(۱) (سوتے وقت کی دعا) جب کوئی سونے کے لئے اپنے بستر پر آئے تو وہ پاک
صاف ہو یا اسے پاک صاف ہو کر آنا چاہئے یا اسے نماز کا وضو کر کے آنا چاہئے پھر اپنے بستر پر
آئے تو اپنے بستر کو پلے سے تین بار جھاڑے اور یہ دعا پڑھے۔

بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاعْفِرْ لَهَا،
وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ۔ (ع۔ موص)

(۲) اے میرے رب! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا (لیٹا) اور
تیری ہی مدد سے اسے اٹھاؤں گا (بیدار ہوں گا)، اگر تو میری جان روکے (سوتے
میں روح قبض کرے) تو اس کی بخشش فرما اور اگر اسے چھوڑے (زندہ اٹھائے) تو
اس کی حفاظت فرما جیسی تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

وَلْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْيَمَنِ۔ (م۔ ع)

(۳) اور اپنی دائیں کروٹ پر لیٹنا چاہئے۔

وَيَتَوَسَّدُ بِيَمِينِهِ (د) أَيْ يَضَعُهَا تَحْتَ خَدِّهِ (د۔ ت۔ س) ثُمَّ يَقُولُ :

(۴) اور اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بنانا چاہئے یعنی اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھے..... پھر یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔ (ر۔ مُصْ) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (د۔ س۔ ت)
(۵) اے اللہ! تو مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو (قبروں سے) اٹھائے گا۔ (تین مرتبہ)

اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأُحْيِي۔ (خ۔ م۔ د۔ ت۔ س)
(۶) اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا ہوں (سوتا ہوں) اور تیرا نام لے کر زندہ ہوتا ہوں (جاگتا ہوں اور بستر سے اٹھتا ہوں)۔

اللَّهُ أَكْبَرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ۔ (خ۔ م۔ د۔ ت۔ س۔ حَب)

(۷) اللہ اکبر چونتیس بار، سبحان اللہ تینتیس بار، الحمد للہ تینتیس بار کہے۔
وَيَجْمَعُ كَفِّهِ ثُمَّ يَنْفُثُ فِيهِمَا فَيَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (خ۔ عہ)

(۸) اور اپنی دونوں ہتھیلیاں ملائے پھر سورہ قل ہو اللہ احد اور قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر دم کرے، پھر جہاں تک ممکن ہو سکے، انہیں اپنے بدن پر پھیرے (اس طرح سے کہ) اپنے سر اور چہرے اور بدن کے سامنے کے حصہ سے شروع کرے اور اس طرح تین مرتبہ ہاتھ پھیرے۔

وَيَقْرَأُ آيَةَ الْكُرْسِيِّ (خ-ص-مُص) :

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (البقرة الآية : ۲۵۷)

(۹) اور آیت الکرسی پڑھے۔

اللہ (وہ ہے کہ) کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ وہ زندہ ہے سب کا سنبھالنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آسکتی ہے نہ نیند، اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، کون ایسا ہے جو اس کے سامنے بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اس سب کو، اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے۔ سو اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی نے سار کھا ہے آسمانوں اور زمین کو اور اس پر ان کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں اور وہ عالی شان ہے عظیم الشان ہے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت تو مگر اہی سے صاف صاف کھل چکی ہے تو جو کوئی طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے

آئے اس نے ایک بڑا مضبوط قلعہ تھام لیا، جس کے لئے کوئی شکستگی نہیں، اور وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔ اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو ایمان لائے اور انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال کر لاتا ہے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے ساتھی شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں یہی لوگ اہل دوزخ ہیں اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

وَيَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكُم مَّمَّنْ لَا كَافِيَ لَكُمْ وَلَا مُؤَيِّ. (م-د-ت-س)

(۱۰) (اور یہ دعا) پڑھے، اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہماری حاجتوں کو پورا کیا اور ہمیں ٹھکانا دیا چنانچہ کتنے ایسے ہیں جن کا کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَتَوَقَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَإِنْ أَمَتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ - (م-س)

(۱۱) اے اللہ! تو نے میری جان کو پیدا کیا اور تو ہی اسے اٹھائے گا (وفات دے گا) تیرے ہی لئے ہے اس کا مرنا جینا، تو اگر اسے جلاتا ہے تو اس کی حفاظت فرما (۱) اور اگر تو اسے مارتا ہے تو اس کی بخشش فرما۔ اے اللہ میں تجھ سے عافیت و سلامتی چاہتا ہوں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - (ت) مَنْ قَالَهَا غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ كَزَبَدِ الْبَحْرِ أَوْ عَدَدِ وَرَقِ الشَّجَرِ

(۱) تو اسے آفات، بلیات اور ان چیزوں سے بچا جو عذاب الہی کو ضروری قرار دیتی ہیں۔
(تحفۃ الذاکرین-ص: ۸۸)

أَوْعَدِدِ رَمْلٍ عَالِجٍ أَوْ عَدَدِ أَيَّامِ الدُّنْيَا۔ (ت)

(۱۲) میں اس اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ جاوید ہستی (نظام کائنات کی) تدبیر کرنے والی ہے، میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ یہ تین بار کہے (۱) جس نے یہ دعا مانگی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ (تعداد میں) سمندر کے جھاگ کی طرح ہوں یا درخت پر لگے پتوں کی طرح ہوں یا عالج (یہ عرب میں ایک ریتیلہ مقام ہے) کی ریتی کے دانوں کے شمار میں ہوں یا دنیا کے دنوں کی تعداد و شمار میں ہوں۔

وَإِنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مُبَحَّانَ اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، (حَب۔ مُو۔ س) غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (حَب)

(۱۳) اور اگر اس نے یہ کہا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں، اس کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے حمد و ثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کی مدد و توفیق کے بغیر نہ کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی نیک کام کر سکتا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد و ثنا سزاوار ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کی طرح بیشمار ہوں۔

(۱) اس حدیث میں تین بار استغفر اللہ کہنے پر معافی کی خوشخبری و بشارت دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی عطا و بخشش کتنی عظیم ہے۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۱۰۰)

وَيَقُولُ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، وَمُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اِخْدُ بِنَاصِيَّتِهِ۔

اور کروٹ سے لیٹنے والا یہ دعا پڑھے:

(۱۴) اے اللہ! آسمانوں کے رب اور زمین کے رب اور عرش عظیم کے رب، ہمارے رب اور ہر چیز کے رب، دانے اور گٹھلی کے پھاڑنے والے، اور تورات، انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے! میں ہر چیز کے شر سے، جس کی پیشانی تیری گرفت میں ہے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَّ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَّ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَّ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ۔ (م۔ عہ۔ مُص۔ ص)

اے اللہ! تو سب سے پہلا ہے چنانچہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی سب سے آخر (پیچھے) باقی رہے گا اور تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ تو ہی ظاہر و غالب ہے اور تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، تو ہی (باعتبار ذات) پوشیدہ ہے (۱) چنانچہ کوئی چیز تیرے نیچے نہیں، تو ہمارا قرض ادا فرما اور ہمیں محتاجی سے بے پروا کر۔

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَالْحَاثُ ظَهَرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مُنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَمْنٌ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ وَيَجْعَلُهُنَّ اٰخِرَ مَا يَتَكَلَّمُ بِهِ۔ (ع)

(۱) کوئی شے اس سے زیادہ لطیف نہیں۔

(۱۵) اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے حوالہ کی اور میں نے اپنے چہرے کا رخ تیرے سامنے کیا اور اپنا سارا معاملہ تجھے سونپ دیا اور میں نے تجھے اپنا سہارا بنایا۔ (یہ تیری رحمت کے) شوق سے اور (عذاب کے) خوف سے (اب ایمان لائے بغیر) نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے اور نہ بچاؤ کی مگر تیری ہی طرف، میں تیری کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے نبی پر جسے تو نے بھیجا، ایمان لایا۔ آخر میں یہی کلمات کہہ کر سونے کے لئے تیار ہو جائے۔

وَلْيَقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (ط) ثُمَّ لَنَنْمَ عَلَىٰ خَاتِمَتِهَا فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ۔ (حَب۔ ط)

(۱۶) اور سورۃ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھنی چاہئے، پھر اس سورۃ کو ختم کر کے سونا چاہئے، اس لئے کہ یہ شرک سے برأت کا پروانہ ہے۔

”إِذَا وَضَعْتَ جَنْبَكَ عَلَى الْفِرَاشِ وَقَرَأْتَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَقَدْ أَمِنْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْمَوْتَ“۔ (ر)

(۱۷) جب تم نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور سورۃ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھی تو تم موت کے سوا ہر چیز سے مامون و محفوظ ہو گئے۔

إِذَا أَوَى الرَّجُلُ إِلَىٰ فِرَاشِهِ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ وَشَيْطَانٌ، يَقُولُ الْمَلَكُ: اِخْتِمُ بِخَيْرٍ؛ وَيَقُولُ الشَّيْطَانُ: اِخْتِمُ بِشَرٍّ؛ فَإِنْ ذَكَرَ اللَّهُ ثُمَّ نَامَ بَاتَ الْمَلَكُ يَكْلُوهُ (الْحَدِيثُ يَأْتِي تَمَّتُهُ) وَإِنْ وَقَعَ عَنْ سَرِيرِهِ فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (س۔ حَب۔ مُس۔ ص)

(۱۸) جب مسلمان اپنے بستر پر سونے کے لئے آتا ہے تو ایک فرشتہ اور شیطان اس

کے پاس دوڑ کر آتے ہیں، فرشتہ کہتا ہے تو اپنا عمل اور کلام خیر پر ختم کر اور شیطان کہتا ہے شر پر ختم کر، پس اگر وہ اللہ کا ذکر کر کے سو جاتا ہے تو پھر فرشتہ اس کی نگہبانی کرتا رہتا ہے اور اگر وہ (اس اثناء میں) اپنے بستر سے گر کر مر گیا تو جنت میں گیا۔

مَا مِنْ رَجُلٍ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، فَيَقْرَأُ سُورَةَ مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا يَحْفَظُهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيهِ حَتَّى يَهْبَ مِنْ نَوْمِهِ مَتَى هَبَّ - (ا)

(۱۹) جو کوئی مسلمان اپنے بستر پر سونے کے لئے آئے اور کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کی ہر تکلیف دہ چیز سے حفاظت کرتا ہے تا آنکہ وہ اپنی نیند سے بیدار ہو جائے جب بیدار ہو۔

فصلٌ فِي آدابِ الرُّؤْيَا:

وَإِذَا رَأَى فِي مَنَامِهِ مَا يُحِبُّ فَلْيُحَمِّدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا - (خ-م-س)

وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ - (خ-م)

فصل خواب کے آداب میں:

(۱) اور جب کوئی خواب میں ایسی چیز دیکھے جسے وہ اچھا سمجھتا ہے تو اسے اس پر اللہ کا شکر کرنا چاہئے اور اسے بیان بھی کرنا چاہئے اور اس سے بیان کرے جسے وہ (علم کی وجہ سے) چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے۔

وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ (خ-م) أَوْ لِيَبْصُقْ (م) أَوْ لِيَنْفُثْ (ع) ثَلَاثًا عَنْ يَسَارِهِ (ع) وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ شَرِّهَا (ع) ثَلَاثًا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ (خ-م-د-س-ق) فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ (ع) وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي

كَانَ عَلَيْهِ (م) أُولَيْقُمُ فَلْيُصَلِّ - (خ)

(۲) اور جب کوئی خواب میں بری چیز دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین بار تھک کرے یا تھوک دے یا پھونک دے اور شیطان اور اس کے شر سے تین بار پناہ مانگے اور اس خواب کا کسی سے ذکر نہ کرے، وہ خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا اور اپنی پہلی کروٹ بدل لے یا کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے۔

وَإِذَا فَرَغَ أَوْ وَجَدَ وَحْشَةً أَوْ أَرْقًا فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ - (أ)

(۳) اور جب گھبرائے یا وحشت محسوس کرے یا نیند اچٹ جائے تو یہ دعا پڑھے۔ میں اللہ کے کلمات تامہ (بے عیب و پُر تاثیر اسماء و صفات) کی پناہ لیتا ہوں اس کے غضب اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کے پاس آنے سے۔

وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو يُلْقِنُهَا مَنْ عَقَلَ مِنْ وَلَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهَا لَهُ فِي صَلَاتِهِ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ - (د-ت-س-مُس) لَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ إِيَّاهَا إِذَا فَرَغَ مِنَ النَّوْمِ - (د-ت)

(۴) عبد اللہ بن عمروؓ کو یہ کلمات اپنے سمجھدار بچوں کو سکھاتے اور اپنے ناسمجھ بچوں کے لئے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر ان کے گلے میں ڈالتے تھے، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے موصوف کو یہ سکھایا تھا جب وہ نیند میں گھبرا جاتے تھے۔

وَلَمَّا شَكَاَ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَنَّهُ يَجِدُ وَحْشَةً فِي نَوْمِهِ، قَالَ لَهُ: قُلْهَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّكَ - وَلَمَّا شَكَاَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْفَزَعِ

عَلَّمَهُ مَا عَلَّمَهُ جِبْرِيلُ۔

(۵) اور جب ولید بن الولید نے رسالتِ مآب ﷺ سے نیند میں وحشت محسوس کرنے کی شکایت کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے فرمایا یہ پڑھا کرو تمہیں وحشت نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اور جب خالد بن الولید نے رسول اللہ ﷺ سے گھبراہٹ کی شکایت کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں اس کی تعلیم دی۔ یہ وہ دعا ہے جو حضرت جبریلؑ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سکھائی تھی (کہ پڑھا کریں)

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يَجَاوِزُهَا بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يُعْرَجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يُخْرَجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَتَطَرَّقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ۔

(ا۔ طب۔ س۔ ط۔ مُص۔ ص)

(۶) میں اللہ کے کلماتِ تامہ (بے عیب و پُر تاثیر اسماء و صفات) کی جن سے نہ کوئی نیک بچ سکتا ہے اور نہ کوئی برا پناہ لیتا ہوں۔ اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور پھیلائی ہے اور پرورش کی اور اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی اور اس شر سے جو اس زمین سے چڑھتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو زمین سے پیدا ہوتی اور جو اس سے نکلتی ہے اور رات کے فتنوں کی شر سے اور دن کے فتنوں کی شر سے اور رات اور دن کے حوادث کی شر سے سوائے اس حادثہ کے جو خیر کو لائے، اے رحمن!

وَلَمَّا شَكَا إِلَيْهِ أَيْضاً الْأُرُقَ عَلَّمَهُ۔

اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رات میں نیند نہ آنے کی شکایت کی تو

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ دعائیں۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَمَتْ، وَرَبَّ الْاَرْضَيْنِ وَمَا اَقْلَمَتْ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا اَضَلَّتْ، كُنْ لِيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ اَجْمَعِينَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ، اَوْ اَنْ يَّطْعَنِيْ، عَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ؛ فَقَالَهُنَّ فَنَامَ۔ (طس۔ مُص)

(۷) اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب اور ان چیزوں کے جن پر وہ سایہ فگن ہیں اور زمینوں کے اور ان چیزوں کے جن کو وہ زمینیں اٹھائے ہوئے ہیں اور شیاطین کے رب اور ان کے جن کو انہوں نے بہکایا اور ٹھکایا ہے، تو اپنی ساری مخلوق کے شر سے میرا محافظ بن جا اور اس (بات) سے کہ ان میں سے کوئی مجھ پر غالب آئے یا حد سے تجاوز کرے۔ تیرا پناہ دیا ہو غالب رہتا ہے اور تیرا نام ہی بابرکت اور عظمت والا ہے۔ چنانچہ اس نے ان تمام کلمات کو پڑھا پھر سو گیا۔

وَلَمَّا شَكَاْ اِلَيْهِ ذٰلِكَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؛ قَالَ لَهُ قُلْ:

اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زید بن ثابتؓ نے اس امر کی شکایت کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے فرمایا تم پڑھا کرو!

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ، وَهَدَّاتِ الْعُيُوْنُ، وَاَنْتَ حَيُّ قَيُّوْمٌ، لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اهْدِاْ لَّيْلِيْ وَاَنْمِ عَيْنِيْ (ی) فَقَالَ فَاذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ۔ (ی)

(۸) اے اللہ! ستارے چھپ گئے اور آنکھیں (نیند میں) ڈوب گئیں اور تو زندہ جاوید ہستی (نظام کائنات کی) تدبیر کرنے والی موجود ہے، تجھے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اے ہمیشہ زندہ رہنے والی اور (عالم کو) سنبھالنے والی ہستی، میری رات آرام

سے کاٹ اور میری آنکھوں کو سلا دے۔ موصوف نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف دور کر دی۔

وَإِذَا انْتَبَهَ مِنَ النَّوْمِ فَقَالَ:

اور جب نیند سے جاگے تو کہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔ (خ۔ د۔ ت۔ س۔ مُص)
(۹) سب تعریف اللہ ہی کے لئے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا (نیند سے اٹھایا) اور اسی کی طرف ہمیں اٹھ کر جانا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، لَا شَرِيكَ لَكَ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ لِذُنُوبِي
وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَلَا تَرْغُ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ
لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (د۔ ت۔ س۔ حَب۔ مُس)

(۱۰) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، تیری ذات پاک ہے، اے اللہ! میں اپنے گناہ کی بخشش چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما، جب تو مجھے سیدھے رستہ پر لگا چکا تو پھر میرے دل کو کجی میں مبتلا نہ کر اور مجھے اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے۔

وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَوَّرَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ:

(۱۱) رسالت مآب ﷺ کو رات میں کوئی خیال آتا تو آپ یہ دعا کرتے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ
الْغَفَّارُ۔ (س۔ حَب۔ مُس)

(۱۲) ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ سب سے غالب ہے، آسمانوں اور زمین کا

اور جوان دونوں کے درمیان ہے سب کا رب ہے، وہی غالب اور بہت بخشنے والا ہے۔

مَنْ قَالَ: حِينَ يَتَحَرَّكَ مِنَ اللَّيْلِ: بِسْمِ اللَّهِ عَشْرَ مَرَّاتٍ، وَتُبَّحَاتِ اللَّهِ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَآمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوتِ عَشْرًا، وَقِيَّ كُلَّ شَيْءٍ يَتَخَوَّفُهُ، وَلَمْ يَنْبَغِ لِدَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ إِلَّا إِلَىٰ مِثْلِهَا۔ (طس)

(۱۳) جو کوئی رات کے وقت کروٹ بدلتے ہوئے دس بار بِسْمِ اللہ اور دس بار تُبَّحَاتِ اللہ اور آمَنْتُ بِاللہ اور كَفَرْتُ بِالطَّاغُوتِ (میں اللہ پر ایمان لایا اور میں نے اللہ سے سرکشی کرنے والی طاقتوں کا انکار کیا) دس بار کہے۔ تو وہ ہر اس چیز سے جس کا اسے ڈر ہوتا ہے بچا لیا جاتا ہے اور اسی جیسے کلمات پڑھتے رہنے سے کسی گناہ کی اس تک رسائی نہیں ہوتی۔ (۱)

(۱) یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ اس ذکر میں ہر خوف سے حفاظت اور ہر گناہ سے بچاؤ کا اثر موجود ہے۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۱۰۸)

﴿البَابُ الرَّابِعُ﴾

فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالطُّهُورِ، وَالْمَسْجِدِ وَالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَالصَّلَاةِ الرَّائِبَةِ
وَصَلَوَاتٍ مَنصُوصَاتٍ۔

﴿چوتھا باب﴾

طہارت، مسجد، اذان، فرض نمازوں اور شریعت میں منصوص و مخصوص نمازوں سے
متعلق دعاؤں کے بیان میں۔

فَصْلُ الطُّهُورِ:

طہارت:

إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ۔ (مُص۔ ۱)

(۱) اور پاخانہ جانے کا ارادہ کرے تو بسم اللہ کہنا چاہئے اور یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ۔ (ع۔ مُص)

(۲) اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

وَإِذَا خَرَجَ غُفْرَانَكَ۔ (جَب۔ عہ۔ مُص)

(۳) اور جب وہاں سے نکلے تو کہے غُفْرَانَكَ (میں تجھ سے گناہوں کی بخشش چاہتا

ہوں۔ (۱)

(۱) غفرانک، میں تجھ سے تیری مغفرت چاہتا ہوں، اس استغفار میں حکمت یہ ہے کہ جب اس نے قضاء حاجت کے وقت اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوڑا تھا اس تقصیر کو تاہی کی تلافی استغفار (جاری ہے)

وَإِذَا تَوَضَّأَ فَلْيُسَمِّ اللَّهَ - (د-ت-ق) ثُمَّ يَقُولُ :

(۴) اور جب وضو کرے تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے اور پھر یہ دعائیں مانگے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ - (س-ی)

(۵) اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر بار میں وسعت دے اور میرے رزق میں برکت دے۔ (۱)

وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوءِ قَالَ :

اور جب وضو سے فارغ ہو تو یہ دعائیں مانگے :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

وَرَسُولُهُ ؛ فُتِّحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَّةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ - (م)

(۶) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، کوئی اس کا شریک

نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ تو اس

کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ : سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ كُتِبَ

لَهُ فِي رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِي طَائِعٍ، فَلَمْ يُكْسَرْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ - (طس)

= سے کی۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھانا کھلایا اور اسے ہضم کرایا اور سہولت سے نکالا، یہ

اس کا انعام ہے اس نعمت کا شکر ادا کرنے میں جو کوتاہی ہوئی ہے استغفار سے اس کی تلافی کی گئی ہے۔

(تحفۃ الذاکرین ص ۱۱۰)

(۱) وَسَّعُ لِيْ فِیْ دَارِيْ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو امور مصالح دنیا سے تعلق رکھتے ہیں جیسے

کشائش دنیا، رزق میں برکت کی دعائیں مانگنے میں حرج نہیں۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۱۰)

جس نے وضو کیا پھر یہ دعا پڑھی

(۷) تیری ذات پاک ہے، اے اللہ میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں تو اس کے لئے ایک جھلکی میں مغفرت لکھ دی جاتی ہے اور اسے سر بہرہ کر دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن تک وہ مہر نہیں توڑی جاتی۔

فَصَلِّ فِي أَذْكَارِ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ:

وَإِذَا خَرَجَ لِلصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ شِمَالِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا۔ (خ۔م۔د۔س۔ق)

مسجد کی طرف نکلنے وقت کی دعائیں:

(۸) اور جب نماز کے لئے نکلے تو یہ دعا مانگنی چاہئے: اے اللہ! تو میرے دل میں (مغفرت کی) روشنی کر دے اور میری بینائی میں روشنی کر اور میرے کانوں میں روشنی کر اور میرے دائیں طرف روشنی کر اور میرے بائیں طرف روشنی کر اور میرے پیچھے روشنی کر اور مجھے سر تا پا روشن کر دے۔ (۱)

(۱) اس دعا میں قلب کو اس لئے مقدم کیا گیا کہ وہ ایسا اہم حصہ ہے کہ اس کی اصلاح ہو جائے تو سارے بدن کی اصلاح ہو جائے، اور خراب ہو تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے اور قلب روشن ہو جائے اس کا اثر تمام بدن میں پہنچ جاتا ہے۔ جس نے ان اعضاء کو روشن رکھنے کا اہتمام کیا اس نے ہدایت پائی اس لئے کہ نور ہدایت گناہوں کی تاریکی ختم کرتا اور معصیت کے اندھیرے کو چھانٹ دیتا ہے۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۱۲)

وَإِذَا قَالَ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ:

أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَبِسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ؛
قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ۔ (د)

اور مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں:

(۹) میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو عظیم ہے اور اس کی ذات کی جو کریم ہے اور اس کی بادشاہت کی جو قدیم ہے راندہ ہوئے شیطان سے۔ شیطان نے کہا وہ پورے دن مجھ سے محفوظ رہا۔

وَإِذَا دَخَلَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
(د۔ س۔ ق۔ حَب۔ مُس۔ ی)

(۱۰) اور جب مسجد میں آئے تو حضور اکرم ﷺ پر صلاۃ و سلام بھیجے اور کہے۔

وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (م۔ د۔ س۔ حَب۔ مُس۔ ی)

(۱۱) اے اللہ! مجھ پر تیری رحمت کے دروازے کھول دے۔

وَإِذَا خَرَجَ مِنْهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ

اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ (س۔ ق۔ حَب۔ مُس۔ ی) الرَّجِيمِ۔ (ق)

(۱۲) اور جب مسجد سے نکلے تو نبی کریم ﷺ پر صلاۃ و سلام بھیجے اور کہے، اے اللہ!

تو مجھے شیطان سے بچائے رکھ جو مردود ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ (م۔ د۔ س)

(۱۳) اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل و کرم مانگتا ہوں۔

وَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ۔ (خ-م)

(۱۴) جب تک دو گانہ نہ پڑھ لے مسجد میں نہ بیٹھے۔

وَإِنْ سَمِعَ مَنْ يُنْشِدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ۔ فَإِنَّ

الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا۔ (م-د-ق)

(۱۵) اور اگر مسجد میں اس کی آواز سنے جو اپنی گم شدہ چیز کو ڈھونڈتا ہے تو کہے ”اللہ

تجھے یہ چیز واپس نہ لوٹائے اس لئے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔

(یہ عبادت و یاد الہی کے لئے بنائی گئی ہیں)

وَإِنْ رَأَى مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَتَّاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ۔

(ت-س-مُس-جَب)

(۱۶) اور اگر اس آدمی کو دیکھے جو مسجد میں لین دین کرتا ہے تو کہے ”اللہ تیری تجارت

میں فائدہ نہ دے۔ (۱)

فصلُ الأذان:

اذان کے بیان میں:

وَإِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنُ فَلْيَقُلْ كَمَا يَقُولُ۔ (ع-ی)

(۱) اور جس وقت کوئی مؤذن کی اذان سنے خود بھی وہ الفاظ اسی طرح دہرائے جس

طرح مؤذن کہتا ہے۔

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص شریعت کے خلاف کام کرتا ہے اس کے حق میں بددعا

کرنا جائز ہے۔

وَبَعْدَ الْحَيْعَتَيْنِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ (خ۔م۔د۔س)
(۲) اور حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد ان الفاظ کے بجائے
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہے۔

إِذَا قَالَ ذَلِكَ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (م۔د۔س)
(۳) اور جب کوئی اذان کے الفاظ دل کی گہرائی سے کہے گا وہ جنت میں جائے گا۔
مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ
دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ۔ (م۔عہ۔ی)

(۴) جس وقت کوئی مؤذن کی اذان سنتا اور کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں
کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور بے
شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کو رب مان کر اور محمد
ﷺ کو رسول مان کر اور اسلام کو دین مان کر راضی ہو گیا تو اللہ اس کے گناہ کو
معاف کر دے گا۔

ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَسْأَلُ اللَّهَ لَهُ
الْوَسِيلَةَ (م۔د۔ت۔س۔ی)

(۵) پھر حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجے، پھر اللہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے مقام
وسیلہ مانگے۔

جو اذان سن لے وہ یہ دعا مانگے۔

يَقُولُ: اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ، وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ، ابْنِ مُحَمَّدًا

الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَأَبْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً الَّذِي وَعَدْتَهُ۔
(خ۔ عہ۔ جب۔ سنی)

(۶) اے اللہ! اس کامل دعوت (اسلام) کے رب اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب، محمد ﷺ کو اپنا وسیلہ (قرب) اور فضیلت عطا کر۔^(۱) اور ان کو مقام محمود پر پہنچا، جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَسْمَعُ النِّدَاءَ فَيَكْبِرُ وَيُكَبِّرُ، وَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ آعِظْ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَاجْعَلْ فِي الْأَعْلَيْنِ دَرَجَتَهُ وَفِي الْمُصْطَفَيْنِ مَحَبَّتَهُ وَفِي الْمُقَرَّبِينَ ذِكْرَهُ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (ط)

(۷) کوئی مسلمان نہیں کہ مؤذن اللہ اکبر کہے تو وہ بھی اللہ اکبر کہے اور وہ اُشہدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہے تو یہ بھی کہے پھر اذان کے بعد یہ دعا مانگے:

اے اللہ! تو محمد ﷺ کو وسیلہ و فضیلت عطا فرما اور بلند ترین مرتبہ والوں میں ان کا مرتبہ بلند قائم رکھ اور برگزیدہ بندوں (اولیاء و انبیاء) کے دلوں میں ان کی محبت کو برقرار رکھ اور مقربین بارگاہ کی زبان پر ان کا ذکر جاری رکھ، بروز قیامت حضور کی شفاعت واجب ہوگئی۔

وَالدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لَا يُرَدُّ۔ (د۔ ت۔ س۔ جب۔ ص)

(۸) اور اذان و اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔

فَادْعُوا۔ (ص)

(۱) بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ جنت میں ایک مقام ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تقرب ہے اور یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جو مطلوب تک پہنچاتا ہے۔ ص ۱۴۔

(۹) اس لئے دعا مانگا کرو۔

وَأَسْأَلُوا الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (ت)

(۱۰) دنیا و آخرت میں اللہ سے عافیت و سلامتی مانگو۔

فَصَلِّ فِيمَا يُقَالُ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ:

فرض نمازوں میں مانگی جانے والی دعائیں:

يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ:

(م۔ت) وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا (حَبْ) مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ؛ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِحَسَنِ الْإِسْلَامِ، لَا يَهْدِي لِحَسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔ (م۔عہ۔حَب۔ط)

اور تکبیر کے بعد کہے

(۱۱) میں نے تو سب سے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا (فرمانبردار ہو کر) اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور

مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سراطاعت جھکانے والا میں ہوں۔ (۱)

اے اللہ! تو بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں نے اپنی جان پر ظلم ڈھایا ہے، اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے، تو میرے سارے گناہوں کو بخش دے، بے شک تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے، اور مجھے بہترین اخلاق کی ہدایت فرما، اور تیرے سوا کوئی بہترین اخلاق کی ہدایت نہیں کر سکتا، اور برے اخلاق کو مجھ سے دور کر دے، اور تیرے سوا کوئی مجھ سے برے اخلاق دور نہیں کر سکتا، میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، اور میں تیری فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں، اور ساری خیر (کے خزانے) تیرے ہاتھوں میں ہے، اور شر کی تو نسبت بھی تیری طرف نہیں کی جاسکتی (۲)، میرا وجود تیرا ہی فیضان ہے اور تیری طرف میری واپسی ہے، تو ہی برکت و خوبی والا ہے، اور اعلیٰ والا ہے، میں تجھ سے مغفرت و بخشش چاہتا ہوں، اور تیرے سامنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔

(۱) امام اعظم و محمد اور امام مالک و امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ تکبیر تحریر کے بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑھے اور وجہ و جہی آخر تک نہ پڑھے۔ (فخر)

(۲) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی خیر و شر کا خالق ہے، لیکن پاس ادب سے اس کی طرف شر کی نسبت نہیں کی جاسکتی، جس طرح وہ انسان کا خالق ہے اسی طرح کتوں کا خالق ہے، لیکن اس کو خالق الکلاب نہیں کہتے۔

شر اس کی بارگاہ میں مقبول نہیں، اس سے تقرب حاصل نہیں کر سکتے، رسالت مآب ﷺ سے ہر باب اور ہر موضوع پر کئی اور مختلف دعائیں مروی ہیں، آپ کبھی کوئی دعا مانگتے اور کبھی کوئی دعا پڑھتے تھے، ایسا نہیں تھا کہ ساری دعائیں ایک وقت میں پڑھتے، اگر کوئی سب دعائیں بیک وقت پڑھے تو بھی جائز ہے۔

جب جماعت کھڑی ہو جائے تو یہ لمبی دعا نہ پڑھے، اللہ اکبر کہہ کر نماز میں شریک ہو جائے، اس لمبی دعا کے پڑھنے سے تاخیر ہوگی، اور جماعت کا ثواب بھی کم ہو جائے گا۔ (علی و فخر)

اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ،
اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلَجِ وَالْبَرْدِ۔ (خ۔م۔د۔س۔ق)
(۸) اے اللہ! تو مجھ میں اور میرے گناہوں میں ایسی دوری کر دے جیسی دوری تو
نے مشرق اور مغرب میں کر رکھی ہے، اے اللہ! تو میرے گناہوں کو پانی سے اور
برف سے اور اولوں سے دھو ڈال۔ (۱)

اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ۔ (ط)
(۱۳) اے اللہ! تو مجھے میرے گناہوں کے میل کچیل سے ایسا پاک صاف کر جیسے
سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے۔
اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا
(م۔ت۔س)

(۱۴) (نفل کی نماز میں یہ دعا پڑھے)

اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا (اللہ سب سے بڑا، بہت بڑا ہے) الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا (اللہ کے
لئے تعریف بہت زیادہ ہے) اور میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں صبح و شام۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا (م۔د۔س) فِيهِ۔ (د۔س)

(۱) یہ مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو کپڑا تین قسم کے صابن سے کئی بار دھویا جاتا ہے وہ نہایت
صاف ہو جاتا ہے، اسی طرح مجھے گناہوں سے پاک صاف کر دے، اور طرح طرح کی بخششوں سے
سرفراز فرما۔ اس حدیث میں تین چیزیں پانی، اولاً، برف بطور مبالغہ و تاکید لائی گئی ہیں، سفید کپڑے کی
خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دوسرے کپڑوں کی نسبت میل زیادہ جلدی نمایاں ہو جاتا ہے، یہاں مراد یہ
ہے کہ گناہوں اور ان کے اثرات کو جلد مٹا دیتا ہے۔ (تحفۃ الذاکرین: ۱۱۸-۱۲۳)

(۱۵) ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، بہت زیادہ تعریف، پاکیزہ، بابرکت۔

وَإِذَا قَالَ الْإِمَامُ: غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ، فَلْيَقُلِ الْمَأْمُومُ:
اٰمِيْنَ، يُحِبُّهُ اللّٰهُ۔ (م۔د۔س۔ق)

(۱۶) اور جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو مقتدی کو آمین کہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ آمین کہنے کو پسند کرتا ہے۔

وَإِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَلْيُؤَمِّنِ الْمَأْمُومُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنَهُ تَأْمِيْنُ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (خ۔م)

(۱۷) اور جب امام آمین کہے تو مقتدی کو آمین کہنی چاہئے، فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کہنے کے ساتھ مل گئی اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔

وَلَمَّا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمِيْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ۔ (ا۔د۔ت۔مُص)
(۱۸) اور جب حضور اکرم ﷺ آمین کہتے تو بلند آواز سے کہتے تھے۔

رَفَعَهُ بِهَا۔ (د)

(۱۹) آمین کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے۔

فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدَ (ق) وَقَالَ اٰمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَحِينَ قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ،
قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اٰمِيْنَ۔ (ط)

(۲۰) پس مسجد آمین کی آواز سے گونجتی تھی، اور آپ تین بار آمین کہتے تھے، اور جس وقت آپ ولا الضالین کہتے تو فرماتے، اے میرے رب! مجھے بخش دے، آمین۔

وَفِي الرُّكُوعِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ۔ (م۔عہ۔حُب۔مُس۔و) ثَلَاثًا

(۲۱) اور رکوع میں (تین مرتبہ) فرماتے ”پاک ہے میرا رب عظیم“

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي (خ-م-د-س-ق)

(۲۲) پاک ہے تیری ذات! اے اللہ! اے ہمارے رب! اور میں تیری حمد و ثنا کرتا

ہوں، اے اللہ تو مجھے بخش دے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا (ا-ط)

(۲۳) اللہ پاک ہے، اور میں اسی کی حمد و ثنا کرتا ہوں، یہ تین بار کہے۔

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ (م-د-س)

(۲۴) ”سُبُّوحٌ پاک ہے، اور ”قُدُّوسٌ“ بہت پاک و پاکیزہ ہے، اور فرشتوں کا

اور جبرئیل کا رب ہے۔

سبوح کے معنی نقائص سے پاک ہونا، اور قدوس کے معنی ہر وہ چیز جو اس کے

شایانِ شان نہیں اس سے بالاتر ہونا ہے۔

اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي

وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصْبِي (م-د-س)

(۲۵) اے اللہ! تیرے ہی لئے میں نے رکوع کیا، اور تجھ ہی پر میں ایمان لایا، اور

میں نے تیری ہی فرمانبرداری کی، اور تیرے حضور میری شنوائی اور بینائی اور میرا گودا

اور میری ہڈی اور پٹھے (سب) جھک گئے ہیں۔

وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ (م-ع-ط) اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ

الْحَمْدُ (خ-م-ت-س-د)

(۲۶) اور جب رکوع سے کھڑا ہو تو کہے: اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی

تعریف کی، اے اللہ! ہمارے رب تیرے لئے ہی حمد و ثنا ہے۔

حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا (م۔د۔س) فِيهِ۔ (د۔س)

(۲۷) (تیرے لئے ہے) بہت حمد و ثنا، پاکیزہ، بابرکت اس میں خیر و برکت ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَآ السَّمٰوٰتِ وَمِلَآ الْاَرْضِ (م) وَمِلَآ مَا بَيْنَهُمَا
وَمِلَآ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ اَهْلِ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا
لَكَ عَبْدٌ لَا مَنَاعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ
الْجَدُّ۔ (م۔د۔س)

(۲۸) اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے، ایسی تعریف جو آسمانوں کو بھر دے اور
زمین کو بھر دے، اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس کو بھر دے، اور اس کے بعد
جس چیز کو بھی تو چاہے، اے ثنا و بزرگی والے! جو بندہ نے کہا تو اس کا سب سے زیادہ
مستحق ہے، اور ہم سب تیرے بندے ہیں، جو تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا
نہیں، اور جسے تو نے روک لیا اس کا کوئی دینے والا نہیں، اور کسی دولت مند کو اس کی
دولت تیری پکڑ سے نہیں بچا سکتی۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالسَّلٰجِ وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ
وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ۔ (م۔د۔ت۔ق)

(۲۹) اے اللہ! تو مجھے برف سے، اور اولے اور ٹھنڈے پانی سے پاک صاف کر
دے، اے اللہ! تو مجھے گناہوں اور خطاؤں کے میل کچیل سے ایسا پاک صاف کر

(۱) یہاں حمد کو بطور مثال بیان کیا گیا کہ اگر حمد کو جسم فرض کریں تو اس قدر ہوگی کہ یہ چیزیں بھر جائیں
گی، مراد کثرتِ حمد ہے۔

جس طرح سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے۔

وَيَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ (ر۔ مُس۔ مُو۔ مُص) وَفِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ إِذَا نَزَلَتْ نَازِلَةٌ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ وَيُؤْمِنُ مَنْ خَلَفَهُ۔ (ا۔ د)

(۳۰) اور فجر کی (فرض) نماز میں دعائے قنوت نازلہ پڑھے، اور اگر کوئی عظیم حادثہ پیش آئے تو تمام جہری نمازوں میں جب امام آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو دعائے قنوت پڑھے، اور جو لوگ اس کے پیچھے ہیں وہ آمین کہیں۔

وَفِي السُّجُودِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى (م۔ عہ۔ ر۔ حُب۔ مُس) ثَلَاثًا۔

(۳۱) اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ تین بار کہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي (خ۔ م۔ د۔ س۔ ق)

(۳۲) پاک ہے تیری ذات، اے اللہ! ہمارے رب! اور میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں، اے اللہ! تو مجھے بخش دے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔ (عہ۔ طس۔ مُص)

(۳۳) اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں تیری رضا سے تیری ناراضگی کی، اور تیرے عفو و کرم سے تیرے عذاب کی، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں تجھ ہی سے،

اور میں تیری حمد و ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ اَمَنْتُ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ، وَصُوْرَهُ، فَاَحْسَنَ صُوْرَهُ، (د-س) وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ (م-د-س)

(۳۴) اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا، اور میں تجھ ہی پر ایمان لایا ہوں، اور میں نے تیری ہی فرمانبرداری کی ہے، اور میری پیشانی اس کے آگے سجدہ ریز ہوئی جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی، اور اس کی اچھی صورتیں بنائیں، اور اس نے کھولی سماعت اس کی اور بینائی اس کی، بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَدَمِيْ وَلَحْمِيْ وَعَظْمِيْ وَعَصْبِيْ (جَبْ)
وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (س-جَبْ)

(۳۵) میرے کان اور میری آنکھ اور میرا خون اور میرا گوشت اور میری ہڈی اور میرے پٹھے سب اس کے آگے جھک گئے اور جب تک میرے قدم اللہ رب

(۱) اَعُوْذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ الْخِ رَضَا اور سَخَطُ، مَعَا فَاة اور عَقُوْبَتِ اِيْكَ دُوسرى كى ضِدِّ هِيں، جَبْ اِيْكَ چيزِ حَاصِلِ هُوْگى تُو دُوسرى سَے مَحْفُوْظ رَہے گا۔ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ: عِبَادَتِ وَاِدَائِے شُكْرِ مِيں جُو اَجَب وِ ضرورى تَھا اِن كى اِدائِيْگى مِيں مَجھ سَے جُو كُوتاهى هُوئى اِس كى مِيں تَجھ هى سَے مَعَانِى كا خُواسِٹَگار هُوں، لا اَحْصِى ثَنَاءَ عَلِيْكَ: مِيں كُتنى بَھى كُوشش كُروں تِرى حَمْد وِ ثَنَاء كا احاطَہ وِ ثَمَارِ نِہىں كُرسَكتا، اَنْت كَمَا اَنْثِيْتِ عَلٰى نَفْسِكَ: اللّٰه كى حَمْد وِ ثَنَاء اور اِنْعَام كا شُكْر ادا كُرتے هِيں، جُو كُوتاهى هُوئى اِس كا اعْتِرَافِ بَجز هے، كُوشش كُركے جِس اِنْتِہا كو بَھى وَہ پَنچے اِس كى شَان كے مَطَابِقِ اِدائِيْگى نِہىں كُرسَكتا بَلْكَ حَقِّ سِجَانِہِ وَتَعَالٰى خُودِ هى اِپنى ثَنَاء كُرنے پَر قَادِر هے۔ (تَحْفَتُ الذَّاكِرِيْنَ: ۱۲۵)

العالمین کے لئے اٹھتے ہیں۔

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ - (م-د-س)

(۳۶) تو پاک ہے، بہت ہی پاک، فرشتوں اور روح الامین (جبریل علیہ السلام)

کارب ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً، وَاَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ، وَعَلَانِيَةً وَسِرَّةً - (م-د)

(۳۷) اے اللہ! تو میرے سارے گناہ چھوٹے اور بڑے، اور اگلے اور پچھلے، اور

کھلے اور چھپے معاف کر دے۔

سُجُودُ التَّلَاوَةِ:

تلاوت کے سجدوں کی دعائیں:

سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ

(س-د-ت-مس) مَرَّاراً - (د)

(۱) میری پیشانی سجدہ ریز ہوئی اس ذات کے آگے جس نے اسے پیدا کیا، اور اپنی

قدرت و طاقت سے صورت بنائی اور اس کو کان اور آنکھ عطا کی، یہ دعا بار بار

پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا، وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وَزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ

ذُخْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ - (ت-ق-ح-ب-مس)

(۲) اے اللہ! اپنے پاس میرے اس سجدے کا ثواب لکھ لے، اور اس سجدے سے

گناہوں کا بوجھ مجھ سے دور کر دے، اور اس کو اپنے پاس میرے لئے ذخیرہ بنالے، اور

اسے مجھ سے قبول فرما جیسا کہ تو نے تیرے بندے داؤد (علیہ السلام) سے قبول کیا۔
مَا وَضَعَ رَجُلٌ جَبْهَتَهُ لِلَّهِ سَاجِدًا فَقَالَ: يَا رَبِّ اغْفِرْ لِي (ثَلَاثًا) إِلَّا رَفَعَ رَأْسَهُ
وَقَدْ غُفِرَ لَهُ۔ (مؤ۔ موص)

(۳) نہیں ٹکایا کسی مسلمان نے اپنا ماتھا سجدے میں اللہ کے آگے پھر کہا: اے
میرے رب! مجھے بخش دے، تین بار، مگر اٹھایا اس نے سر اپنا سجدے سے کہ اس کو
بخش دیا گیا۔

مَا يُقَالُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ
(د۔ ت۔ ق۔ مُس۔ سنی) وَاجْبُرْنِيْ (ت۔ سنی) وَارْفَعْنِيْ (مُس۔ ق۔ سنی)

دونوں سجدوں کے مابین بیٹھ کر مانگی جانے والی دعائیں

(۴) اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، اور مجھے عافیت دے، اور مجھے راہ ہدایت
دکھا، اور مجھے رزق عطا کر، اور میرے نقصان کی تلافی فرما، اور میرا مرتبہ بلند فرما۔
اَلتَّشَهُدُ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ، اَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ (ع۔ سنی)

تشہد (میں بیٹھے تو التحیات پڑھے):

(۱) تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے نبی ﷺ! تم پر اللہ کا

سلام ہو، اللہ کی رحمت ہو، اور اس کی برکتیں ہوں، اور ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۱)

التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ (م۔ عہ)

(۲) زبانی، بدنی، مالی بابرکت عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے نبی ﷺ! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اور ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

وَصِفَةُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ:

نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ (د۔ س) كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

(۱) اے اللہ! تو محمد ﷺ نبی امی پر رحمت نازل فرما، اور محمد ﷺ کے پیروں پر جیسی رحمت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائی اور ابراہیم علیہ السلام کے پیروں پر نازل فرمائی، بے شک تو بڑی خوبیوں والا، بزرگی والا ہے۔

(۱) یہ تشہد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، اور حنفی مذہب میں یہی التحیات پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (ع)

(۲) اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر، اور محمد ﷺ کی پیروی کرنے والوں پر، جیسی کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرنے والوں پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا، بزرگی والا ہے۔

اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ بَيْنَ يَدَي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِي صَلَاتِنَا صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْكَ، قَالَ: فَصَمَتَ حَتّٰى اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ، (مُس) ثُمَّ قَالَ: اِذْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوْا: اِيْكَ اَدْمٰى اَيَا، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا، اور ہم بھی خدمت میں حاضر تھے، تو اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی رحمت آپ پر نازل ہو، ہم نے آپ پر سلام بھیجنے کو جان لیا، جب نماز پڑھتے ہوں (اس وقت) اپنی نمازوں میں آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ (راوی کا بیان ہے کہ) آپ ﷺ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے، اور خاموشی اتنی بڑھ گئی کہ ہمیں یہ اچھا معلوم ہونے لگا کہ کاش وہ یہ بات ہی نہ پوچھتا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود بھیجنا چاہو تو کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (حَب۔ مُس۔ ا) ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ مَا اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ۔ (خ)

(۳) اے اللہ! تو محمد ﷺ نبی امی پر، اور محمد ﷺ کی اتباع کرنے والوں پر رحمت نازل فرما، جیسی آپ نے رحمت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی پیروی کرنے والوں پر نازل فرمائی، اور محمد نبی امی پر برکت نازل فرما، اور محمد ﷺ کے پیروکاروں پر، جیسی برکت ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کے فرمانبرداروں پر نازل فرمائی تھی، بے شک آپ بڑی خوبیوں والے اور بزرگی والے ہیں۔ پھر جو دعا زیادہ پسند ہو وہ اختیار کرنی چاہئے، اور مانگنی چاہئے۔ (۱)

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفُرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔ (خ۔م۔ت۔س۔ق)
(۴) اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم ڈھایا (۲) ہے، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا، بس تو ہی اپنے پاس سے (اپنی خاص مغفرت و رحمت)

(۱) اس میں نمازی اور دعا مانگنے والے کو اختیار دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے جو دعا چاہے مانگے یا اپنے الفاظ میں التجا کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دین و دنیا کے مطالب میں جو پسندیدہ و محبوب ہو، وہ مانگے، اس سلسلہ کو دراز بھی کر سکتا ہے اور مختصر بھی، جو چاہے اور جس طرح چاہے مانگے، لیکن ادب کا پہلو ملحوظ رکھے، اور گناہ و رشتے نا طے توڑنے کی دعا نہ مانگے۔

(۲) ظلمت نفسی جس سے سزا کا مستحق ہو یا اجر کم ہوا ہو، اس میں اپنی کوتاہی کا اعتراف اور اس امر کا اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں گناہوں کو معاف کرنے کی طاقت و قدرت نہیں، قرآن میں آیا ہے: وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ۔ (آل عمران: ۳۵) اور کون ہے گناہ بخشنے والا سوا اللہ کے؟ حدیث میں کسی خاص موقع اور وقت کا تعین نہیں، کسی وقت اور کسی جگہ بھی یہ دعا مانگی جاسکتی ہے، لیکن علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں: ”بہتر یہ ہے کہ اسے سجدہ یا تشہد میں مانگے، ان دو موقعوں میں اس دعا کو مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو باب الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ (جاری ہے)

سے میری بخشش فرما اور مجھ پر رحم کر، بے شک تو ہی کثرت سے بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ (م-د-ت-س)

(۵) اے اللہ! بخش دے میرے وہ گناہ جو میں نے پہلے کئے، اور جو گناہ میں نے بعد میں کئے، اور جو میں نے پوشیدہ کئے اور جو میں نے اعلانیہ کئے، اور جو میں نے فضول خرچی کی، اور جنہیں تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے، اور تو اپنے لطف و کرم سے آگے بڑھانے والا ہے، اور تو ہی پیچھے ڈالنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ (خ-م-د-س)

(۶) اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ فَلْيَقُلْ:

= میں نقل کیا ہے جو مذکورہ بالا امر کی دلیل ہے۔“ (تحفۃ الذاکرین: ۱۳۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تشہد اخیر سے فارغ ہو تو اسے یہ دعا مانگنی چاہیے: اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ اس میں اگلے پچھلے، کھلے اور چھپے تمام گناہوں کی، اور جو اسراف و زیادتی ہوئی، اور جس کا علم ہے اور جس کی خبر تک نہیں، سب ہی گناہوں کی معافی آگئی۔ (تحفۃ الذاکرین: ۱۳۳)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ - (م۔عہ۔جب) بَعْدَ السَّلَام :

(۷) اے اللہ! میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور زندگی

اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کی آزمائش سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۱)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (خ۔س) اَوْ مَرَّةً بَعْدَهُ۔

(۸) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا ملک

ہے، اور اس کے لئے سب تعریف ہے، یہ سلام کے بعد تین بار یا ایک بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيٍّ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (خ۔م۔د۔س۔ر۔ط۔ي)

(۹) اے اللہ! جو چیز تو نے دی ہے اسے کوئی روک رکھنے والا نہیں، اور جس چیز کو

تو نے روک لیا اسے کوئی دینے والا نہیں، اور دولت مند کو دولت تیرے عذاب سے فائدہ

نہیں پہنچا سکتی۔

بَعْدَ الْمَرَّةِ :

(۱) فتنۃ المحیا: وہ فتنے جو ساری زندگی دنیا میں پیش آتے رہتے ہیں، اور تمام زندگی خواہشات

نفس سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ فتنۃ الممات: وہ فتنے جو موت کے وقت پیش آتے ہیں کلمہ شہادت

کے ذریعہ اس سے خلاصی پاسکے، فتنۃ قبر بھی اس میں داخل ہے، فتنۃ دجال وہ فتنے ہیں جو اس کے ہاتھ پر

نمودار ہوں گے اور لوگ ضعف ایمانی کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ مائثم: جو گناہ کا سبب ہے۔

(تحفۃ الذاکرین: ۱۳۳)۔

ایک بار کے بعد یہ پڑھے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ
وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ (م۔د۔س۔مُص)

(۱۰) اللہ کی مدد و توفیق کے بغیر نہ کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے نہ کوئی نیکی کر سکتا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، انعام و احسان اسی کی طرف سے ہے، اور اچھی تعریف اسی کو سزاوار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (ہم یہ بات کہتے ہیں) اپنے دین کو اس کے لئے خاص کر کے اگرچہ کفار برامائیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ۔ ثَلَاثًا

(۱۱) تین بار اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ کہے (اور پھر یہ دعا پڑھے)

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ (م۔عہ۔ط۔ی)

(۱۲) اے اللہ! تو سب عیبوں سے پاک و سالم ہے، اور تجھ سے ہماری سلامتی ہے (ظاہری و باطنی فتنوں سے)، تو بہت برکت والا ہے، اے جلال اور بخشش والے۔ (۱)

سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، لِيَكُونَ مِنْهُمْ كُلُّهُمْ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ
مَرَّةً (خ۔م۔س) أَوْ إِحْدَى عَشْرَةَ وَإِحْدَى عَشْرَةَ وَإِحْدَى عَشْرَةَ، فَذَلِكَ
كُلُّهُ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ (م) أَوْ عَشْرًا عَشْرًا عَشْرًا۔ (خ)

(۱) انت السلام میں پہلا اللہ کا نام ہے، اور دوسرا سلام بمعنی سلامتی ہے۔ (تحفۃ الذاکرین: ۱۳۵)

(۱۳) سبحان اللہ (اللہ پاک ہے)، الحمد للہ (اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے)، اللہ اکبر (اور اللہ سب سے بڑا ہے)، یہ کلمات (اس طرح) تینتیس بار پڑھے جاتے ہیں، انہیں پڑھے، یا گیارہ بار (سبحان اللہ) اور گیارہ بار (الحمد للہ) اور گیارہ بار (اللہ اکبر) کہے، یہ سب تینتیس بار ہو جاتے ہیں، یا دس، دس، دس بار پڑھے۔

مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، ثُمَّ قَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ --- الخ جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد تینتیس بار سُبْحَانَ اللَّهِ، اور تینتیس بار الْحَمْدُ لِلَّهِ اور تینتیس بار اللَّهُ أَكْبَرُ کہے، اور سو کا عدد پورا کرنے کے لئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ آخر تک پڑھے، آپ ﷺ نے فرمایا: سو کا عدد پورا کرے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (م۔د۔س) (۱۴) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس کے تمام گناہ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کی طرح (بے شمار) ہوں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

وَفِي لَفْظٍ: كَانَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْآخِرَى (ط) اور ایک روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں: وہ ایک نماز سے دوسری نماز تک اللہ کی حفظ و امان میں ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمَرِ

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (خ۔ت۔س)
 (۱۵) اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں (۱)، اور میں تیری پناہ چاہتا
 ہوں اس بات سے کہ میں نکمی عمر کو پہنچایا جاؤں (۲)، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں
 دنیا کی آزمائش سے (۳)، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذابِ قبر سے۔
 رَبِّ فَنِي عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔ (م۔عہ)

(۱۶) میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو
 اٹھائے گا۔

وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذُبْرُ كُلِّ صَلَوةٍ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ
 جِبْرِائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، اَعِزَّنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ
 الْقَبْرِ۔ (طس)

(۱۷) اور رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! جبرائیل
 اور میکائیل اور اسرافیل کے رب! مجھے آگ کی گرمی سے اور عذابِ قبر سے
 بچا۔ (۴)

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (د۔س۔حَب۔مُس۔ي)

(۱) بزدلی سے پناہ اس لئے مانگی گئی ہے کہ آدمی فریضہ جہاد سے کتراتا اور حق کا انکار کرتا ہے۔
 (۲) نکمی عمر سے مراد یہ ہے کہ حواس جاتے رہیں اور اعضا کمزور و مضحل ہو جائیں (فخر) یعنی بڑھاپے
 کی اس حد کو پہنچنا کہ ناتجھی میں بچہ کی سی حرکات و سکنات کرنے لگے۔

(۳) شہوات کا دھوکہ۔ (تحفة الذاکرین: ۱۳۹)

(۴) علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: عالم کا وجود انہی ملائکہ کے انتظام سے قائم ہے، اس لئے ذکر میں
 بھی ان کا نام خصوصیت سے لیا گیا ہے۔

(۱۸) اے اللہ! تو اپنے ذکر (۱) پر، اور اپنے شکر پر، اور اپنی اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔ (۲)

مُعَقَّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ، أَوْ فَاعِلُهُنَّ ذُبُرَ كُلِّ صَلَوةٍ مَكْتُوبَةٍ :
ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ
تَكْبِيرَةً۔ (م۔ ت۔ س)

فرض نماز کے بعد پڑھے جانے والے کلمات جن کا پڑھنے والا (۳) یا ان کا انجام دینے والا ثواب سے محروم نہیں رہتا، وہ تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہنا ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئِي وَعَمْدِي، اللَّهُمَّ اهْدِنِي لِمَا لِيَصْلِحْ لِي الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ،
لَا يَهْدِي لِمَا لِيَصْلِحْهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ۔ (ز)

(۱۹) اے اللہ! میری بھول چوک کو اور جو مجھ سے جان بوجھ کر گناہ ہوتے ہیں انہیں بخش دے، اے اللہ! تو مجھے نیک اعمال اور اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی فرما، تو ہی نیک اعمال اور اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی کرتا اور برے اعمال و

(۱) دشمن کے مقابلہ سے خواہ ظاہری دشمن ہو جیسے کافر، یا باطنی دشمن ہو جیسے نفس اور شیطان، نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں پہلو تہی کرنا بھی اسی زمرہ میں داخل ہے۔

(۲) خوب تجھے یاد کروں، تیرا شکر ادا کروں، احکام و ارکان عبادت پوری توجہ و اخلاص سے ادا کروں۔

(۳) معقبات..... سلام کے بعد دعا کے لئے بیٹھنا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد یکے بعد دیگرے نماز میں اعمال کی سرانجام دہی ہو۔ (تحفۃ الذاکرین: ۱۳۷)

اخلاق سے پھیرتا ہے۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ، وَوَسَّعْ لِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ
(۱-ط-ص)

(۲۰) اے اللہ! میرا دین سنوار دے، اور میرے گھر میں خوشحالی کر دے، اور میرے
رزق میں برکت دے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ (ص-ي)

(۲۱) پاک ہے تیرا رب، عزت کا مالک، ان تمام باتوں سے جو کافر بنا رہے ہیں،
اور سلام ہے پیغمبروں پر، اور ساری تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس
آیت میں تسبیح بھی ہے اور حمد و سلام بھی۔

وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ مَسَحَ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى
رَاسِهِ وَقَالَ:

اور رسالت مآب ﷺ جب نماز پڑھتے، اس سے فارغ ہو کر اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر
پھیرتے اور فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اَللّٰهُمَّ اَذْهَبْ عَنِّيْ الْهَمَّ
وَالْحُزْنَ۔ (ز-طس-ي)

(۱) کلمہ پڑھنے اور اس کے مقتضیات پر عمل کرنے میں دنیا و آخرت کی حفاظت کا راز مضمر ہے۔ دنیا کی
معیشت و حفاظت حلال کمائی سے ہوتی ہے، دینی امور کی انجام دہی میں جی لگتا ہے، آفات سے جو
اوقات میں خلل انداز ہوتی ہیں، ان سے بچتا ہے۔ (فخر)

(۲۲) میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ رحمن اور

رحیم (بڑا مہربان اور نہایت رحم والا) ہے، اے اللہ! تو مجھ سے فکر و غم دور کر۔

ان حدیثوں میں بہت سی دعائیں ہیں جو نماز کے بعد پڑھنے کا ذکر آیا ہے، یہ ضروری

نہیں کہ سب ہمیشہ پڑھی جائیں بلکہ جس قدر سہولت سے پڑھ سکے پڑھے، فضیلت اور اتباع سنت کا موجب اور اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

نظا ہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ کتاب ﷺ کا عمل بھی اسی طرح تھا، ہمیشہ ہمہ وقت

تمام دعائیں نہیں مانگتے تھے۔ (۱)

وَدُبِّرَ صَلَوةُ الصُّبْحِ وَهُوَ ثَانِ رَجُلِيهِ (ت۔س۔ طس۔ ی) قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ۔ (ت۔س)

اور فجر کی نماز کے بعد اپنے دونوں پاؤں موڑ کر بیٹھے (جس طرح التحيات پڑھتے

وقت بیٹھتے ہیں) کلام اور گفتگو کرنے سے پہلے۔

(۱) امام نووی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ نماز کے بعد تمام اذکار و ادعیہ میں استغفار کو مقدم رکھے، بعض

محدثین کا قول ہے کہ: اللھم أنت السلام ومنك السلام و تبارکت یا ذا الجلال والإکرام کے

بعد لا إله إلا الله..... قدیر تک پڑھا کرے، شیخ ابن حجر کی رحمہ اللہ نے ایسا ہی نقل کیا ہے، یہ بھی

واضح رہے کہ نماز کے بعد پڑھنے کا مطلب یہ نہیں کہ سلام کے فوراً بعد پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ نماز اور

ذکر و دعا کے مابین ایسی بات میں مشغول نہ ہو جسے عرف عام میں معمولات نماز کے خلاف سمجھا جاتا

اور اسے اعراض و نسیان کی قبیل سے قرار دیا جاتا ہے، چنانچہ کسی نے اگر اتنا سکوت کیا جسے عرف عام میں

بہت نہیں سمجھا جاتا تو بھی مضر نہیں، اب نماز سے فارغ ہو کر جو کچھ مذکورہ طریقہ پر پڑھے گا اسے نماز کے

بعد پڑھنا قرار دیا جائے گا، البتہ جہاں حدیث میں آیا ہے کہ بیعت نماز پر پڑھے، اس کو اسی بیعت پر

پڑھنا چاہیئے۔ (فخر)

اور یہ پڑھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ
بِيَدِهِ الْخَيْرُ، (س۔ طس) وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (عَشْرَمَرَّاتٍ) كُتِبَ لَهُ
عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِي عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ
يَوْمَهُ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنْ كَانَ قَالَهَا مِائَةً مَرَّةً: كَانَ مِنْ أَفْضَلِ
أَهْلِ الْأَرْضِ عَمَلًا (طس۔ ت)

(۲۲) اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی
سلطنت ہے، اور اسی کے لئے سب تعریف ہے، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے، اسی کے
دستِ قدرت میں خیر و برکت ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، یہ دس بار پڑھے تو اس
کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، اور دس درجے
بڑھادیئے جاتے ہیں، اور اس کا دن اس کے لئے شیطان سے محفوظ رکھنے والا ہوگا،
پھر اگر اس کو سو بار پڑھا تو وہ عمل کے اعتبار سے اس وقت زمین پر بسنے والوں میں
سب سے اچھا عمل کرنے والا ہوگا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا (صط۔ ی)

(۲۳) اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ و حلال رزق اور فائدہ پہنچانے والا علم اور مقبول
عمل مانگتا ہوں۔ (۱)

فَضْلُ التَّطَوُّعِ:

أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ۔ (م)

(۱) وہ عمل جو اخلاص کی صفت سے آراستہ ہو، مقبول ہے (ابن علان، ص: ۷۰)

نفل نمازوں کی فضیلت:

(۱) فرض نماز کے بعد (ثواب میں) بہترین نماز آدھی رات کی نماز (تہجد) ہے۔

أَفْضَلُ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ۔ (خ۔م)

(۲) فرض نماز کے علاوہ آدمی کی (۱) سب سے بہتر نماز وہ ہے جو گھر پر پڑھی

جائے۔

صَلَاةُ اللَّيْلِ (خ۔م) وَالنَّهَارِ (أ) مَثْنِي مَثْنِي۔ (خ۔م۔أ)

(۳) رات اور دن کی نماز دو ہیں۔

وَكَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيُّوْمُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ
فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ
اَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْحَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ
حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ،
وَبِكَ اَمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ اَنْبَتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ
حَاكَمْتُ۔ (عَو)

(۴) اور رسول اللہ ﷺ جب رات تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تو یہ دعا مانگتے

(۱) مکتوبہ سے پانچ وقت کی فرض نمازیں مراد ہیں، چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں: گھر میں نفل پڑھنے کی ترغیب و تاکید اس لئے کی گئی ہے کہ گھر میں نمازی لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے، ریاکاری سے دور ہے، اعمال کی بربادی سے زیادہ محفوظ ہے، پھر اس سے گھر میں برکت آتی ہے، گھر متبرک ہو جاتا ہے، اس میں رحمت نازل ہوتی ہے، فرشتے آتے ہیں شیطان بھاگتا ہے۔ (تحفۃ الذاکرین: ۱۴۴)

تھے: اے اللہ! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے، تو آسمانوں اور زمین کا، اور جو کچھ ان میں ہے (ان سب کا) قائم رکھنے والا ہے، اور تیرے لئے سب تعریف ہے، تو آسمانوں اور زمین کا، اور جو ان میں موجود ہے سب کا مالک ہے، اور تیرے ہی لئے سب تعریف ہے، تو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں موجود ہے (ان کا) روشن کرنے والا ہے، اور تیرے لئے سب تعریف ہے، تو حق ہے، اور تیرا وعدہ سچا ہے، اور تیرا دیدار برحق ہے، اور تیری بات سچی ہے، اور جنت حق ہے، اور جہنم برحق ہے، اور سارے نبی سچے ہیں، اور محمد ﷺ سچے نبی ہیں، اور قیامت (کا آنا) برحق ہے، اے اللہ! میں نے تیرے آگے سر جھکایا اور تجھ پر ایمان لایا، اور میں نے تجھ پر بھروسہ کیا، اور میں تجھ سے رجوع کرتا ہوں، اور تیری طرف فریاد لایا ہوں، اور آپ ہی کی طرف فیصلہ لاتا ہوں۔

فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ (خ) وَمَا أَنْتَ
أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ (م) أَنْتَ الْهَادِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
(ع-عَوْ) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ- (خ)

(۵) پس تو بخش دے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو بعد میں کیا، اور جو پوشیدہ کیا اور جو اعلانیہ کیا، اور ان گناہوں کو بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو آگے بڑھانے والا ہے اور تو پیچھے رکھنے والا ہے، تو ہی ہدایت دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ کی مدد اور توفیق کے بغیر نہ کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی نیکی کا

کام کر سکتا ہے۔

وَكَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَيُحَمِّدُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيَهْتَلِلُ وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا۔

(د۔س۔ق۔مُص۔حِب)

(۶) اور رسول اللہ ﷺ دس بار اللہ اکبر اور دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور دس بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہتے تھے، اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہ اور أَسْتَغْفِرُ اللّٰہ دس بار کہتے تھے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ (د۔س۔ق۔مُص) عَشْرًا۔ (حِب)

(۷) اے اللہ! میری مغفرت فرما، اور مجھے ہدایت کی راہ دکھا، اور مجھے رزق عطا کر، اور مجھے عافیت دے، یہ دعا دس بار مانگتے تھے۔

وَيَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ ضَيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (د۔س۔ق۔مُص) عَشْرًا۔ (حِب)

(۸) اور وہ (نبی کریم ﷺ) اللہ کی پناہ مانگتے تھے قیامت کے دن کی سختی سے دس بار۔

وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُؤْتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا

يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ۔ (خ۔م)

(۹) اور کبھی رسالت ﷺ رات کو (وتر سمیت) تیرہ رکعت پڑھتے تھے، ان میں پانچ رکعت وتر کی پڑھتے جن میں آخری رکعت کے سوا کسی رکعت میں نہیں بیٹھتے تھے۔

وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ۔ (خ۔م)

(۱۰) اور رسول اللہ ﷺ کبھی گیارہ رکعت پڑھتے تھے (جن میں) ایک رکعت وتر

پڑھتے تھے۔ (۱) (جب اس میں ایک دوگانہ ملا ہوا ہوتا)

وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَسَبْعٍ۔

(۱۱) اور کبھی وتر تین رکعات کے ساتھ اور کبھی سات رکعات کے ساتھ ختم کرتے تھے۔

وَفِي الثَّلَاثِ (د) فِي الْأُولَى: سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ: قُلْ

يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (د۔ ت۔ س۔ ا۔ ق۔ ج۔ ب۔ ي)

وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ۔ (د۔ ا۔ ق۔ ت۔ ج۔ ب)

(۱۲) جب وتر کی تین رکعتیں پڑھتے تو پہلی رکعت میں سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری

رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے تھے۔

وَيُفْصِلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ بِتَسْلِيمِهِ يَسْمَعُهَا، (أ) وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْآخِرِينَ (س۔ ي)

(۱۳) اور وتر کی پہلی دو رکعتیں (شفع) میں، اور آخری رکعت (وتر) میں، اس طرح سلام

پھیر کر چدائی کرے کہ لوگ سلام کی آواز سن لیں (۲)، اور سلام پھیرتے ہیں میں پھیرے۔

وَإِذَا كَبَّرَ لِلْإِحْرَامِ: اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا ثَلَاثًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا ثَلَاثًا، سُبْحَانَ اللَّهِ

(۱) شافعیہ و مالکیہ کے یہاں وتر کی ایک رکعت پڑھی جاتی تھی۔ رسالہ کتاب اللہ وتر تہجد کے آخر میں

پڑھتے تھے۔ تہجد کی نماز چونکہ وتر کے ساتھ ملی ہوتی تھی اس وجہ سے راوی نے ساری نماز کو وتر شمار کیا، اس

لئے یہ اختلاف رونما ہوا۔ احناف کے یہاں وتر کی تین رکعات ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں تین

رکعات دو سلام کے ساتھ ہیں، یعنی پہلی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں، اور پھر ایک رکعت پڑھ کر

سلام پھیرتے ہیں، احناف کے یہاں تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے ہیں، واضح رہے تہجد کی آٹھ

رکعتیں ہوتی ہیں، ان کے ساتھ تین وتر بھی ملا لیں تو گیارہ رکعات ہو جاتی ہیں۔

(۲) یہ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ہے، اور ہمارے ہاں تین رکعت مکمل کرنے کے بعد سلام

پھیرے (س، ی)۔

بُكْرَةً وَأَصِيلًا ثَلَاثًا، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (ق۔ سنی) مِنْ نَفْحِهِ
وَنَفْثِهِ وَهَمَزِهِ (د۔ ق۔ جب۔ مُس۔ مُص۔ سنی)

(۱۴) اور جب احرام کے لئے تکبیر کہے تو اللہ اکبر کبیراً تین بار الحمد للہ
کثیراً تین بار سُبحَانَ اللہ بُکْرَةً وَأَصِيلًا تین بار کہے، اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں راندہ ہوئے شیطان سے، اور اس کی
پھونک (کبر و غرور) سے، اور اس کے جادو سے، اور اس کے کونچنے دبانے سے۔
سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْعِزَّةِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔
(۱۵) پاک ہے، حکومت اقتدار والا، اور عزت والا، اور دبدبے والا، اور بڑائی
والا، اور عظمت والا۔

وَقَعَدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثُّلُثَ الْأَخِيرَ مِنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ
: إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَأَيَّتْ لَأُولَى
الْأَبَابِ (خ) الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ آلِ عِمْرَانَ حَتَّى خَتَمَهَا۔

(۱۶) اور رسول اللہ ﷺ کچھلی تہائی رات کے آخر میں (جب) اٹھ کر بیٹھتے تو
آسمان کی طرف دیکھتے آیت شریفہ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَخَبْرٌ بَعْ
شِكْ زَمِينٍ اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے
میں ان ہوشمند لوگوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں، سورہ آل عمران کی آخری دس
آیتیں پڑھ کر ختم کرتے۔

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ، وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا جُ سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

۵ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تَدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ط وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا
 إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
 وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ
 وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا
 أَضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بُعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ
 هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُودُوا فِي سَبِيلِي قَتَلُوا وَفُتِلُوا لَا كُفْرَ
 عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخِلَنَّهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ
 وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرُّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝
 مَتَاعٌ قَلِيلٌ قَفَّ ثَمَّ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
 لَهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نَزَّلًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ
 اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ ۝ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ
 وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خُشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ
 أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا
 وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (ال عمران:

الآية: ۹۱ تا ۲۰۰)

(۱۷) جواٹھے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور آسمانوں
 اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں (اور انہیں دیکھ کر بول اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے
 پروردگار! آپ نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا، آپ (ایسے فضول کام سے)
 پاک ہیں، بس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے، اے ہمارے رب! آپ جس

کسی کو دوزخ میں داخل کر دیں، اسے آپ نے یقیناً رسوا ہی کر دیا، اور ظالموں کو کسی قسم کے مددگار نصیب نہ ہونگے، اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک منادی کو سنا جو ایمان کی طرف پکار رہا تھا کہ: اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ، چنانچہ ہم ایمان لے آئے، لہذا اے ہمارے پروردگار! ہماری خاطر ہمارے گناہ بخش دیجئے، ہماری برائیوں کو ہم سے مٹا دیجئے، اور ہمیں نیک لوگوں میں شامل کر کے اپنے پاس بلائیے، اور اے ہمارے پروردگار! ہمیں وہ کچھ بھی عطا فرمائیے، جس کا وعدہ اپنے پیغمبروں کے ذریعے ہم سے کیا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کیجئے، یقیناً آپ وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کیا کرتے، چنانچہ انکے پروردگار نے انکی دعا قبول کی، (اور کہا کہ: میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم سب آپس میں ایک جیسے ہو، لہذا جن لوگوں نے ہجرت کی، اور انہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا اور میرے راستے میں تکلیفیں دی گئیں، اور جنہوں نے (دین کی خاطر) لڑائی لڑی، اور قتل ہوئے، میں ان سب کی برائیوں کا ضرور کفارہ کروں گا اور انہیں ضرور بالضرور ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے انعام ہوگا، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بہترین انعام ہے، جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے انکا شہروں میں (خوشحالی کے ساتھ) چلنا پھرنا تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے، یہ تھوڑا سا مزہ ہے (جو یہ اڑا رہے ہیں) پھر انکا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ بدترین پچھونا ہے، لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہوئے عمل کرتے ہیں، انکے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اللہ کی طرف سے میزبانی کے طور پر وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کیلئے کہیں

بہتر ہے، اور بے شک اہل کتاب میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ کے آگے عجز و نیاز کا مظاہرہ کرتے ہیں اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اور اس کتاب پر بھی جو تم پر نازل کی گئی ہے، اور اس پر بھی جو ان پر نازل کی گئی تھی، اور اللہ کی آیتوں کو تھوڑی سی قیمت لے کر بیچ نہیں ڈالتے، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہیں، بے شک اللہ حساب جلد چکانے والا ہے، اے ایمان والو! صبر اختیار کرو، مقابلے کے وقت ثابت قدمی دکھاؤ، اور سرحدوں کی حفاظت کیلئے جئے رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنْ فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً، ثُمَّ أَدْنَى بِلَالٍ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔ (خ۔م۔د۔س۔ق)
پھر اٹھتے، وضو کرتے، مسواک کرتے اور گیارہ رکعت نماز پڑھتے، پھر بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تو دو رکعت فجر کی سنت پڑھتے، پھر حجرہ شریفہ سے نکل کر مسجد میں آتے اور فجر کی نماز پڑھاتے تھے۔

وَالْقُنُوتُ فِي الْوُتْرِ الَّذِي عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:

وتر میں جو دعائے قنوت رسالت مآب ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو سکھائی تھی۔
اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِيْ فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِيْ فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيمَا اَعْطَيْتَ، وَفِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، نَسْتَغْفِرُكَ وَتَتُوبُ اِلَيْكَ۔ (عہ۔حب۔مس۔مض) وَصَلَّى اللَّهُ

عَلَى النَّبِيِّ - (س)

(۱۸) اے اللہ! تو نے جن کو ہدایت دی ہے انہی میں مجھے بھی شریک کر دے، اور تو نے جن کو عافیت دی ہے انہی میں مجھے بھی شریک فرما، اور جن لوگوں کی تو نے سرپرستی کی ہے انہی میں سے مجھے بھی شریک فرما، اور مجھے ان چیزوں میں برکت دے جو تو نے عطا کی ہیں، اور مجھے اس شر سے بچا جس کا تو نے فیصلہ کر لیا ہے، تیرا حکم سب پر چلتا ہے تجھ پر کسی کا فیصلہ نہیں چلایا جاسکتا، وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا جس کی تو نے سرپرستی کی، اور وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا جس کو تو نے اپنا دشمن قرار دیا، تو بڑی برکت والا اور نہایت بلند و بالا ہے، ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے سامنے توبہ کرتے ہیں، اور صلاۃ و سلام ہونی ﷺ پر۔

وَبَعْدَ السَّلَامِ :

اور جب (وتر پڑھ کر) سلام پھیرے تو پھر کہے:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَمْدُصُوتُهُ فِي الثَّالِثَةِ وَيَرْفَعُهُ
(س۔ د۔ مُص۔ قَط) رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔ (قَط)

(۱۹) پاک ہے بادشاہ نہایت پاک، تین بار، اور تیسری بار میں اپنی آواز کو اونچی کرے اور اسے اٹھائے (اور کہے) رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ (فرشتوں اور جبریل کے پروردگار)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ،
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔
(عَه۔ طَس۔ مُص)

(۲۰) اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کی تیرے غضب سے، اور تیرے عفو و کرم کی تیری سزا سے، اور تجھ سے تیری ذات کی پناہ لیتا ہوں کہ میں تیری حمد و ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا، تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ذات کی تعریف کی ہے۔

فصلُ الصَّلَوَاتِ الْمَنصُوصَاتِ:

وَإِذَا صَلَّى رَكَعَتِي الْفَجْرِ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ (م۔ حَب)

کن آیتوں اور دعاؤں کا نماز میں پڑھنے کا حکم دیا گیا:

(۱) اور جب دو رکعت سنت فجر کی پڑھے تو پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے۔

أَوْ فِي الْأُولَى: قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ (الآيَةُ)، وَفِي الثَّانِيَةِ: قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا (الآيَةُ)۔ (م) قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ جَ لَا تَفْرُقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔ (البقرة: ۱۳۶)

(۲) یا پہلی رکعت میں آیت شریفہ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ:

ترجمہ: (مسلمانو!) کہہ دو کہ: ”ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور اس کلام پر بھی جو ہم پر اتارا گیا، اور اس پر بھی جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر اتارا گیا، اور اس پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا، اور اس پر بھی جو دوسرے

پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے عطا ہوا، ہم ان پیغمبروں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے، اور ہم اسی (ایک خدا) کے تابع فرمان ہیں۔“

اور دوسری رکعت میں آیت شریفہ (قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ --- الخ)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ ط فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ (ال عمران: ۶۴)

ترجمہ: (مسلمانو! یہود و نصاریٰ سے) کہہ دو کہ: ”اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف ہو جاؤ جو ہم تم میں مشترک ہو، (اور وہ یہ کہ) ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں، پھر بھی اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ: گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔“

وَيَقُولُ وَهُوَ جَالِسٌ:

اور سنت فجر کے بعد بیٹھے ہوئے یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِلَ وَمِيكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَمُحَمَّدٍ (ابن السني) النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مُس۔ ی)

(۳) اے اللہ! جبریل اور میکائیل اور اسرافیل اور محمد نبی ﷺ کے رب! میں تجھ سے جہنم کی آگ سے پناہ چاہتا ہوں، یہ تین بار کہے۔

وَبَعْدَ صَلَوةِ الضُّحَى:

اور چاشت کی نماز کے بعد یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ۔ (ی)

(۴) اے اللہ! میں اپنے مقاصد کی تکمیل میں تیری مدد مانگتا ہوں، اور تیرے بھروسہ پر (دشمنانِ دین پر) حملہ کرتا ہوں، اور تیرے بل پر جہاد کرتا ہوں۔

وَقَبْلَ صَلَوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ:

وَإِنْ كَانَ إِمَامًا إِذَا حَاجِبُ الشَّمْسِ خَرَجَ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَيْنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْذُو بَيَاضَ إِبْطِيهِ ثُمَّ يَحُولُ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَيَحُولُ رِدَائَهُ وَهُوَ رَافِعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَقْبِلُ عَلَى النَّاسِ وَيَنْزِلُ فَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ۔ (د۔ حَب۔ مُس)

اور نمازِ استسقاء (طلبِ باران کی نماز) سے پہلے کا عمل:

(۵) اور جب سورج کا کنارہ نمودار ہو تو (لوگوں کو ساتھ لے کر جنگل کو) نکلے، اور منبر پر بیٹھے، اور اللہ اکبر کہے، اور اللہ بزرگ و برتر کی حمد و ثنا کرے، پھر کہے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الخ ساری تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے جو مہربان اور نہایت رحم کرنے والا، اور انصاف کے دن کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اے اللہ! تو ہی معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو غنی و بے نیاز ہے اور ہم سب فقیر و محتاج ہیں، ہم پر مینہ برسا

دے، جو تو ہم پر نازل فرمائے اسے ایک مدت تک روزی اور زندگی گزارنے کا ذریعہ بنادے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اونچے اٹھائے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگے، پھر اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف پھیرے، اور اپنی چادر لوٹ لے (اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دے)، اور ہاتھ برابر اونچے اٹھائے رکھے (۱)، پھر اپنا منہ لوگوں کی طرف کرے، اور منبر سے نیچے اتر آئے، اور دو رکعت نماز استسقاء پڑھے (۲)۔

صَلَاةُ الطَّوَافِ:

فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ تَقَدَّمَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَرَأَ: وَاتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى طَوَّافًا وَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ فَقَرَأَ فِي الْأُولَى: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الرُّكْنِ فَيَسْتَلِمُهُ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا۔

(۱) چادر اس طرح اٹھے کہ دایاں سرابائیں طرف، اور بایاں سرادائیں طرف، اور اندر کا رخ باہر، اور باہر کا رخ اندر کی طرف ہو (سفر السعادة)

(۲) پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھے، اور دوسری میں هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ۔ جمعہ وعیدین کی طرح پڑھے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک جماعت سے یہ نماز پڑھنا سنت نہیں مگر صاحبین کے نزدیک جماعت سے دو رکعت پڑھنا، اور خطبہ بھی پڑھنا سنت ہے، مذہب حنفی میں اسی پر فتویٰ ہے۔

دو گانہ طواف:

(۱) اور جب طواف سے فارغ ہو تو مقام (۱) ابراہیم کی طرف آئے اور یہ آیت پڑھے: **وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ط** اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لو، اور مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان (حائل) کرے اور دو رکعت نماز پڑھے، پہلی رکعت میں **قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ** اور دوسری رکعت میں **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** پڑھے، پھر لوٹ کر حجر اسود کو دوبارہ چومے (ہاتھ وغیرہ سے چھوئے) پھر دروازے سے باب صفا کی طرف نکلے۔ (اب دروازے نہیں ہیں)

صَلٰوةُ الْكَعْبَةِ:

وَإِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ كَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ (خ-د) وَفِي زَوَايَاهُ۔ (د)

کعبہ اللہ میں نماز:

(۱) اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو تو اس کے چاروں کونوں میں اللہ اکبر کہے اور اس کے تمام گوشوں میں۔

(۱) یہ ایک پتھر ہے، اس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی، ان کے قدموں کے نشان اس پر موجود ہیں، اسے بیت اللہ کے قریب ہی مطاف میں ایک جگہ محفوظ کر دیا گیا ہے، اس کے اطراف میں شیشے لگا دیئے گئے ہیں، یہ پتھر نظر آتا ہے، اس کے پیچھے کھڑے ہو کر دو گانہ پڑھے، اس طرح کہ وہ اس کے اور کعبے کے بیچ میں ہو جائے، یہ دو رکعت ہر طواف کے بعد واجب ہیں، خواہ طواف نفل ہو یا فرض یا واجب، یہ جگہ اس دو گانہ کے لئے افضل ہے، اگر کسی اور جگہ پڑھ لے تو بھی جائز ہے۔

وَيَدْعُوا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا، فَإِذَا خَرَجَ رَكَعَ مِنْ قِبَلِ الْبَيْتِ رُكْعَتَيْنِ - (م-س)
(۲) اور اس کی ہر سمت میں دعا مانگے، اور جب نکلے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھے۔

وَلَمَّا دَخَلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ أَمَرَ بِلَالًا فَأَجَافَ الْبَابَ، وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ، فَمَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابِ الْكُعْبَةِ جَلَسَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَسَلَّاهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ قَامَ حَتَّى إِذَا أَتَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبرِ الْكُعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهُ وَخَدَّهَ عَلَيْهِ وَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَسَلَّاهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ أَرْكَانِ الْكُعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهُ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَالْمَسْأَلَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بِهَا وَجْهَ الْكُعْبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ - (س)

(۳) اور جب رسالت مآب ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کا دروازہ بند کرنے کا حکم دیا، اور اس وقت بیت اللہ چھ ستون پر قائم تھا، پھر رسول اللہ ﷺ ان دوستوں کی طرف جو کعبہ کے دروازے سے قریب (سامنے کی طرف) تھے، آئے اور بیٹھ گئے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس سے اپنی حاجتیں مانگیں اور بخشش چاہی، پھر کھڑے ہوئے اور چلے تاکہ کعبہ کے پیچھے (اندر کی جانب سے) پہنچے، تو اپنا چہرہ اور رخسار (دیوار سے) لگایا، اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور اپنی حاجتیں مانگیں اور بخشش چاہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے ستونوں میں سے ہر ستون کی طرف متوجہ ہوئے، اور ہر ایک کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ اکبر لا إله إلا الله اور

سبحان اللہ کا ورد کیا، اور اللہ کی حمد ثناء بیان کر کے اس سے حاجتیں مانگیں، اور بخشش طلب کی پھر یہاں سے نکلے تو قبلہ رو ہو کر دو رکعتیں پڑھیں پھر واپس ہو گئے۔

صَلَاةُ الْإِسْتِخَارَةِ:

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَةُ اللَّهِ وَمِنْ شَقَوَاتِهِ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللَّهِ۔ (مس۔ ت)

صلوۃ استخارہ:

(۱) فرزندِ آدم کی خوش بختی میں سے اللہ سے استخارہ اور خیر طلب کرنا ہے، اور اس کی بد بختی میں سے اللہ سے استخارہ نہ کرنا ہے۔ (۱)

وَإِذَا هَمَّ بِأَمْرٍ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجِلِهٖ، فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجِلِهٖ، فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ

(۱) حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسالتِ مآب ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعائے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے، جس نے استخارہ کیا اسے نقصان نہیں ہوا، جس نے مشورہ کیا اسے ندامت نہیں ہوئی، جس نے زندگی میں میانہ روی اختیار کی وہ کبھی فقیر نہیں ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: جب کسی اہم کام کو کرنا چاہو تو اس کے لئے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر جس پر طبیعت جم جائے وہی بہتر ہے (فخر)

وَأَصْرَفْنِي عَنْهُ وَأَقْدَرُ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ۔ (م۔ عہ)
 (۲) اور جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل نماز پڑھے، اور یہ دعا مانگے (۱): اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ خیر مانگتا ہوں، اور تجھ سے تیری قدرت و طاقت چاہتا ہوں، اور تجھ سے تیرا فضل عظیم چاہتا ہوں، اس لئے کہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، اور (جو) تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو پوشیدہ باتوں کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے، اے اللہ! جو تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے دین میں، میری معاش میں، اور میرے انجام کار میں،

(۱) ادنیٰ درجہ دو رکعت نماز پڑھنا ہے، پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھے، اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے، بعض علماء نے کہا کہ پہلی رکعت میں یہ آیت شریفہ پڑھے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ، وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (الاحزاب: ۳۶) ”اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ کر دے تو نہ کسی مؤمن مرد کیلئے یہ گنجائش ہے نہ کسی مؤمن عورت کیلئے کہ انکو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے، اور جس کسی نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔“ اور دوسری رکعت میں آیہ شریفہ: وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ، مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ، سُبْحَنَ اللَّهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَهُ الْحُكْمُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ، وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (القصص: ۶۸) اور آپ کا پروردگار پیدا کرتا ہے جس چیز کو بھی اس کی مشیت ہوتی ہے، اور جو حکم بھی وہ پسند کرے ان لوگوں کو تجویز کا کوئی حق نہیں، اللہ پاک برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے، اور تمہارا پروردگار ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں، اور ان باتوں کو بھی جو یہ کھلم کھلا کرتے ہیں، اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تعریف اسی کی ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور حکم اسی کا چلتا ہے، اور اسی کی طرف تم سب واپس بھیجے جاؤ گے۔

فی الفور یا بتا خیر، اس جہاں میں اور اُس جہاں میں، اس کا میرے لئے حکم فرما، اور اسے آسان کر دے، پھر اس میں مجھے برکت دے، اور جو تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجام کار میں، یا فرمایا: اس جہاں میں اور اُس جہاں میں برا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے، اور میرے لئے خیر کا سامان کر دے جہاں کہیں ہو، پھر اس پر مجھے یکسو کر کے راضی رکھ۔ (۱)

صَلَوَةُ الزَّوَّاجِ:

لَيَكُنْتُمْ الْخُطْبَةَ، ثُمَّ لَيَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ وُضُوئَهُ، ثُمَّ لَيُصَلِّ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، ثُمَّ لَيُحَمِّدَ اللَّهَ وَيَمَجِّدُهُ، ثُمَّ لَيَقُلُ:

نکاح کے لئے نمازِ استخارہ:

مگنی کی بات کو ابھی ظاہر نہ کرے، وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز پڑھے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر کی ہے، پھر اللہ کی حمد و ثناء کرے اور اس کی عظمت بیان کرے، پھر یہ دعائے نکلے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اُقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، فَاِنْ رَاَيْتَ اَنَّ فُلَانَةً (وَيُسَمِّيْهَا بِاسْمِهَا) خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِيْ فَاقْدُرْهَا لِيْ وَاِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا مِنْهَا لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَآخِرَتِيْ فَاقْدُرْهَا لِيْ۔ (حُب۔ مُس)

(۳) اے اللہ! تو قادر ہے اور میں قادر نہیں، اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، تو غیب کی

(۱) اس کا جو اجر و ثواب ہے اور اس کے کرنے پر تیری رضا حاصل ہوتی ہے وہ مقدر فرما۔

باتوں کو خوب جاننے والا ہے، تو جانتا ہے کہ فلاں خاتون (اس کا نام لے) اگر میرے دین میں اور میری دنیا میں اور میری آخرت میں میرے لئے بہتر ہے تو اس کی شادی میرے نصیب میں لکھ دے، اور اگر اس کے علاوہ میرے لئے، میرے دین میں (۱) اور میری آخرت میں اس سے بہتر موجود ہے تو اس کو میرے نصیب میں لکھ دے۔

صَلَوَةُ التَّوْبَةِ:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ
لِلذِّلِكَ الذَّنْبِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ۔ (عہ۔ حب۔ ی)

صلوة توبہ کا بیان:

(۱) جو آدمی کوئی گناہ کرے، پھر اٹھے اور (وضو، غسل کر کے) پاک صاف ہو، پھر دو رکعت نماز پڑھے، بعد ازاں اللہ سے بخشش چاہے تو اس کا وہ گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ (۲)
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ شَيْءٍ يَتَكَلَّمُ بِهِ ابْنُ آدَمَ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ۔

(۱) اس حدیث میں دنیاوی کا لفظ نہیں فرمایا۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ دیندار خاتون دنیا دار عورت سے بہتر ہے ظاہر ہے پر ہییزگار خاتون غیر پر ہییزگار خوبصورت خاتون پر فضیلت و برتری رکھتی ہے۔ (نخر)
(۲) توبہ: توبہ کی صحت کے لئے تین شرطیں ہیں: [۱] گناہ سے فوراً باز آنا اور ہمیشہ کے لئے اسے چھوڑنا۔ [۲] جو کیا ہے اس پر ندامت و شرمساری کا پایا جانا۔ [۳] آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم و ارادہ ہونا۔ اگر کسی گناہ سے توبہ کی ہے اس توبہ کا دائرہ اسی گناہ تک محدود رہے گا، اور اگر تمام گناہوں سے توبہ کی ہے تو اس کا دائرہ تمام گناہوں کو محیط ہوگا، اور گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو صاحب حق سے معاملہ طے کرنا بھی شرط ہے۔ (محی الدین یحییٰ بن شرف النووی، شرح صحیح مسلم: ۳۴۶/۲، مطبع انصاری، دہلی ۱۳۰۹ھ۔)

(۲) اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرزندِ آدم جو بات بھی کرتا ہے وہ لکھ لی جاتی ہے۔
وَإِذَا أَخْطَا أَوْ أَذْنَبَ فَاسْحَبْ أَنْ يَتُوبَ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَلْيُمْدِدْ إِلَى اللَّهِ
عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يَقُولُ :

اور جب کوئی بھول چوک سے یا جان بوجھ کر گناہ کر بیٹھے تو توبہ کرنا چاہئے، اور اپنے جس گناہ سے توبہ کی
ہے اسے پھر نہیں کرنا چاہئے، اگر وہی گناہ اس سے پھر سرزد ہوتا ہے تو اس کے لئے از سر نو توبہ کرنا
ضروری ہے۔

دونوں ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ رب العزت میں عرض کرنا چاہئے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَيْكَ مِنْهَا، لَا أَرْجِعُ إِلَيْهَا أَبَدًا، فَإِنَّهُ يُغْفِرُ لَهُ مَا لَمْ يَرْجِعْ فِيهِ
عَمَلِهِ ذَلِكَ۔ (مُس)

(۳) اے اللہ! میں تیرے حضور اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں، میں عہد کرتا ہوں کہ
میں اس گناہ کی طرف کبھی نہیں لوٹوں گا، تو اس کا گناہ بخش دیا جاتا ہے جب تک وہ
اس عمل کو دوبارہ نہیں کرتا۔

وَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: وَادُّنُوبَاهُ وَادُّنُوبَاهُ۔
فَقَالَ: قُلْ :

ایک شخص رسالتِ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ہائے میرے گناہ، ہائے میرے
گناہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو:

اللَّهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي، وَرَحْمَتُكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي، فَقَالَهَا
ثُمَّ قَالَ: عُدْ فَعَادَ۔ ثُمَّ قَالَ: عُدْ فَعَادَ۔ فَقَالَ: قُمْ فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ۔ (مُس)
(۳) اے اللہ! تیری بخشش و مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے، اور

میں اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت کا بہت زیادہ امیدوار ہوں، اس نے جب ان دعائیہ کلمات کو کہہ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کلمات کو دوبارہ کہو، اس نے انہیں دوبارہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بارہ کہو، اس نے تیسری بار بھی پڑھ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو، اللہ نے تیرے گناہ بخش دیئے۔ (۱)

صَلَوَةُ الْآبِقِ وَالضَّيَاعِ:

وَإِذَا ضَاعَ لَكَ شَيْءٌ أَوْ أَبَقَ، يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ وَيَتَشَهَّدُ وَيَقُولُ:

بھاگے ہوئے اور کھوئی ہوئی چیز کے لئے نماز پڑھنا:

(۱) جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا کوئی غلام، لڑکا یا جانور بھاگ جائے تو وضو

کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے، اور تشہد (وسلام پھیر کر) ان الفاظ میں دعا مانگے۔

بِسْمِ اللَّهِ يَا هَادِيَ الضَّالِّينَ وَرَادَّ الضَّالَّةِ، أُرْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِي، بَعِزَّتِكَ وَسُلْطَانِكَ، فَإِنَّهَا مِنْ عَطَائِكَ وَفَضْلِكَ۔ (عُو۔ مُص)

(۱) میں اللہ کے نام سے یہ دعا مانگتا ہوں، اے گمراہوں کو راستہ بتانے والے اور

کھوئی ہوئی چیز کو لوٹانے والے! تو میری کھوئی ہوئی چیز مجھے اپنی مدد و طاقت سے

دلا دے، بیشک وہ تیری ہی عطا و انعام سے ہے۔

اللَّهُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ وَهَادِيَ الضَّالِّينَ! أَنْتَ تَهْدِي مِنَ الضَّالَّةِ، أُرْدُدْ عَلَيَّ

(۱) کسی فارسی شاعر نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے۔

گنہ ما بود فزوں ز قیاس، غفو فزوں تر از گناہ ہمہ

قطرہ آب رحمت تو بس است، شش نامہ سیاہ ہمہ (فخر)

صَلَّيْتُ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ؛ فَإِنَّهَا مِنْ عَطَائِكَ وَفَضْلِكَ۔ (عو۔ مَص)
 (۲) اے اللہ! تو گم شدہ کو لوٹانے والا اور گمہ کورہ دکھانے والا ہے، تو ہی بھٹکے
 ہوئے کورہ دکھاتا ہے، تو ہی اپنی قدرت و طاقت سے میری گمشدہ چیز کو واپس دلا
 سکتا ہے، بے شک وہ تیری دی ہوئی اور تیرے انعام و اکرام سے (مل سکتی) ہے۔

صَلَاةُ حِفْظِ الْقُرْآنِ: (۱)

وَمَنْ أَرَادَ حِفْظَ الْقُرْآنِ فَإِذَا كَانَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَقُومَ فِي
 ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَخِيرِ فَلْيَقُمْ؛ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُودَةٌ، وَالِدَعَاءُ فِيهَا مُسْتَجَابٌ،
 فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَفِي وَسْطِهَا، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَفِي أَوَّلِهَا، فَيُصَلِّي أَرْبَعَ

(۱) اس کو ترمذی و حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، کہ میں حضور ﷺ کی
 خدمت میں حاضر تھا، کہ حضرت علیؓ حاضر ہوئے، اور عرض کیا: کہ یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ
 پر قربان ہو جاویں، قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے، جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا، حضور
 ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میں تجھے ایسی ترکیب بتلاؤں کہ جو تجھے بھی نفع دے، اور جس کو تو بتلائے اس
 کے لئے بھی نافع ہو، اور جو کچھ تو سیکھے وہ محفوظ رہے، حضرت علیؓ کے دریافت کرنے پر حضور اقدس ﷺ
 نے ارشاد فرمایا: کہ جب جمعہ کی شب آوے، تو اگر یہ ہو سکتا ہو کہ رات کے اخیر تہائی حصہ میں اٹھے، تو
 یہ بہت ہی اچھا ہے، کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے، اور دعا اس وقت میں خاص طور سے قبول
 ہوتی ہے، اسی وقت کے انتظار میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا، سو ف
 استغفر لکم ربی، عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا، یعنی جمعہ کی
 رات کے آخری حصہ میں، پس اگر اس وقت جاگنا دشوار ہو، تو آدھی رات کے وقت، اور یہ بھی نہ ہو
 سکے، تو پھر شروع ہی رات میں کھڑا ہو، اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھے، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ
 کے بعد سورۃ یسین شریف پڑھے، اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد (جاری ہے)

رُكْعَاتٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُولَى الْفَاتِحَةَ وَسُورَةَ يَسَّ، وَفِي الثَّانِيَةِ الْفَاتِحَةَ وَحَمَّ

= سورة دخان، اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ المجدہ، اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ ملک پڑھے، اور جب التحيات سے فارغ ہو جاوے، تو اول حق تعالیٰ شانہ کی خوب حمد و ثنا کر، اس کے بعد مجھ پر درود و سلام بھیج، اس کے بعد تمام انبیاء پر درود بھیج، اس کے بعد تمام مؤمنین کے لئے، اور ان تمام مسلمان بھائیوں کے لئے جو تجھ سے پہلے مر چکے ہیں استغفار کر، اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

دعا مذکور ہے، اس کے ذکر سے قبل مناسب ہے کہ حمد و ثنا وغیرہ، جن کا حضور ﷺ نے حکم فرمایا ہے، دوسری روایات سے جن کو شروع حصن، اور مناجات مقبول وغیرہ میں نقل کیا ہے، مختصر طور پر ایک ایک دعا نقل کر دی جاوے، تاکہ جو لوگ اپنے طور سے نہیں پڑھ سکتے، وہ اس کو پڑھیں، اور جو حضرات خود پڑھ سکتے ہوں، وہ اس پر قناعت نہ کریں، بلکہ حمد و صلاۃ کو بہت اچھی طرح سے مبالغہ سے پڑھیں، دعا یہ ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمَدَادَ كَلِمَاتِهِ، اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيُ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الْأَهْلِيَّ الشَّامِيِّ، وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَّةِ الْكِرَامِ وَعَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا، رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ، وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، إِنَّكَ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ الدَّعَوَاتِ۔

تمام تعریف جہانوں کے پروردگار کے لئے ہے، ایسی تعریف جو اس کی مخلوقات کے اعداد کے برابر ہو، اس کے عرش کے وزن کے برابر ہو، اس کے کلمات کی سیاہیوں کے برابر ہو، اے اللہ، میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا، تو ایسا ہی ہے، جیسا کہ تو نے اپنی تعریف خود بیان کی، اے اللہ، ہمارے سردار نبی امی اور ہاشمی پر، درود و سلام، اور برکات نازل فرما، اور تمام نبیوں، اور رسولوں، اور ملائکہ مقربین پر بھی، اے ہمارے رب، ہماری اور ہم سے پہلے مسلمانوں کی مغفرت فرما، اور ہمارے دلوں میں مؤمنین کی (جاری ہے)

الدُّخَانُ، وَفِي الثَّالِثَةِ الْفَاتِحَةِ وَالْمَ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ، وَفِي الرَّابِعَةِ الْفَاتِحَةِ

= طرف سے کیہ پیدا نہ کر، اے الہ العالمین، میری اور میرے والدین کی، اور تمام مؤمنین، اور مسلمانوں کی، مغفرت فرما، بے شک تو دعاؤں کو سننے والا، اور قبول کرنے والا ہے۔ اس کے بعد وہ دعا پڑھے، جو حضور اقدس ﷺ نے حدیث بالا میں حضرت علیؓ کو تعلیم فرمائی، اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا بَقِيَّتِيْ، وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يُعِيْنُنِيْ، وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِّعِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ، اَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ، يَا رَحْمٰنُ، بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ، اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ، وَارْزُقْنِيْ اَنْ اَتْلُوْهُ عَلٰى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِّعِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ، اَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَاَنْ تُشْرَحَ بِهٖ صَدْرِيْ، وَاَنْ تُغَسِّلَ بِهٖ بَدْنِيْ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلٰى الْحَقِّ غَيْرُكَ، وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاَللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ يَفْعَلْ ذَلِكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا يُجَابُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِيْ بَعَثْنِيْ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَا مُؤْمِنًا قَطُّ۔

اے الہ العالمین! مجھ پر رحم فرما، کہ جب تک میں زندہ رہوں، گناہوں سے بچتا رہوں، اور مجھ پر رحم فرما، کہ میں بیکار چیزوں میں کلفت نہ اٹھاؤں، اور اپنی مرضیات میں خوش نظری مرحمت فرما، اے اللہ، زمیں و آسمان کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے، اور اس غلبہ اور عزت کے مالک، جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے، اے اللہ، اے رحمن، میں تیری بزرگی، اور تیری ذات کے نور کے طفیل، تجھ سے مانگتا ہوں، کہ جس طرح تو نے اپنی کلام پاک مجھے سکھا دی، اسی طرح اس کی یاد بھی میرے دل سے چسپاں کر دے، اور مجھے توفیق عطا فرما، کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں، جس سے تو راضی ہو جاوے، اے اللہ، زمیں اور آسمان کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی (جاری ہے)

وَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ، فَإِذَا فَرَغَ مِنَ التَّشْهَدِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ وَلْيُحْسِنِ
الْتَّنَاءَ عَلَى اللَّهِ، وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلْيُحْسِنُ عَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ
وَلْيَسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا خَوَانِهِ الَّذِينَ سَبَقُوهُ بِالْإِيمَانِ، ثُمَّ
لْيَقُلْ فِي آخِرِ ذَلِكَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي،
وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْينُنِي، وَارْزُقْنِي حُسْنَ النِّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي،
اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ،
أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ، يَا رَحْمَنُ، بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ، أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ

= والے، اور اس غلبہ یا عزت کے مالک، جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے، اے اللہ، اے رحمن،
میں تیری بزرگی، اور تیری ذات کے نور کے طفیل، تجھ سے مانگتا ہوں، کہ تو میری نظر کو، اپنی کتاب کے نور
سے منور کر دے، اور میری زبان کو اس پر جاری کر دے، اور اس برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا
میل دھو دے، کہ حق پر تیرے سوا، میرا کوئی مددگار نہیں، اور تیرے سوا، میری یہ آرزو کوئی پوری نہیں کر سکتا
، اور گناہوں سے بچنا، یا عبادت پر قدرت، نہیں ہو سکتی مگر اللہ برتر و بزرگی والے کی مدد سے۔ پھر حضور
ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اے علی: اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کر، انشاء اللہ دعا ضرور قبول
کی جائے گی، قسم ہے اس ذات پاک کی، جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے، کسی مؤمن سے قبولیت دعا نہ
چو کے گی، ابن عباسؓ کہتے ہیں، کہ علیؓ کو پانچ یا سات ہی جمعہ گزرے ہوں گے، کہ وہ حضور ﷺ کی مجلس
میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ: میں تقریباً چار ایتیں پڑھتا تھا، اور وہ بھی مجھے یاد نہ ہوتی
تھیں، اور اب تقریباً چالیس ایتیں پڑھتا ہوں، اور ایسی ازبر ہو جاتی ہیں، کہ گویا قرآن شریف میرے
سامنے کھلا ہوا رکھا ہے، اور پہلے میں حدیث سنتا تھا، اور جب اس کو دوبارہ کہتا تھا، تو ذہن میں نہیں
رہتی تھی، اور اب احادیث سنتا ہوں، اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں، تو ایک لفظ بھی نہیں
چھوٹتا۔ (فضائل اعمال ص: ۸۳، ۸۴، ۸۵۔ کتب خانہ فیضی)

كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي، وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي،
 اللَّهُمَّ بَدِّعِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ،
 أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي
 وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تُشْرَحَ بِهِ صَدْرِي، وَأَنْ
 تُغَسِّلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ، وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا
 حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ أَوْ خَمْسًا
 أَوْ سَبْعًا يَجَابُ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى۔ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي بَعَثَنِي
 بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأَ مُؤْمِنًا قَطُّ۔ (ت۔ مُس)

حفظ قرآن کی دعا

(۱) جب جمعہ کی رات ہو، اور رات کے آخری تہائی میں اٹھ سکے تو اٹھے، اس لئے
 کہ اس گھڑی میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور اس میں دعا قبول کی جاتی ہے، پھر
 ایسا نہ کر سکے تو آدھی رات میں اٹھے، پھر یہ بھی نہ کر سکے تو رات کے پہلے حصہ میں
 چار رکعات نماز پڑھے، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ یسین اور دوسری رکعت
 میں سورۃ فاتحہ اور حم الدخان اور تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور الم تنزیل السجدہ اور
 چوتھی میں سورۃ فاتحہ اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے (۱)، پھر جب التہیات
 سے فارغ ہو جائے (سلام پھیر چکے) تو اللہ کی حمد و ثنا کرے، اور خوب اچھی طرح

(۱)۔ دو دو رکعت کر کے پڑھے، نفلوں میں ہر شفعہ (دو گانہ) جدا نماز کا حکم رکھتا ہے، اس لئے پچھلی سورت
 یعنی سورہ دخان کی تقدیم سورہ سجدہ پر لازم نہیں آتی، نیز نفلوں میں تقدیم و تاخیر سورت مکروہ نہیں ہے۔

کرے، اور رسالت مآب ﷺ پر سلام و درود بھیجے، اور اچھی طرح بھیجے، اور دوسرے نبیوں پر بھی، اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی بخشش کی دعا مانگے، اور اپنے ان بھائیوں کے لئے بھی جو ایمان میں اس سے سبقت لے گئے، پھر اس کے آخر میں یہ دعا مانگے: اے اللہ! مجھ پر رحم فرما کہ ہمیشہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے گناہوں کے چھوڑنے کی توفیق دے، اور مجھ پر رحم فرما کہ میں بے کار باتوں کے کرنے سے باز رہوں، (۱) اور مجھے بصیرت نصیب فرما اس چیز کی جو تجھے مجھ سے راضی رکھے۔ (۲)

اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، اے بزرگی اور بخشش والے، اور ایسی عزت کے مالک جس کا ارادہ بھی نہیں کیا جاسکتا، اے اللہ! سب سے بڑھ کر مہربان! میں تیری بزرگی اور تیرے روئے انور کا واسطہ دیکر تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جیسا تو نے مجھے اپنی مقدس کتاب کا علم عنایت فرمایا، ایسا ہی میرے دل کو اس کا حفظ کرنا بھی نصیب کر دے، اور مجھ کو اسکی تلاوت کرنی اس طرح میسر فرما دے جس سے تو مجھ سے خوش ہو جائے۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے بنانے اور ایجاد کرنے والے، جلال والے، اکرام والے، اور ایسی عزت کے مالک جس کا ارادہ بھی نہیں کیا جاتا، اے اللہ! اے رحمن! تیرے جلال اور تیری ذات کے

-
- (۱) یہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ مؤمن خوش ہو کر لا حاصل باتوں کا مرتکب نہ ہو اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بے فائدہ باتیں کرنا چھوڑ دے۔ (علی)
- (۲) یعنی پسندیدہ چیزوں میں غور و فکر کرنے کی توفیق دے، اور ان کی محبت دل میں ڈال دے، یا ظاہر کی نظر مراد ہے، کہ علوم دینی کے مطالعہ میں مشغول رکھ۔ (علی)

نور کا واسطہ کہ تو میرے دل کو تیری کتاب کی حفظ لازم کر دے جس طرح تو نے تعلیم کی، اور مجھے توفیق دے کہ اسی طریقہ پر تلاوت کروں جس سے تو راضی ہو جائے، تو اپنی کتاب کی برکت سے میری بینائی روشن کر اور اس سے میری زبان کو رواں کر دے، اور اس کی برکت سے میرے دل سے غم کو دور کر دے، اور اس کی برکت سے میرا سینہ کھول دے، اور اس کی برکت سے میرا بدن دھو ڈال، اس لئے کہ تیرے سوا کوئی حق پر میری مدد نہیں کر سکتا، اور تو ہی حق پر قائم رکھ سکتا ہے، اور تمام تر قوت و طاقت اللہ کی مدد و توفیق سے حاصل ہوتی ہے جو بلند مرتبہ اور عظیم ہستی ہے، یہ عمل تین جمعے یا پانچ جمعے یا سات جمعے تک کرے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے دعا قبول ہوگی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، کبھی کسی مؤمن کی دعا خالی نہیں جاتی۔

صَلَاةُ الضَّرِّ وَالْحَاجَةِ:

وَمَنْ كَانَتْ لَهُ ضَرُورَةٌ فَلْيَتَوَضَّأْ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ (ت۔ س۔ ق۔ مُس)
وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ (س) ثُمَّ يَدْعُو:

صَلَاةُ الْحَاجَةِ (کسی کو تکلیف پہنچے اور کوئی حاجت پیش آئے

اس وقت نماز پڑھے):

اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسے وضو کرنا چاہئے اور خوب اچھی طرح وضو کرنا چاہئے (۱)، دو رکعت نماز پڑھنی چاہئے، پھر یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاتَّوَجَّهْ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ
اَتَّوَجَّهْ بِكَ اِلَى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هَذِهِ لِتَقْضِیَ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

(ت۔س)

(۱) اے اللہ! میں تجھ سے حاجت (روائی) کا خواستگار ہوں، میں تیری طرف
تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں متوجہ ہوں، اے محمد ﷺ! میں اپنی
حاجت روائی میں میرے رب کی طرف متوجہ ہوں تاکہ میری یہ حاجت روائی کی
جائے، اے اللہ! تو میرے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما (۱)

جب کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ سے التجا کا طریقہ:

وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللَّهِ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِّنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُحْسِنِ
وُضُوئَهُ ثُمَّ لِيُصَلِّ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُثْنِي عَلَى اللَّهِ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ:

جب کسی کو اللہ سے یا کسی بندے سے کوئی حاجت پیش آئے تو وضو کرے اور خوب
اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے
اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے، اور یہ دعا مانگے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْعَصْمَةَ مِنْ
كُلِّ ذَنْبٍ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ۔ (مُس۔ت)

(۲) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بردبار ہے، کرم کرنے والا ہے، اللہ (ہر عیب و
نقص سے) پاک ہے، عرش عظیم کا رب ہے، سب تعریف اللہ رب العالمین کے

لئے ہے، میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والے اسباب اور تیری مغفرت کو لازم کرنے والی خصلتیں مانگتا ہوں، اور ہر نیکی سے بھرپور حصہ اور ہر گناہ سے پورا بچاؤ اور خطا سے سلامتی چاہتا ہوں۔

لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ (ت)

(۳) اے اللہ! تو میرے کسی گناہ کو بخشے بغیر نہ چھوڑ، اور کوئی غم دور کئے بغیر نہ چھوڑ، اور کوئی حاجت جو تیری پسندیدہ ہو پورا کئے بغیر نہ چھوڑ، اے رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

وَعَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُصَلِّيْ اِثْنَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ وَتَشْهَدُ بَيْنَ كُلِّ رُكْعَتَيْنِ، فَإِذَا جَلَسْتَ فِي آخِرِ صَلَاتِكَ فَاتْنِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبِّرْ وَاسْجُدْ، وَاقْرَأْ وَأَنْتَ سَاجِدٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ۔

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: دن یا رات میں بارہ رکعتیں پڑھو، ہر دو رکعت پر سلام پھيرو، اور آخری دو گناہ میں جب التحیات کے لئے بیٹھو، تو اللہ کی حمد و ثنا کرو، رسالت ﷺ پر درود بھیجو، پھر اللہ کی عظمت و کبریائی بیان کرو، پھر سجدہ ریز ہو جاؤ، اور سجدہ کی حالت میں سات بار سورہ فاتحہ پڑھو، اور سات بار آیت الکرسی پڑھو، اور سات بار قل هو اللہ احد پڑھو، اور دس بار کہو: اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں، کیتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کیلئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ثُمَّ قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ، وَمُنْتَهٰی الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ، وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَحَدِّكَ الْاَعْلٰی، وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ، ثُمَّ سَلْ حَاجَتَكَ ثُمَّ اَرْفَعْ رَأْسَكَ فَسَلِّمْ عَنْ يَمِیْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ، وَاتَّقِ السُّفَهَاءَ اَنْ یَّعْلَمُوْهَا فِیْدَعُوْا رَبَّهُمْ فِیَسْتَحَابُّ لَهُمْ۔ قَالَ الْبَیْهَقِیُّ: اِنَّهٗ قَدْ جَرَّبَ فَوْجًا سَبَبًا لِّقَضَاءِ الْحَاجَةِ۔ قُلْتُ: وَقَدْ رَوٰیْنَاهُ فِیْ كِتَابِ الدُّعَا لِلسَّوَادِیِّ، وَفِیْ سَنَدِهِ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ ذَكَرَ اَنَّهُ جَرَّبَهُ فَوْجًا كَذٰلِكَ، وَاَنَا جَرَّبْتُهُ فَوْجًا كَذٰلِكَ عَلٰی اَنَّ فِیْ سَنَدِهِ مَنْ لَا اَعْرِفُهُ۔ (قی)

(۴) پھر یہ دعا مانگو: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عرش کے ان مقامات کے وسیلہ

سے جن سے عزت اور شرف وابستہ ہے سوال کرتا ہوں، اور تیری کتاب کی رحمت کے وسیلے سے مانگتا ہوں جس کی کوئی انتہا نہیں، اور تیرے اسم اعظم اور تیری اعلیٰ عظمت اور تیرے کلمہ تامہ کے طفیل تجھ سے بھیک مانگتا ہوں کہ تو میری حاجت روائی فرما، پھر تو سجدہ سے اپنا سراٹھا، اور دائیں بائیں سلام پھیر، اور اس بات سے بچ کہ بے وقوف لوگ اس دعا کو پاسکیں، پھر وہ اپنے رب سے دعا کریں اور ان کی دعا قبول کی جائیں، یہی بیان ہے کہ موصوف نے اس کو حاجت روائی میں مجرب پایا، میں (مصنف کتاب محمد ابن الجزری) کہتا ہوں کہ ہم نے واحدی کی کتاب الدعاء میں اس روایت کو پڑھا، اور روایت کے سلسلہ سند کے بہت سے اہل علم کا بیان ہے کہ انہوں نے اس عمل کا تجربہ کیا تو اسے ایسے پایا جیسا کہ بتایا گیا ہے، میں

(صاحب کتاب) نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا باوجودیکہ اس کی سند کے بعض راویوں کو میں نہیں جان سکا۔

صَلَاةُ التَّسْبِيحِ:

عَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّهُ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ لِعَمِّهِ الْعَبَّاسِ: يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أُحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَاةَ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً، سِرَّةً وَعَلَانِيَةً، عَشْرُ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رُكْعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رُكْعَةٍ، قُلْتَ وَأَنْتَ قَائِمٌ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرُكِعُ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ، فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ مَرَّةً فِي كُلِّ رُكْعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ، فِي أَرْبَعِ رُكْعَاتٍ، إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمْرِكَ مَرَّةً۔ (د-ق-مُس-حَب)

صلوٰۃ تسبیح:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ تسبیح اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی۔ رسالت مآب ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے میرے چچا جان! کیا میں تمہیں عطیہ کروں؟ بخشش کروں؟ عطا کروں؟ کیا میں آپ کو دس ایسی خصلتوں کی نشاندہی نہ کروں کہ جب آپ ان پر عمل کریں آپ کے اگلے پچھلے گناہ، پرانی اور نئی خطائیں اور سہواً اور قصداً کئے ہوئے، چھوٹے بڑے گناہ، پوشیدہ اور اعلانیہ، سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں، وہ باتیں یہ ہیں:

آپ چار رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں، اور جب پہلی رکعت میں قرأت سے فراغت پائیں تو کھڑے کھڑے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پندرہ بار پڑھیں، پھر (اللہ اکبر کہہ کر) رکوع کریں، اور رکوع میں (تین بار سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد) ان کلمات کو دس بار پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس بار پڑھیں، پھر سجدے میں جائیں اور (تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بعد) دس بار پڑھیں، پھر سجدے سے اٹھ کر دس بار پڑھیں، پھر (دوسرا) سجدہ کریں اور (تین بار تسبیح پڑھنے کے بعد) دس بار پڑھیں، پھر سجدے سے سر اٹھا کر کھڑا ہونے سے پہلے بیٹھے بیٹھے ان کلمات کو دس بار کہیں تو یہ ہر رکعت میں پچہتر (۷۵) بار ہو جائیں گے، چاروں رکعتوں میں اسی طرح پڑھتے رہیں، اگر ہو سکے تو ہر روز اس طرح پڑھیں، اگر ایسا نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو پڑھا کریں، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ

میں ایک بار اور یہ بھی نہ بن پڑے تو پھر سال میں ایک بار پڑھیں، اور اگر یہ بھی نہ بن پڑے تو عمر میں ایک بار پڑھ لیں۔ (۱)

صَلَاةُ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ:

وَصَلَاةُ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ فِي الْمَسْجِدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا، وَكَذَلِكَ صَلَاةُ الْفَتْحِ، وَهِيَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَثُمَّ صَلَوَاتُ وَرَدَتْ مَنْصُوصَاتٌ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّ أَسَانِيدَهَا ضَعِيفَةٌ، كَصَلَاةِ السَّفَرِ وَصَلَاةِ الْغَفْلَةِ، وَأَمَّا صَلَاةُ الرَّغَائِبِ أَوَّلَ خَمِيسٍ فِي رَجَبٍ، وَصَلَاةُ لَيْلَةِ النُّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَصَلَاةُ الْقَدْرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَا تَصِحُّ، وَسَنَدُهَا مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ، وَصَلَاةُ الْكِفَايَةِ جُرِّبَتْ وَلَا أَعْلَمُهَا وَرَدَتْ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالسُّجُودُ بَعْدَ الْوُتْرِ مَوْضُوعٌ وَلَكِنَّهُ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَهُ رَكْعَتَيْنِ جَالِسًا۔

سفر سے واپسی پر (مسجد میں) دو رکعت نماز پڑھنا:

اور سفر سے آنے پر مسجد میں دو رکعت نماز نفل پڑھنا، اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ سنت ہے، اور اس طرح صلاة الفتح، جہاد و کامرانی پر آٹھ رکعات پڑھنا، پھر وہ

(۱) حضرت ابن عباسؓ سے سورتوں کی تفصیل اس طرح منقول ہے کہ پہلی رکعت میں اَلْهَيْكَمِ التَّكَاثُرِ اور دوسری میں وَالْعَصْرِ اور تیسری میں قُلْ يَٰ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور چوتھی میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے۔ اور بعض روایات میں إِذَا زُلْزِلَتْ اور وَالْعَادِيَاتِ اور تیسری میں إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ اور چوتھی میں سُوْرَةُ اخْلَاصٍ پڑھے۔ (نخر)

نمازیں ہیں جن کے پڑھنے کا شریعت نے حکم دیا ہے، ان کی سندیں ضعیف ہیں، جیسے نماز سفر، صلاۃ غفلت، لیکن صلاۃ رغائب جو ماہِ رجب کی پہلی جمعرات کو پڑھی جاتی ہے، اور پندرہویں شعبان کو رات میں پڑھی جاتی ہے، اور رمضان میں شب قدر کی نماز صحیح روایات سے ثابت نہیں، اور ان کی سندیں موضوع اور باطل ہیں، اور صلاۃ الکفایہ جو مجرب ہے مجھے علم نہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو، اور وتر کے بعد سجدے کرنا بھی موضوع ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کا وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا صحیح روایت سے ثابت ہے۔



﴿البَابُ الْخَامِسُ﴾

فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالصَّوْمِ، وَالزَّكَاةِ، وَالسَّفَرِ، وَالْحَجِّ،
وَالْجِهَادِ، وَالنِّكَاحِ۔

﴿پانچواں باب﴾

کھانے پینے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ ادا کرنے، سفر کرنے، حج کرنے، جہاد کرنے،
شادی بیاہ کرنے کے بیان میں۔

فَصُلِّ فِي الْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالصَّوْمِ:

وَإِذَا دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ فَلْيَجِبْ۔ (م۔ د۔ ت۔ س)

فصل کھانے پینے اور روزہ رکھنے کے بیان میں۔:

(۱) جب کھانے (دعوت ولیمہ وغیرہ) کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنا چاہئے (۱)

فَإِنْ كَانَ صَائِمًا صَلَّى (م۔ د۔ ت۔ س) وَدَعَا وَبَرَكَ (د۔ ق۔ عو)

(۲) پھر اگر مہمان روزے سے ہے تو نماز پڑھے، دعا کرے اور برکت مانگے۔ (۲)

(۱) دعوت قبول کرنے میں حسب ذیل چند امور کا خیال رکھنا چاہئے: (۱) کھانا شبہ کا نہ ہو (۲) مالداروں

ہی کی دعوت نہ ہو (۳) نام و نمود نہ ہو (۴) دعوت میں خلاف شرع باتیں نہ ہوں ورنہ دعوت کا قبول نہ

کرنا مستحب ہے۔ (فخر)

(۲) اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی مسلمان بھائی کی دعوت قبول نہ کرے گا وہ گنہگار

ہوگا، جیسا کہ سنن ابی داؤد میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب کوئی دعوت میں (جاری ہے)

وَإِذَا أَفْطَرَ قَالَ :

اور جب افطار کرے تو کہے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَنَبَتَ الْأَجْرُ إِن شَاءَ اللَّهُ۔ (م۔د۔س۔مُس)

(۳) پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ان شاء اللہ لکھ لیا گیا۔

فَإِنْ أَفْطَرَ عِنْدَ قَوْمٍ قَالَ :

پھر دعوت میں اگر جماعت کے ساتھ افطار کرے تو کہے:

أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامُكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ

الْمَلَائِكَةُ۔ (ق۔ج۔د)

(۴) تمہارے پاس روزے دار افطار کریں، اور نیکو کار تمہارا کھانا کھائیں، اور

فرشتے تمہاری مغفرت کی دعا کریں۔ (۱)

وَإِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ فَلْيَسِّمِ اللَّهُ، وَلْيَأْكُلْ مِمَّا يَلِيهِ بِيَمِينِهِ۔ (خ۔م۔ت۔س)

(۵) اور جب کھانا آئے تو بسم اللہ پڑھے، اور جو اپنے قریب رکھا ہو وہ دائیں ہاتھ

سے کھانا شروع کرے۔

= بلائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی، مگر یہ اس صورت میں ہے جب مجلس

دعوت اور بارات میں خلاف شرع کوئی چیز نہ ہو مثلاً مزامیر، ڈھول باجانہ ہو، ورنہ قبول نہ کرنا جائز بلکہ

مستحب ہے، بعض علماء نے دعوت کا قبول کرنا سنت قرار دیا ہے، اور حاضر ہو جانے کے بعد وہ کھانا

کھانے کا اختیار رکھتا ہے۔ سنت یا واجب حاضر ہونا ہے، کھانا مستحب ہے۔ روزے سے ہو اور وہ روزہ

بھی نفلی ہو اور دعوت کرنے والا نہ کھانے سے رنجیدہ ہو تو افطار کرے، اور پھر روزہ قضا کرے۔ (فخر)

(۱) دعوت کرنے والے کے لئے مغفرت و برکت کی دعا کرے۔ (فخر) (جاری ہے)

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَا يُذَكَّرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ۔ (م۔د۔س)
 (۶) شیطان اپنے اوپر اس کھانے کو حلال کرتا ہے جس پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔
 وَأَمَرَ الصَّحَابَةَ فِي الشَّاءِ الْمَسْمُومَةِ الَّتِي أَهْدَتْهَا إِلَيْهِ الْيَهُودِيَّةُ أَنْ اذْكُرُوا
 اسْمَ اللَّهِ وَكُلُّوا۔ فَأَكَلُوهَا فَلَمْ يُصَبِّ أَحَدًا مِنْهُمْ شَيْءٌ۔ (مُس)
 (۷) اور رسول اللہ ﷺ نے زہر آلود بکری کے گوشت کے متعلق صحابہؓ سے فرمایا جو
 ایک یہودی عورت (نہب بنت حارث) نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
 خدمت میں پہنچایا تھا (تاکہ آپ تناول فرما کر دنیا سے رخصت ہو جائیں): بسم اللہ
 کر کے کھائیں، چنانچہ انہوں نے کھایا، اور ان میں سے کسی کو کچھ بھی نقصان نہیں
 پہنچا۔ (۱)

وَإِنْ نَسِيَ التَّسْمِيَةَ أَوَّلَ الطَّعَامِ فَلْيَقُلْ :
 اور کوئی کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو اسے یوں کہنا چاہئے:
 بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ (د۔ت۔س۔ج۔مُس)
 (۸) میں بسم اللہ کہتا ہوں کھانے سے پہلے اور کھانے کے آخر میں (۲)
 وَإِنْ أَكَلَ مَعَ مَجْدُومٍ أَوْ ذِي عَاهَةٍ قَالَ :

= یہ حدیث تین باتوں کی جامع ہے، اور ان میں سے ہر ایک اجر و برکت کا سبب ہے۔ [۱] جس نے
 افطار کرایا (اس نے) افطار کرانے کا اجر پایا۔ [۲] جس نے کھانا کھلایا اسے اس کا خیر کا ثواب ملا۔
 [۳] فرشتوں نے جس کے حق میں رحمت کی دعا کی، اس کی دعا قبول ہوئی۔ (تحفۃ الزاکرین: ۱۷۱)
 (۱) یہ رسالت ﷺ کا معجزہ تھا کہ زہر آلود گوشت کھانے کا صحابہؓ کو حکم دیا اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔
 (۲) یعنی کھانے کے وقت یادِ میان میں بسم اللہ کہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ کھانے کے بعد جب
 یاد آئے تو بھی بسم اللہ کہہ لے۔ (فخر)

اور اگر جذامی اور آفت رسیدہ (جس سے گھن آئے یا مرض کے لگنے کا خیال و خطرہ ہو) کے ساتھ کھائے تو کہے۔

بِسْمِ اللَّهِ ثِقَةً بِاللَّهِ، وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ۔ (ت۔د۔ق۔جَب۔مُس۔ی)

(۹) میں اللہ کے نام سے اس پر اعتماد و توکل کر کے کھاتا ہوں۔ (۱)

وَإِذَا أَكَلَ الطَّعَامَ فَلْيَقُلْ:

اور جب کھانا کھائے تو یہ دعا مانگے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ۔ (د۔ت۔ق)

(۱۰) اے اللہ! ہمارے لئے اس کھانے میں برکت دے اور ہمیں اس سے بہتر کھانا

دے۔

فَإِنْ كَانَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ:

پھر اگر کھانا دودھ ہو تو کہنا چاہئے۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ (د۔ت۔ق)

(۱) بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جذامی سے بچو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جذامی سے بچنے بچانے کی حاجت نہیں۔ علماء نے دونوں حدیثوں کا محل و مقام جدا قرار دیا ہے اگر کسی کی طبیعت کمزور واقع ہوئی ہے اور اسے خطرہ ہے کہ مرض لگ جائے گا اسے پرہیز و احتیاط لازم ہے اگر طبیعت مضبوط ہے اور اسے مرض لگنے کا خیال نہیں اور اسے اللہ پر توکل کا اعلیٰ مقام حاصل ہے تو کھانا پینا جائز ہے ورنہ احتیاط کرے اور بچے۔ (فخر) ہر صورت میں اعتماد اللہ پر رکھے وہی ہستی نفع و نقصان کی مالک ہے اسی پر یقین رکھنا چاہئے۔

(۱۱) اے اللہ! اس میں ہمیں برکت دے اور ہمیں اس سے زیادہ دے۔ (۱)

فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ قَالَ :

اور جب کھانے پینے سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا۔ (خ۔ عہ)

(۱۲) ساری پاکیزہ تعریف با برکت حمد و ثناء اللہ کے لئے ہے، نہ اس پر کفایت کی گئی نہ اس کو چھوڑا گیا اور نہ اس سے بے پروائی برتی گئی، اے ہمارے رب: (ہماری حمد و ثناء قبول فرما)۔ (۲)

یہ حمد ایسی نہیں یا یہ شکر ایسا نہیں کہ اس پر اس سلسلہ کو ختم کر دیا جائے، اس کی حمد و ثناء ہوتی رہے گی بلکہ برابر شکر کیا جاتا رہے گا، اس لئے کہ نئی نئی نعمتوں کا فیضان لَحْظَہ بِلَحْظَہ جاری ہے، اس لئے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔

وَإِذَا غَسَلَ يَدَهُ :

اور جب اپنا ہاتھ دھوئے (تو کہے):

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ، مَنْ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكُلَّ

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ دودھ سب کھانوں سے بہتر ہے۔ اس لئے اور کھانوں کی طرح اس کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اس سے بہتر ہمیں عطا کر۔ (فخر)

(۲) اللہ تعالیٰ کی تعریف کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ انسان اس کی حمد و ثناء کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ نہ اللہ کی تعریف کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ ہر لحظہ اس کے فیضان و کرم کی بارش ہو رہی ہے اس بنا پر کیونکہ اس سے استغنا ممکن ہے۔ (فخر)

بَلَاءٍ حَسَنِ أَبْلَانَا۔ (س۔ جب)

(۱۳) تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو کھلاتا پلاتا ہے اور وہ نہیں کھلایا جاتا، اس نے

ہم پر احسان کیا کہ ہمیں (دین و دنیا) کا سیدھا راستہ دکھایا، اور کھانا کھلایا اور پانی

پلایا، اور اچھی نعمت سے ہمیں نوازا۔

وَيَدْعُو لِأَهْلِ الطَّعَامِ :

اور کھلانے والوں کے لئے دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، فَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔ (م۔ ت۔ س۔ مُص)

(۱۴) اے اللہ! تو نے جو روزی انہیں دی ہے اس میں برکت دے، انہیں بخش

دے اور ان پر رحم کر۔

اَللّٰهُمَّ اطْعِمْ مَنْ اطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ۔ (م)

(۱۵) اے اللہ! تو اسے (جنت کے میوے) کھلا جس نے مجھے کھانا کھلایا، اور اسے

سیراب کر جس نے مجھے سیراب کیا۔

فَصُلِّ الزَّكَاةَ:

اَيُّمَا رَجُلٍ لَهُ مَالٌ يَّكُوْنُ فِيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

وَرَسُوْلِكَ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

(ص)؛ فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ (ص)۔

زکوٰۃ کے بیان میں، مال میں بڑھوتری کی دعا:

جس آدمی کے مال میں صدقہ واجب ہو (وہ اس میں ترقی چاہتا ہو) تو کہے:

(۱) اے اللہ! تیرے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر رحمت نازل فرما۔ یہ اس کے مال میں ترقی کا باعث ہوگا۔

فصلُ السَّفَر:

وَيَقُولُ الْمُقِيمُ لِمَنْ يُدْعُهُ:

فصل سفر کے بیان میں:

اور مقیم رہنے والا رخصت ہونے والے کو یہ دعا دے:

أَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ۔ (س۔ د۔ ت۔ مَس۔ حَب)

(۱) میں تیرا دین اور تیری امانت تیرے آخری عمل کا انجام اللہ کے سپرد کرتا

ہوں۔ (۱)

وَأَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ (س) وَيُوصِيهِ فَيَقُولُ:

(۲) اور میں تجھے سلام کرتا ہوں، (۲) اور رخصت کرنے والا مسافر کو وصیت و

(۱) سفر میں آدمی تکلیف اٹھاتا اور زحمت برداشت کرتا ہے، اس کے معمولات زندگی اور دینی امور کی

انجام دہی میں خلل آتا ہے، بسا اوقات وہ چھوٹ جاتے ہیں اس لئے ”دین“ کا ذکر کیا ہے، امانت سے

مراد مال یا اہل و عیال ہیں، یا تمام دنیوی امور اور اخروی عمل سے خاتمہ بخیر مراد ہے۔

(۲) تیرے حق میں دنیا و آخرت کی سلامتی کی دعا کرتا ہوں۔

نصیحت کرے اور کہے:

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ ، فَإِذَا وَلَّى قَالَ : اللَّهُمَّ اطْوِلْ لَهُ
الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ۔ (ت۔س۔ق)

(۳) تقویٰ پر قائم رہو، اور ہر بلندی پر چڑھتے اترتے اللہ اکبر کہتے رہو اور جب
مسافر منہ پھیر کر چل دے تو مقیم اس کو یہ دعا دے: اے اللہ! تو اس کا لمبا راستہ پلیٹ
دے اور اس پر سفر آسان کر۔

زَوَّدَكَ اللَّهُ التَّقْوَى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَيَسِّرْ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ۔ (ت۔مُس)
(۴) اللہ تجھے تقویٰ و پرہیزگاری کا توشہ دے، اور تیرے گناہ بخشے، اور جہاں کہیں
تو رہے تجھ پر خیر کو آسان کر دے۔ (۱)

جَعَلَ اللَّهُ التَّقْوَى زَادَكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَوَجَّهَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتَ۔ (ر۔ط)
(۵) اللہ پرہیزگاری کا توشہ دے، اور تیرے گناہ بخشے، اور جہاں تو جائے
خیر و برکت تیرے ساتھ جائے۔ (۲)

وَيَقُولُ لَهُ الْمُسَافِرُ :

اور مسافر رخصت کرنے والے کو دعا دے:

أَسْتَوِدُّكَ اللَّهُ الَّذِي لَا تَخِيْبُ أَوْ لَا تَضِيْعُ (طَب) وَدَائِعُهُ۔ (ی۔ط)
(۶) میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے پاس امانتیں سلامت رہتی یا ضائع

(۱) دنیا و آخرت کی خیر کی توفیق دے۔

(۲) ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی، یا رسول اللہ! میرا سفر کا ارادہ ہے، مجھے توشہ
دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: آخرت کا توشہ تقویٰ ہے؛ اللہ تعالیٰ تمہیں تقویٰ نصیب کرے، اس نے عرض
کی: کچھ اور، فرمایا: اللہ تیرے گناہ بخشے، اس نے پھر عرض کی: کچھ اور، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو
جہاں کہیں رہے اللہ تعالیٰ تجھے خیر کی توفیق دیتا رہے۔ (نحر)

نہیں ہوتی ہیں۔

اللَّهُمَّ بِكَ أَصُولُ وَبِكَ أُحُولُ وَبِكَ أَسِيرُ۔ (۱-ا)

(۷) اے اللہ! میں تیرے بل بوتے پر حملہ کرتا ہوں، اور تیری مدد سے اور نصرت

سے حیلہ و دَاؤ کرتا ہوں، اور تیرے بل پر قدم آگے بڑھاتا ہوں۔

وَإِنْ خَافَ مِنْ عَدُوٍّ أَوْ غَيْرِهِ فَقَرَّاءَةً لِإِيْلَافٍ قُرَيْشٍ أَمَانًا مِنْ كُلِّ سُوءٍ۔

(عو) مُجَرَّبٌ۔

(۸) اور اگر دشمن یا کسی اور چیز کا ڈر ہو تو سورہ لایلاف قریش کا پڑھنا ہر برائی سے

حفاظت و امن کا سبب ہے، (۱) یہ عمل مجرب ہے۔

سواری کی دعا:

فَإِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرَّكَابِ قَالَ :

اور جب سوار، گھوڑے کے رکاب میں پاؤں رکھے تو کہے:

بِسْمِ اللَّهِ فَإِذَا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ :

(۹) بسم اللہ، اور جب پیٹھ پر بیٹھ چکے تو کہے: (۲)

(۱) دشمن کا، درندے کا، بیماری کا یا جلنے، ڈوبنے کا یا قرض کا خوف ہو تو سورہ لایلاف قریش کا پڑھنا بہت

مفید ہے۔

(۲) نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت، نعمت سے سرفراز کرنے والے کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ایک

مسلمان کو چاہئے کہ جب وہ سواری پر سوار ہو تو اس کا دل احساس نعمت اور شکر نعمت سے لبریز رہے۔ سوار

ہونے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے، اور بڑی منتقلی اللہ جل شانہ کی طرف جانا ہے، سواری

خطرہ و ہلاکت کا مقام بھی ہے، تو گویا اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ سوار کو اس بات سے غافل نہیں رہنا

چاہئے، اور اللہ سے ملنے کے لئے مستعد رہنا چاہئے، نیز باگ کو قافلو میں رکھ کر (جاری ہے)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ (الزحرف: ۴۳)

(۱۰) الحمد للہ پاک ذات ہے وہ جس نے ہمارے تابع کر دیا اس (سواری) کو اور ہم تو ایسے تھے نہیں کہ اس کو قابو میں کر لیتے اور ہم کو تو اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

اسلام کے نظام سفر کی تعلیم کے اخلاقی نتائج کا یہ اثر ہے کہ ایک مسلمان شعوری طور پر سفر کی ہر منزل پر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری و جوابدہی کی ذمہ داری کی وجہ سے معصیت اور گناہوں سے بچتا رہتا اور اس کا دل یاد الہی سے سرشار رہتا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ، اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ۔ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ۔

(۱۱) اے اللہ! ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے اس سفر میں ہمیں نیکی و پرہیزگاری اور ایسے عمل کی توفیق دے جو تجھے پسند ہو، یا اللہ! ہمارے لئے اس سفر کو آسان کر، اور اس لمبی مسافت کو لپیٹ دے (مختصر کر دے)، اے اللہ! تو ہی سفر کا

= چلنا چاہئے اس لئے کہ آخر کار چوٹی سواری (جنازہ) پر اس جہاں فانی سے جائے گا، اس وقت کو نہ بھولے، اور یقین رکھے کہ اس طرح ایک دن اس سواری پر اسے بھی جانا ہے، ایسے کام نہ کروں کہ اس روز رویا ہی ہو، اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ کسی حال میں موت کو نہ بھولو، موت کو یاد رکھنا ایک نعمت اور اجر و ثواب کا کام ہے۔ (فخر)

ساتھی اور ہمارے پیچھے اہل و عیال کا نگہبان ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مشقت سے اور تکلیف دہ منظر سے، اور مال میں اور اہل و اولاد میں آزر دہ کرنے والی واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔

وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ :

اور جب سفر سے واپس ہو تو یہی الفاظ پڑھ کر آخر میں یہ اضافہ کرے:

أَتُبُّونَ تَأْتِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ۔ (م۔د۔س۔ت)

(۱۲) ہم (سفر سے) لوٹ کر آنے والے ہیں، (گناہوں سے) توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔

بلندی پر چڑھنے اترنے کی دعا:

وَإِذَا عَلَا نِيَّةً كَبَّرَ

(۱۳) اور جب کسی اونچی جگہ پر چڑھے تو اللہ اکبر کہتے۔

وَإِذَا هَبَطَ سَبَّحَ۔ (خ۔س۔د)

(۱۴) اور جب نیچے اترے تو سُبْحَانَ اللَّهِ کہے:

وَإِذَا أَشْرَفَ عَلَى وَادٍ هَلَّلَ وَكَبَّرَ۔ (ع)

(۱۵) اور جب وادی سے گزرے تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ کہے۔

وَإِذَا عَثَرْتُ دَابَّتُهُ فَلْيُقْلُ :

(۱۶) اور جب کسی کی سواری پھسل جائے تو کہے:

بِسْمِ اللَّهِ - (س۔ مُس۔ ا۔ ط)
بِسْمِ اللَّهِ

بھاگے ہوئے جانور کی دعا:

وَإِذَا انْفَلَتَتْ ذَاتُكَ فَلْيَنَادِ :

اور جب کسی کا جانور بھاگ جائے تو اسے اس طرح پکارنا چاہئے:

يَا عِبَادَ اللَّهِ ! احْبِسُوْا - (ر) وَإِنْ أَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ :

(۱۷) اے اللہ کے بندو! (۱) اسے روکو (جانے نہ دو)، اور اگر اللہ کے بندوں سے

کسی امر میں مدد چاہے تو یوں کہے:

يَا عِبَادَ اللَّهِ ! أَعِينُونِيْ، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِيْ - (ط) وَقَدْ

جُرِّبَ ذَلِكَ (ط)

(۱۸) اے اللہ کے بندو! (۲) میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے

(۱) حیاۃ الحیوان دیمیری میں منقول ہے کہ جس کا لڑکا یا جانور سرکش و بد خو ہو تو اس کے کان میں یہ آیت شریفہ پڑھے: أَفَغَيَّرَ دِينَ اللَّهِ يُبْعَثُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ - (ال عمران: آیت: ۸۳، پارہ: ۳)

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کی تلاش میں ہیں؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جتنی مخلوقات ہیں، ان سب نے اللہ ہی کے آگے گردن جھکا رکھی ہے، (کچھ نے) خوشی سے، اور (کچھ نے) ناچار ہو کر، اور اسی کی طرف وہ سب لوٹ کر جائیں گے۔ (آل عمران: ۸۳)
(۲) یہاں ”عباد اللہ“ سے فرشتے یا جنات مراد ہیں۔

اللہ کے بندو! میری مدد کرو، یہ آزمودہ عمل ہے۔

منزل میں اترنے کی دعا، نئے شہر اور نئی جگہ کی دعا:

وَإِذَا أَمْسَىٰ بِأَرْضٍ:

اور جب مسافر شام کرے تو یہ دعا مانگے:

رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكَ، وَشَرِّ مَا يَدُبُّ
عَلَيْكَ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدٍ وَمِنْ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ
الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔ (د۔س۔مُس)

(۱۹) (اے زمین!) میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے، میں اللہ کی تیرے شر
سے، اور اس شر سے جو تجھ میں پیدا کیا گیا ہے، اور ان کے شر سے جو تجھ پر
چلتے ہیں، پناہ چاہتا ہوں، میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں، شیر سے اور کالے ناگ
سے، (اور ہر قسم کے سانپ سے) اور بچھو سے اور شہر میں رہنے والوں کے شر
سے، اور جنانے والے (باپ)، اور جنے ہوئے (بیٹے) کے شر سے۔

وَإِذَا نَزَلَ مِنْزِلًا:

اور جب مسافر کسی منزل میں اترے تو یہ دعا مانگے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خُلِقَ، فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتَّى
يَرْتَحِلَ۔ (م۔ت۔س۔ق۔آ۔ط۔مُس)

(۲۰) میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں مخلوقات کے شر سے، تو کوئی چیز اسکو نقصان نہ پہنچا سکے گی، یہاں تک کہ کوچ نہ کر جائے۔

وَوَقَّتِ السَّحَرِ يَقُولُ :

اور پچھلے پہر رات میں مسافر یہ دعا مانگے:

سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللَّهِ، وَنِعْمَتِهِ، وَحُسْنِ بَلَاءِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبُنَا،
وَأَفْضَلُ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ۔ (م۔د۔س)

(۲۱) (ہر) سننے والے نے میری الحمد للہ کو سنا، اور اقرار نعمت، اور ہم پر انعام و اکرام کی خوبی کو سنا، ہمارے رب! ہمارا یار و مددگار ہو جا، اور ہم پر فضل فرما،
میں اس دعا کے ذریعہ (جہنم کی) آگ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

وَإِنْ رَكِبَ الْبَحْرَ، أَمَانٌ مِنَ الْغَرَقِ، أَنْ يَقُولَ :

اور اگر دریا میں (کشتی یا جہاز پر) سوار ہو تو یہ آیت ذیل ڈوبنے سے امان کی ضمانت ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبَهَا (الآية)۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔ (الآية فِي
الزُّمَرِ) (ط۔ص۔ی)

(۲۲) اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا ہے (اور اس کا ٹھہرنا)، بے شک میرا پروردگار

بڑا بخشنے والا، بڑا رحمت والا ہے۔

مکمل آیت شریفہ یہ ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ، وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، وَالسَّمُوتُ

مَطْلُوتٌ بِبَيْمِينِهِ، سُبْحَنَهُ، وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (الزمر، آية: ۶۷)

اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں پہچانی، جیسا کہ پہچاننے کا حق تھا، حالانکہ پوری کی پوری زمین قیامت کے دن اسکی مٹھی میں ہوگی، اور سارے کہ سارے آسمان اسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک ہے، اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں۔ (۱)

شہر میں داخل ہوتے وقت کی دعا:

وَإِذَا رَأَى بَلَدًا يُرِيدُ دُخُولَهَا، قَالَ حِينَ يَرَاهَا:

(۱) یہ مومن ہے جو عالم اسباب میں ساری تدابیر قانون فطرت کے مطابق اختیار کرتا ہے، مگر اس کا بھروسہ ہمیشہ تدبیروں پر نہیں اللہ پر ہوتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اس کی کوئی تدبیر اس وقت تک کارگر نہیں ہو سکتی، جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کے شامل حال نہ ہو۔ مولانا مفتی محمد شفیع معارف القرآن: ۶۲۵/۴ (طبع ۱۹۷۸ء) میں رقمطراز ہیں:

”غافل انسان اپنے ظاہری جوڑ توڑ (اور) تصرفات، جن کا دوسرا نام سائنسی ایجادات ہے، ان پر فخر و غرور کے نشہ میں ایسا مست ہو جاتا ہے کہ اصل حقیقت نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے ذریعہ اس غفلت کا پردہ چاک کرتے ہیں، اور ”بسم اللہ مجرہا و مرسنہا“ کی اصل حقیقت سامنے کر دیتے ہیں، دیکھنے میں تو یہ ایک دو لفظی فقرہ ہے، مگر غور کیجئے تو یہ کلید اور کنجی ہے ایک ایسے دروازہ کی، جہاں سے انسان اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے، روحانی عالم کا باشندہ بن جاتا ہے، اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں جمال حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ یہیں سے مومن کی دنیا اور کافر کی دنیا میں فرق نمایاں ہو جاتا ہے، سواری پر دونوں سوار ہوتے ہیں، لیکن مومن کا قدم جس سواری پر آتا ہے، وہ اس کو صرف زمین کی مسافت قطع نہیں کراتی، بلکہ عالم بالا سے بھی روشناس کرا دیتی ہے۔“

اور جب دیکھے اس شہر کو جس میں داخل ہونے کا ارادہ تھا، تو کہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اُظْلِلْنَ، وَرَبَّ الْاَرْضَيْنِ السَّبْعِ وَمَا اُفْلِلْنَ،
وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا اُضْلِلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَّاحِ وَمَا ذَرَيْنِ، فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ
الْقَرْيَةِ، وَخَيْرَ اَهْلِهَا، وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ اَهْلِهَا،
وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔ (س۔ حَب۔ مُس)

(۲۳) اے ساتوں آسمانوں کے رب! اور ان چیزوں کے جو سایہ فگن ہیں، اور
ساتوں زمینوں کے رب! اور ان چیزوں کے جو انہوں نے اٹھایا ہے، اور شیطانوں
کے رب! اور ان کے جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے، اور ہواؤں کے رب! اور ان
چیزوں کے جن کو وہ پراگندہ کرتی ہیں، ہم تجھ سے اس بستی کی خیر مانگتے ہیں، اور اس
کے رہنے والوں کی خیر، اور جو اس میں خیریں ہیں، وہ آپ سے چاہتے ہیں، اور ہم
تجھ سے اس بستی کے شر سے، اور اس بستی والوں کے شر سے، اور جو اس میں موجود
ہے اس کے شر سے، تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔ (ط)
(۲۴) اس بستی کی خیر، اور جو اس میں موجود ہے، اس کی خیر مانگتا ہوں، اور میں اس
کے شر سے، اور جو اس میں موجود ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (ا)

(۱) شہر اور بستی کی خیر اور بھلائی یہ ہے کہ، اس جگہ جانا مبارک ہو، طاعت و عبادت اور عافیت کا سبب ہو،
اور اہل شہر کی خیر یہ ہے کہ وہ نیک بخت ہوں، ان کی ہم نشینی پر لطف و روحانی ترقی کا ذریعہ ہو، اس میں
بے لطفی و بد مزگی نہ ہو۔

وَعِنْدَ دُخُولِهَا :

اور شہر اور بستی میں داخل ہونے کے وقت یہ دعا کرے (تین بار مانگے):

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

(۲۵) اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت نازل فرما۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَّاہَا، وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِہَا، وَحَبِّبْ صَالِحِ اَهْلِہَا اِلَيْنَا۔ (طس)

(۲۶) اے اللہ! ہمیں اس کے میوے نصیب فرما، اور ہمیں اس شہر والوں کا دوست

بنا، اور اس بستی کے نیک لوگوں کو ہمارا دوست اور عزیز بنا۔

وَإِنْ أَرَادَ حُسْنَ هَيْئَتِهِ، وَنُمُوَّ زَادِهِ، فَلْيَقْرَأْ:

اور اگر چاہے کہ اس کی حالت بہتر رہے، اور اس کا زاد سفر بھی بڑھے، تو اسے پانچ سورتیں پڑھنا

چاہئیں:

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَإِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ

الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَيَفْتَتِحْ كُلَّ سُورَةٍ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ

الرَّحِيمِ، وَيَخْتِمُ قِرَاءَتَهَا بِهَا، قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: "فَكُنْتُ أُخْرِجُ فِي سَفَرٍ

، فَأَكُونُ أَبَدَّهُمْ هَيْئَةً، وَأَقْلَهُمْ زَادًا، فَمَا زِلْتُ مُنْذُ عَلِمْتُهِنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

ﷺ، وَقَرَأْتُ بِهِنَّ، أَكُونُ مِنْ أَحْسَنِهِنَّ هَيْئَةً، وَأَكْثَرَهُمْ زَادًا، حَتَّى أَرْجِعَ

مِنْ سَفَرِي"۔ (ص)

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، اور وَإِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ، اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اور قُلْ

أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، اور ہر سورت بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ

سے شروع کرے، اور بِسْمِ اللّٰهِ الخ سے ختم کرے، (یعنی سورۃ کے اول بِسْمِ اللّٰهِ الخ، اور آخر میں بِسْمِ اللّٰهِ الخ پڑھے) حضرت جبیر بن مطعمؓ کا بیان ہے: میں (تجارت کی غرض سے) سفر میں جاتا تھا، میں سب سے زیادہ تباہ حال و تنگ دست تھا، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان سورتوں کو سیکھا، اور انہیں پڑھنے کی پابندی کی، تو سفر سے واپس ہونے تک (پوری مدت سفر میں) سب سے زیادہ خوشحال اور مالدار رہتا ہوں۔" (۱)

فَإِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهِ، يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرْفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَقُولُ:
 اور جب سفر سے لوٹے، تو زمین کے اونچے مقام پر اللہ اکبر تین مرتبہ کہے، پھر کہے:
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آتِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔ (خ۔م۔د۔ت۔س)
 (۲۷) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم سفر سے لوٹ کر آئیوالے ہیں، (گناہوں سے) توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے

(۱) حضرت جبیر بن مطعمؓ پہلے مالدار اور غنی تھے، تجارت کی غرض سے سفر میں جاتے، (بے برکتی اور مال ضائع ہونے کی وجہ سے کثرت مال کے باوجود مفلس ہوتے گئے، حضور ﷺ کی ہدایت پر عمل کرنے سے برکت ہوئی، اور امیر بن گئے، معلوم ہوا جو سفر میں یاد اللہ کرتا ہے، فرشتہ اس کی نگہبانی کرتا ہے، نیکی کی تعلیم و ترغیب دیتا، اور بدی سے باز رکھتا ہے، ورنہ اس پر شیطان مسلط کرتا، اور اسے برا راستہ بتاتا ہے۔) (فخر)

ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور خود اکیلے ہی کافروں کے لشکروں کو شکست دی۔

وَإِذَا أَشْرَفَ عَلَى بَلَدِهِ :

اور جب اپنے شہر کے اونچے مقام پر گزر رہا تو یہ دعا مانگے :

أَيُّهُنَّ تَأْتِيُونَنَا عَابِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، وَلَا يَزَالُ يَقُولُهَا، حَتَّى يَدْخُلَ بَلَدَهُ۔

(خ-م-س)

(۲۸) ہم اس کی طرف لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے ہیں، اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں، اور یہ دعا پڑھتے ہوئے اپنے شہر میں داخل ہو۔

وَإِذَا دَخَلَ عَلَى أَهْلِهِ قَالَ :

اور جب اپنے اہل و عیال کے پاس آئے تو یہ دعا مانگے :

أَوْبًا أَوْ بَاءً لِرَبِّنَا تَوْبًا، لَا يُعَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا۔ (ر-ص)

(۲۹) میں اپنے رب کے آگے توبہ کرتا ہوں، اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، ایسی توبہ اور رجوع جو ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے۔

فصل الحج:

حج کے بیان میں، حج کی فضیلت^(۱):

إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ :

جب (حاجی کی) سواری جنگل میں کہیں ٹھہرے، تو کہے:

حَمْدَ اللَّهِ، وَسَبَّحَ، وَكَبَّرَ - (خ)

(۱) الْحَمْدُ لِلَّهِ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے)، اور سُبحَانَ اللَّهِ، اور اللَّهُ

أَكْبَرُ کہے۔

فَإِذَا أَحْرَمَ، لَبَّيْ، لَبَّيْكَ، اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنَّعْمَةَ

لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ - (ع)

(۱) احرام عمرہ کا ہو یا حج کا، اس سے کتنی چیزیں حرام ہوتی ہیں، اس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ جو کوئی حج کا ارادہ کرے، اسے احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا، پھر بن سلعے پہننے یعنی چادر تہبند باندھنا، اور خوشبو بدن پر لگانا، اور دو رکعت نماز پڑھنا چاہئے۔ پہلی رکعت میں الْحَمْدُ اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھے، اور دوسری میں الْحَمْدُ، اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھنا سنت ہے، پھر احرام کی نیت کرے، اور نماز پڑھنے کے بعد لبیک کہے، پھر سرور کائنات پر درود و سلام بھیجے، اور نماز کے بعد لبیک کہے۔

احناف کے یہاں، احرام میں دو باتیں فرض ہیں۔ (۱) نیت، اور (۲) مطلق ذکر، لبیک ہو یا اس کے سوا، ان دو باتوں کے سوا اور چیزیں سنت ہیں، یا مستحب۔ حج میں ایک بار لبیک کہنا فرض، اور بار بار کہنا سنت ہے۔ مستحب یہ ہے کہ جب لبیک کہے تین بار سے کم نہ کہے، نیز زبان سے کہے، دل میں کہنا مفید نہیں۔ (فخر)

اور جب احرام باندھے تو لبیک کہے:

(۲) اے اللہ! میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، بے شک سب تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے، اور بادشاہت تیرے لئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

لَبَّيْكَ، إِلَهَ الْحَقِّ، لَبَّيْكَ۔ (س۔ ق۔ حَب۔ مُس)

(۳) میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، اے معبود برحق! میں تیری خدمت میں حاضر ہوں۔

فَإِذَا طَافَ كُلَّمَا آتَى الرُّكْنَ:

پھر جب طواف کرے، اور رکن (حجر اسود) کے پاس آئے، تو کہے:

كَبَّرَ۔ (خ)

(۴) اللہ اُکْبَرُ کہے۔ (۱)

وَيَبْنَ الرُّكْنَيْنِ:

(۱) طواف: جہاں صرف رکن کا ذکر آتا ہے، اس سے وہ رکن مراد ہوتا ہے، جہاں حجر اسود موجود ہے، اس کے روبرو ہو کر بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور درود، اور اللہ اُکْبَرُ کہہ کر طواف شروع کرے، پھر ایک دورہ جب کر لیا، تو اسے شوط کہتے ہیں، اس طرح سات شوط پورا کرنا لازمی ہے۔ جب تکبیر کہے دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھا کر ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کر کے پھر بوسہ دے، اور بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے، کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر درمیان میں منہ رکھ کر بوسہ دے، اس طرح کہ آواز نہ آئے، جو منہ سے بوسہ نہیں دے سکتا، ہاتھ لگا کر چومے، یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی وغیرہ لگا کر اس سے اسے چومے، یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کرے، اور مستحب یہ ہے کہ حجر اسود کا تین بار بوسہ لے۔ (فخر)

اور دونوں رکنوں (۱) (رکن حجر اسود اور رکن یمانی) کے مابین آیت شریفہ پڑھے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
(د۔س۔حُب۔مُس۔مُص)

(۵) اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں (بھی) بہتری دے، اور آخرت میں (بھی)، اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا۔

وَكَذَلِكَ بَيَّنَّ الرُّكْنَيْنِ وَالْحَجَرَ: (عو۔مُص)
اور اسی طرح رکن یمانی، اور حجر اسود کے درمیان پڑھے:

(۶) رَبَّنَا آتِنَا الْخَيْرَ فِي الطَّوَّافِ:

اور طواف میں یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ قِنْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّيْ بِخَيْرٍ۔
(مُس۔عو۔مُص)

(۷) اے اللہ! تو نے جو رزق مجھے دیا اس پر مجھے قناعت دے، اور اس میں میرے لئے برکت کا سامان فرما، اور میری کھوئی ہوئی چیز پر تو خیر کے ساتھ میرا قائم مقام بن جا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (عو۔مُص)

(۸) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی

(۱) کعبے کے چار کونے ہیں، دو کو عراقی اور شامی کہتے ہیں، اور دو کو رکن اسود اور رکن یمانی کہتے ہیں، اور کبھی ان دونوں کو رکنین یمانیین کہتے ہیں۔ یہاں رکنین سے مراد رکن اسود اور رکن یمانی ہے، جو جنوب کی طرف واقع ہیں۔ (فخر)

بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ، صَلَّى رُكْعَتَيْنِ كَمَا تَقَدَّمَ۔

اور جب طواف سے فارغ ہو، دو رکعت نماز پڑھے، جیسا کہ گزر چکا۔

فَإِذَا دَنَا مِنَ الصَّفَا، قَرَأَ: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ
أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ
عَلِيمٌ، بَدَأَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ، فَيَرْفَعُنِي عَلَى الصَّفَا، حَتَّى يَرَى الْبَيْتَ، فَيَسْتَقْبِلُ
الْقِبْلَةَ، فَيُوحِّدُ اللَّهَ وَيُكَبِّرُهُ وَيَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ
الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ
وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، ثُمَّ يَدْعُو بَيْنَ ذَلِكَ وَيَقُولُ
مِثْلَ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَنْزِلُ الْمَرْوَةَ، حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ
الْوَادِي، سَعَى حَتَّى إِذَا صَعِدَ، مَشَى حَتَّى إِذَا أَتَى الْمَرْوَةَ، فَعَلَ عَلَى
الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا۔ (م۔ د۔ ق۔ عو)

(۹) اور جب صفا کے قریب پہنچے، تو یہ آیت پڑھے: صفا اور مروہ بے شک
اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے، یا عمرہ کرے،
اس پر (ذرا بھی) گناہ نہیں، کہ ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرے،
اور جو کوئی خوشی سے کوئی امر خیر کرے، سو اللہ تو بڑا قادر دان ہے، بڑا علم
رکھنے والا ہے، پھر صفا پر چڑھے، اتنا کہ کعبۃ اللہ کو دیکھے، (۱) پھر قبلہ رو کھڑا
ہو، اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرے، اور اللہ اکبر کہے، (۲) اور کہے: اللہ

(۱) گزشتہ زمانے میں کوہ صفا سے کعبۃ اللہ نظر آتا تھا، لیکن نئی تعمیر کی وجہ سے وہ چھپ گیا، تاہم ذرا کوشش
کریں، تو اس کے بعض حصے نظر آ جاتے ہیں۔

(۲) اور دعا کے طور پر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔ (فخر)

کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے سب تعریف ہے، وہی زندہ کرتا، اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، (مکہ فتح ہوا، دین کو قوت و شوکت حاصل ہوئی) اور اپنے بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی، اور تنہا کافروں کے گروہوں کو شکست دی۔ (۱) پھر اس کے درمیان دعا مانگے، اور اسی طرح تین بار کہے، پھر مروہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ جب اس کے قدم نالہ کے نشیب میں پہنچیں، (۲) (وہ نشیب میں اترے یعنی میلین اخضرین میں پہنچے) تو دوڑے یہاں تک کہ جب چڑھنے لگے، تو آہستہ چلے یہاں تک کہ جب مروہ پر آئے، تو وہاں بھی اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کیا تھا۔ پھر اس کے مابین دعا کرے، اور اسی طرح کے دعائیہ کلمات تین بار کہے، (اور دعا مانگے) پھر (صفا سے) مروہ پر آ کر اترے، پھر وادی میں آ کر سیدھا کھڑا ہو، اور سعی کرے، یہاں تک کہ جب اپنی چال چلے، اور مروہ پر آئے، تو ایسا ہی کرے جیسا کہ صفا پر کیا تھا، جب صفا و مروہ پر آئے، تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر تکبیرات کہے، پھر وہاں سے اتر کر صفا پر جائے، اور پہلے کی طرح سعی کرے، ایسا سات بار کرے، صفا سے مروہ تک ایک شوط ہوتا ہے، اور مروہ

(۱) غزوہ خندق میں کفار عرب اور یہودی قبائل میں سے، بنی قریظہ و بنی نضیر بھی مسلمانوں کے خلاف مدینہ پر چڑھ دوڑے تھے، اللہ تعالیٰ نے ہوا اور فرشتوں کا لشکر ان پر مسلط کیا، اور وہ ہلاکت و بربادی کے ساتھ واپس ہوئے۔ (علی)

(۲) یہ پستی و بلندی پہلے زمانے میں تھی، نئی تعمیر میں یہ فرق جاتا رہا، پس ایک نشانی بنا دی گئی ہے، جسے میلین اخضرین کہتے ہیں، وہ تھوڑا کھڑا ہے، جہاں دوڑتے ہیں۔ (فخر)

سے صفا تک دوشوٹ، یہ سعی سات بار کرنی واجب ہے۔

وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ :

اور صفا اور مروہ کے درمیان پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ، وَارْحَمْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ۔ (عو۔ مہ)

(۱۴) اے میرے رب! بخشش فرما، اور رحم کر، تو ہی غالب تر، اور بزرگ تر ہے۔

وَإِذَا سَارَ إِلَى عَرَفَاتٍ :

اور جب عرفات کی طرف چلے:

لَبَّيْ، وَكَبَّرَ۔ (م۔ د)

(۱۵) لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ، اور اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہتا ہوا جائے۔ (۱)

وَحَيْرُ الدُّعَاءِ، دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ۔

اور بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے،

وَحَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا، وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ

الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (ت)

اور سب سے بہتر دعا وہ ہے، جو میں نے مانگی، اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام

نے مانگی اور وہ یہ ہے:

(۱۶) اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، (۲) وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں،

اسی کی سلطنت ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

أَكْثَرُ دُعَائِي وَدُعَاءِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي بِعَرَفَةَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا

شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ

(۱) کبھی راستہ میں لیک کہے، اور کبھی تکبیر، لیکن علماء نے لکھا ہے کہ لیک کہنا سنت ہے، اور تکبیر کہنا جائز ہے۔ (فخر)

(۲) کلمہ کو دعا اس لئے کہا گیا ہے، کہ کریم کی تعریف حقیقت میں دعا ہوتی ہے۔

فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ
صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ، وَشَتَاتِ الْاَمْرِ،
وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلْجُ فِي اللَّيْلِ، وَشَرِّ مَا يَلْجُ فِي
النَّهَارِ، وَشَرِّ مَا تَهْبُتُ بِهِ الرِّيَّاحُ۔ (مُص)

میری زیادہ تر دعا، اور مجھ سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام کی دعا عرفہ کے دن یہ تھی:
(۱۷) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی
سلطنت ہے، اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ! تو میرے دل میں (ایمان و معرفت کا) نور کر، اور میری سماعت میں نور کر،
اور میری بینائی میں نور کر، اے اللہ! میرا سینہ کھول دے، (۱) اور میرا کام آسان کر،
اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، سینہ کے وسوسوں سے، (۲) اور کام کی پراگندگی و
پریشانی سے، (۳) اور قبر کے فتنہ سے، (۴) اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں
اس شر سے جو رات میں داخل ہوتا ہے، (۵) اور اس شر سے جو دن میں داخل ہوتا
ہے، اور ان چیزوں کے شر سے، جنہیں ہوائیں چلاتی ہیں۔ (۶)
فَاِذَا صَلَّى الْعَصْرَ، وَوَقَفَ بِعَرَفَةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَيَقُولُ :

- (۱) شرح صدر، دنیا سے بیزاری، اور آخرت کی طرف رغبت کرنا، اور موت کی تیاری سے کنایہ ہے۔
- (۲) وساوس صدر یعنی دل کی پریشانی، شیطانی وسوسے اور خیالات سے پناہ مانگتا ہوں، وہ وسوسے جو
شیطان انسانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے، اور وہ شکوک و شبہات میں پڑ کر گناہ کر بیٹھتا ہے۔
- (۳) کام کی پراگندگی سے دنیوی امور میں ایسا اٹھنا کہ جس سے دینی امور کی انجام دہی میں خلل واقع
ہو، اور معمولات زندگی میں انضباط و پابندی باقی نہ رہے، ان سے ہمیشہ نقصان پہنچتا ہے۔ ص: ۱۹۰
- (۴) فتنہ قبر سے، منکر و نکیر کے سوالات کے وقت، جواب میں حیرانی و پریشانی مراد ہے۔
- (۵) ایذا دینے والی چیزوں کی ایذا سے۔
- (۶) شیاطین و جنات سے۔

اور جب عصر کی نماز پڑھے، اور عرفہ میں وقوف کرے، تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، اور کہے:

اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى، وَاعْفِرْ لِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاَوَّلٰى، ثُمَّ يَرُدُّ يَدَيْهِ، فَيَسْكُتُ قَدَرًا مَا يَقْرَأُ اِنْسَانٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، ثُمَّ يَعُوذُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَيَقُولُ مِثْلَ ذَلِكَ۔

(عو۔ مُص)

(۱۸) اللہ بہت بڑا ہے، اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے، اللہ کے لئے سب تعریف ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لئے تعریف ہے، اے اللہ! مجھے ہدایت کی راہ دکھا، اور مجھے تقویٰ کے ذریعہ (ظاہری و باطنی گناہوں سے) پاک کر، اور دنیا و آخرت (کے امور) میں میری بخشش فرما، پھر اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ دے، اور اتنی دیر خاموش رہے جتنی دیر میں ایک آدمی سورہ فاتحہ پڑھے، پھر دعا مانگے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، اور اسی طرح دعا مانگے۔ (۱)

وَإِذَا رَجَعَ وَأَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ، اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَدَعَا اللَّهَ وَكَبَّرَهُ، وَهَلَّلَهُ، وَوَحَّدَهُ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أُسْفَرَ جَدًّا۔ (م۔ د۔ س۔ ق۔ عو)

(۱۹) اور جب عرفات سے لوٹے تو مشعر حرام میں آئے، قبلہ رو ہو کر اللہ سے دعا

(۱) عرفات میں عصر کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھتے ہیں، اس کے بعد عرفات میں وقوف (قیام) کرتے ہیں۔ یہ وقوف فرائض حج سے ہے، (نویں تاریخ کی دو پہر ڈھلنے کے بعد سے دسویں کی رات تک وقوف کا وقت ہے، اگر کوئی اس عرصہ میں گھڑی بھر بھی عرفات میں ٹھہر گیا، تو فرض ادا ہو گیا، لیکن سنت یہ ہے کہ غروب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہو۔ (فخر)

مانگے، اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہہ کر اس کی وحدانیت کا اقرار کرے، اور برابر کھڑا رہے تا آنکہ صبح خوب روشن ہو جائے۔ (۱)
وَلَمْ يَزَلْ يَلْبِي، حَتَّى يَرْمِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔ (ع)
(۲۰) اور برابر لہیک کہتا رہے، (۲) یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کرے، (کنکریاں مارے)۔ (۳)

وَإِذَا أَرَادَ رَمِيَ الْجِمَارِ، فَإِذَا أَتَى الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا، رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ، يُكَبِّرُ عَلَى أَثَرِ كُلِّ حَصَاةٍ۔ (خ-س)
(۲۱) اور جب رمی جمار (کنکریاں مارنے) کا ارادہ کرے، تو قریب تر جمرہ پر آئے، اور سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے پیچھے اللہ اکبر کہے۔
أَوْ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ۔ (م-د-س-ق-مُصْ)
یا ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے۔

(۱) عرفات سے آکر رات کو مزدلفہ میں ٹھہرے، یہاں وقوف کرنا سنت موکدہ ہے، پھر صبح کی نماز اول وقت پڑھ کر مشعر حرام پر (جو مزدلفہ میں ایک پہاڑی ہے) وقوف کرتے ہیں، یہاں مطلق وقوف کرنا واجب ہے، اگرچہ ایک ساعت ہی ہو، اور اس قدر ٹھہرنا جتنا اوپر بیان کیا گیا ہے، سنت ہے۔ وقوف کا وقت طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے، اگر کوئی اس سے پہلے یا اس کے بعد وقوف کرے گا، وہ معتبر نہیں۔ (فخر)

(۲) حج کا احرام باندھنے کے دن سے مقررہ مقامات پر۔
(۳) جمرہ اصل میں سنگریزہ کو کہتے ہیں مگر اب ان مناروں کا نام ہے جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں، اور وہ تین ہیں، ایک جمرہ اولیٰ، جس کو جمرہ دنیا بھی کہتے ہیں، اور دوسرا جمرہ الوسطیٰ، تیسرا جمرہ العقبہ ہے، ان کی رمی کرنا واجب ہے، دسویں تاریخ کو صرف جمرہ العقبہ کی رمی کی جاتی ہے، اور تیرہویں کو رمی کرتے ہیں، اگر وہاں رہیں۔ (فخر)

ثُمَّ يَتَقَدَّمُ، فَيُسْهِلُ، فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا، فَيَدْعُو، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ،
ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطَىٰ كَذَلِكَ، فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَيُسْهِلُ، وَيَقُومُ
مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا، فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ
الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا. (خ-س)

(۲۲) پھر (یعنی قریب ترجمہ پر رمی کے بعد) آگے بڑھے، اور پست زمین
میں آئے، اور یہاں قبلہ رو کھڑا ہو کر کھڑے کھڑے دیر تک دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا
مانگے، پھر اسی طرح جمرہ وسطیٰ پر کنکریاں مارے، پھر شمال کی طرف آگے بڑھے،
قبلہ رو دیر تک کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا رہے، پھر وادی کے اندر سے جمرہ
عقبہ پر کنکریاں مارے، اور یہاں نہ ٹھہرے۔ (۱)

حَتَّىٰ إِذَا فَرَغَ قَالَ :

یہاں تک کہ جب کنکریاں مارنے سے فارغ ہو جائے تو کہے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا، وَذَنْبًا مَغْفُورًا۔

(۲۳) اے اللہ! اس حج کو قبول فرما، اور گناہوں کو بخش دے۔ (۲)

وَإِذَا شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ فَلْيُسْتَقْبِلِ الْكُعْبَةَ، وَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَىٰ، وَلْيَتَنَفَّسْ
ثَلَاثًا، وَلْيَتَضَلَّعْ مِنْهَا، فَإِذَا فَرَغَ، فَلْيُحَمِّدِ اللَّهَ. (ق-مُس)

(۲۴) اور جب آب زمزم پیئے، تو قبلہ رو ہو جائے، اور بِسْمِ اللہ کہہ کر پینا شروع

(۱) دعا کرنے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں ٹھہرے نہیں چلتے میں دعا کرتا رہے، بعض مطلق دعا کو منع

کرتے ہیں۔ (فخر)

(۲) حج مبرور اس حج کو کہتے ہیں جس میں گناہ و خیانت نہ ہو۔ (فخر)

کرے، اور اسے تین سانس میں پیئے، اور ہر سانس میں برتن منہ سے جدا کر دے، اور پیٹ بھر کر اتنا پیئے کہ کوئیں تن جائیں، جب فراغت پائے، تو اللہ کی حمد و ثنا کرے۔

وَمَا زُمَ لِمَا شَرِبَ لَهُ - (مس)

(۲۵) آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے مفید ہے۔

وَإِذَا ذَبَحَ، سَمَّى، وَكَبَّرَ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِ، أَيْ عَرَضَ خَدَّهُ - (ع)

(۲۶) اور جب قربانی کا جانور ذبح کرے تو بسم اللہ اور اللہ اکبر کہے، اور اپنا پاؤں اس کے چوڑے گلے پر رکھے۔

قربانی کا بیان:

وَيَقُولُ فِي الْأُضْحِيَّةِ :

اور قربانی کے وقت کہے:

بِسْمِ اللَّهِ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ، وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (م-د)
(۲۷) میں اللہ کے نام سے یہ قربانی کرتا ہوں، اے اللہ! تو مجھ سے یہ قربانی قبول فرما، اور امت محمدیہ ﷺ سے بھی قربانیاں قبول فرما۔

اونٹ کی قربانی:

فَإِنْ كَانَتْ بُذْنَةً فَلْيَقْمُهَا، ثُمَّ لْيُقَلِّ :

اور جو اونٹ کی قربانی ہو، تو اس کو کھڑا کرے، اور کہے:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ ثُمَّ لَيْسَ اللَّهُ ثُمَّ لِيُنْحَرُ۔
(۲۸) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اے اللہ! یہ تیری عطا ہے، اور تیری رضا کے لئے ہے، پھر بِسْمِ اللّٰہ کہے اسے ذبح کرے (اس کے گلے پر چھری مارے)۔

عقیقہ:

وَإِنْ كَانَتْ عَقِيقَةٌ، فَعَلَّ كَالْأَضْحِيَّةِ۔
اور اگر عقیقہ ہو، تو قربانی کی طرح (بِسْمِ اللّٰہ اللّٰہ أَكْبَرُ کہہ کر) ذبح کرے۔
وَيَقُولُ: بِسْمِ اللّٰہ عَقِيقَةُ فُلَانٍ۔ (عو۔ مص)
(۲۹) اور کہے (عقیقہ پر بِسْمِ اللّٰہ اللّٰہ أَكْبَرُ اسی طرح کہے جس طرح قربانی پر کہی تھی) بِسْمِ اللّٰہ (اللّٰہ أَكْبَرُ) یہ عقیقہ فلاں (یہاں بچہ کا نام لے) کا ہے۔

فصلُ الجہاد:

فصل: جہاد کے بیان میں، جہاد کی فضیلت:

وَإِذَا أَمَرَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ، أَوْ سَرِيَّةٍ، أَوْ صَاهُ فِي خَاصَّتِهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ:

لشکر اور فوجی دستوں کی رواگی کی دعا:

(۱) اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب (بڑے یا چھوٹے) لشکر پر کسی کو امیر بناتے، تو اسے خاص طور پر پرہیزگاری اختیار کرنے کی، اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ خیر اور بھلائی کے ساتھ پیش آنے کی تاکید کرتے، پھر فرماتے:

اغزُوا بِسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، اغزُوا، وَلَا تَغْلُوا،
وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَمْثُلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا۔ (م۔ عہ)

اللہ کے راستہ میں بسم اللہ کر کے کافروں سے جہاد کرو، جو اللہ کے ساتھ کفر و انکار کرتے ہیں، ان سے قتال کرو، جہاد کرو، اور خیانت نہ کرو، اور عہد و پیمان نہ توڑو، اور ناک کان نہ کاٹو، اور بچوں کو قتل نہ کرو۔

دشمن سے ٹڈ بھڑ کی دعا:

وَيَقُولُ الْمُجَاهِدُ فِي طَرِيقِهِ:

اور مجاہد اپنے راستہ میں یہ دعا کرتا رہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضْدِيْ وَنَصِيْرِيْ، بِكَ اَحُوْلُ، وَبِكَ اَصُوْلُ، وَبِكَ اُقَاتِلُ۔
(د۔ ت۔ س۔ ج۔ م۔ ع۔ ع)

(۱) اے اللہ! تو میرا دست و بازو اور مددگار ہے، میں تیرے ہی بل پر دوا کرتا ہوں، اور تیرے ہی بل پر حملہ کرتا ہوں، اور تیرے ہی بل پر لڑتا ہوں۔ (۱)

خطبہ جہاد:

وَإِذَا أَرَادُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، انْتَظِرَ الْإِمَامُ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ:
يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا
لَقِيتُمُوهُمْ، فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا! أَلَّ الْحَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ، ثُمَّ
قَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ،
(۱) اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے وقت یہ دعا مانگنا مستحب ہے۔

إِهْزِمُهُمْ، وَأَنْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔ (خ - م - د)
اور جب دشمن سے مقابلہ کا وقت آئے تو امام انتظار کرے یہاں تک کہ سورج ڈھلے پھر وہ خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہو، اور کہے:

(۲) اے مجاہدو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو، (بلکہ) اللہ سے خیر و عافیت مانگو، (۱)
اور جب تمہارا دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے، تو ڈٹے رہو، اور یقین رکھو، کہ جنت
تلواروں کے سایہ تلے ہے، (۲) پھر یہ دعا مانگے: اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے
والے، اور بادل کے چلانے والے، اور کفار کے گروہوں کو شکست دینے والے، ان
دشمنوں کو شکست دے، اور ہمیں ان پر مدد دے۔

وَإِذَا أَشْرَفَ عَلَى بَلَدِهِمْ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، يُسَمِّي الْبَلَدَ،
(۳) اور جب برسرِ پیکار دشمنوں کے شہر میں آئے، تو اللہ اکبر کہے، اور شہر کا نام لے۔
إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ، فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ۔ (خ - م - ت - س - ق)
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (م)

(۱) کبھی اگر لڑائی ٹھن جائے تو حوصلہ رکھو، اور بھاگو نہیں، اس لئے کہا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ سے بلا و
آزمائش نہ مانگے، اور جو بلا و آزمائش آجائے تو صبر سے کام لے۔ دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو، علامہ
ابن بطل نے کہا ہے کہ ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ انسان کو معلوم نہیں کہ انجام کار کیا ہوگا، یہ فتن و
آزمائش سے عافیت مانگنے کی نظیر ہے، بعض علماء کہتے ہیں: ”جو کوئی اپنی ذات پر بھروسہ کرتا، اور دشمن کو
کمزور سمجھتا ہے، یہ حزم و احتیاط کے خلاف ہے، امام نووی فرماتے ہیں: ”یہ ایک قسم کی سرکشی ہے، اللہ
سرکشوں کی مدد نہیں کرتا، وہ فروتنی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے“۔ (تحفۃ الذاکرین، ص ۲۸۸)
(۲) کفار کے مقابلہ میں جو ہر دکھانے، اور شمشیر زنی کرنے سے جنت ملتی ہے، خواہ شہید ہو یا غازی۔ (فخر)

ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتریں، تو ان کی صبح بری ہوگی، جن کو ڈرایا گیا تھا، (۱) یہ تین بار کہے۔

دشمن کا ڈر:

وَإِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ :

اور جب کسی قوم کا ڈر ہو، تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ (د۔س۔ج۔مُس)
(۲) اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے (سینہ سپر) کرتے ہیں، (۲) اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

گھبراؤ کے وقت کی دعا:

فَاِنْ حَصَرَھُمْ عَدُوٌّ، قَالَ :

اور اگر دشمن مسلمانوں کو گھیر لے، تو یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اسْتَرْعُوْرَاتِنَا، وَاَمِنْ رَّوْعَاتِنَا۔ (ر۔ا)

(۵) اے اللہ! ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرما، اور ہماری دہشت و خوف کو امن

و امن دے۔ (۳)

فَاِذَا حَصَلَ النَّصْرُ، سَوَّى الْاِمَامُ الْجَيْشَ صُفُوْفًا خَلْفَهُ، ثُمَّ قَالَ :

(۱) صبح بری ہونا حملہ و غارت گری سے کنایہ ہے، لوٹ مار اور حملہ اکثر صبح کے وقت ہوتا ہے، اس لئے

اسے بری صبح کہا جاتا ہے۔ (نحر)

(۲) تاکہ ان کا شر ہم تک نہ پہنچے۔

(۳) ”عورۃ“ ہر اس چیز کو کہتے ہیں، جس کے ظاہر ہونے سے آدمی کو حیا و شرم آتی ہو، ”روعة“ کے معنی

گھبراہٹ اور پریشانی کے ہیں۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۷۷)

پھر جب کامیاب ہو جائے تو امیر لشکر اپنے پیچھے صفیں باندھے، پھر یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ،
وَلَا هَادِيَ لِمَنْ اَضَلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ
، وَلَا مَانِعَ لِمَنْ اَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرَّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اَللّٰهُمَّ
اَبْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ، وَرَحْمَتِكَ، وَفَضْلِكَ، وَرِزْقِكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ
اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِي لَا يَحْوُلُ، وَلَا يَزُولُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْاَمْنَ
يَوْمَ الْخَوْفِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَائِدٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَيْتَنَا، وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَنَا،
اَللّٰهُمَّ حَبِّ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ، وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا، وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ
وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ، وَاجْعَلْنَا
بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مُفْتُونِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ
الدِّيْنِ، وَيُكَذِّبُوْنَ بِرُسُلِكَ، وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ
وَعَذَابَكَ، اِلٰهَ الْحَقِّ - اٰمِيْنَ - (س - حَب - مُس)

(۶) اے اللہ! تیرے لئے سب تعریف ہے جس چیز کی تو نے کشادگی کی اس کی کوئی تنگی کرنے والا نہیں، اور تیری عطا کو کوئی روک نہیں سکتا، جس چیز کی تو نے تنگی کی، اس کی کوئی کشادگی کرنے والا نہیں، اور جس کو تو نے گمراہ کیا، اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں، اور جس کو تو نے ہدایت کی، اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جس کی روزی تو نے روکی، اسے کوئی روزی دینے والا نہیں، اور جس کو تو نے روزی دی، اس کی روزی کو کوئی روکنے والا نہیں، اور تو نے جس چیز کو دور کیا، اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں، اور جس چیز کو تو نے قریب کیا، اسے کوئی دور کرنے والا نہیں، اے اللہ! تو

ہم پر اپنی برکات کا اور اپنی رحمت کا اور اپنے فضل و کرم کا اور رزق کا فیضان کر، اے اللہ! میں تجھ سے ہمیشہ رہنے والی نعمت، (جنت) اور نہ بدلنے والی، اور نہ زائل ہونے والی نعمت کا خواستگار ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے خوف کے دن (۱) امن و امان چاہتا ہوں، اے اللہ! ہم اس چیز کے شر سے جو تو نے ہم کو دی ہے (۲) اور اس چیز کے شر سے جو ہم کو نہیں دی ہے، تیری پناہ چاہتے ہیں۔ (۳) اے اللہ! تو ہمارے لئے ایمان کو عزیز بنا، اور اسے ہمارے دلوں میں سجادے، اور کفر و گناہ اور نافرمانی سے ہم کو بے زار کر دے، اور ہم کو نیک چلن بنا دے۔ اے اللہ! تو ہم کو دنیا سے اطاعت کی حالت میں اٹھانا، اور آخرت میں نیک بندوں میں داخل فرمانا، نہ ہم کسی (بد اعمالی کی) وجہ سے رسوا ہوں، نہ فتنہ میں پڑیں، اے اللہ! تو کافروں کو ہلاک کر، جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے، اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے، اور تیرے راستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں،، اور ان پر اپنا قہر و غضب، اور عذاب نازل فرما، اے معبود برحق یہ دعا قبول فرما۔

(۱) قیامت کے دن۔

(۲) حضرت طلحہؓ کی جنگ احد میں انگلی کٹی تو انہوں نے کہا: خوب ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم اگر بسم اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے، اس حال میں کہ لوگ دیکھتے۔ (فخر)

(۳) محدث شوکانی تحفۃ الذاکرین ص: ۱۹۷ میں تحریر فرماتے ہیں: ”رزق میں خرابی اس وجہ سے آتی ہے، کہ آدمی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، یا صلہ رحمی میں کوتاہی کرتا ہے، کبھی حسد و بغاوت کی وجہ سے بربادی میں کوشش کرتا ہے۔ مال بعض اوقات تکبر و غرور کا ذریعہ بن جاتا ہے۔“ (فخر)

فصل النکاح:

نکاح کے بیان میں، نکاح کی فضیلت:

خطبہ نکاح:

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنُسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،
وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ، فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضِلُّ، فَلَا هَادِيَ
لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ (الآية۔ (عہ)

(۱) ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، ہم اس کی حمد کرتے، اور اس سے مدد چاہتے،
اور بخشش چاہتے ہیں، اور ہم اس کی پناہ لیتے ہیں، اپنے نفسوں کی شرارتوں سے، اور
اپنے اعمال کی برائیوں سے، جسے اللہ راہ دکھا دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں،
اور جسے وہ گمراہ کرے، اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں،
کہ بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے
اور کہو بات سیدھی۔ (۱)

وَيَقُولُ لِمَنْ تَزَوَّجَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ۔ (خ۔م) وَبَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ

(۱) یہ خطبہ پڑھ کر ایجاب قبول کرائے، یعنی دولہا سے کہے، کہ فلائی عورت نے اتنے روپوں کے عوض
اپنے آپ کو تمہاری زوجیت میں دیا، تم نے قبول کیا، وہ کہے: قبول کیا، اس ایجاب و قبول کے وقت دو
گواہوں کا ہونا شرط ہے، گواہوں کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا۔ (فخر علی)

بَيْنُكُمَا فِي خَيْرٍ - (عَهْ - حَبْ - مُسْ)

(۲) اور جس نے نکاح کیا اس سے کہے: اللہ تجھے برکت دے۔

(۳) اور اللہ تجھے بابرکت کرے، اور تم دونوں کو اتفاق و اتحاد (اور) خیر و خوبی کے ساتھ رہنا نصیب کرے۔

شب زفاف میں (اہل خانہ کے پاس جانے کی دعا):

وَإِذَا دَخَلَ بِأَهْلِهِ، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا - (د - س - ص) ثُمَّ لِيَقُلْ:

اور جب کوئی (پہلی بار) اپنی بیوی کے پاس جائے، تو اس کے پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ -

(۴) اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر چاہتا ہوں، اور جن اخلاق و اطوار پر اسے پیدا کیا ہے، اس کی خیر چاہتا ہوں۔

وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ - (د - س - ق - ص - مُسْ)

(۵) اور میں تجھ سے اس کے شر سے، اور جن برے اطوار و اعمال پر اسے پیدا کیا ہے، ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

وَإِذَا أَرَادَ الْجَمَاعَ، قَالَ:

اور جب ہمبستری کا ارادہ کرے، تو کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، (ع) فَإِنْ قُدِّرَ

بَيْنَهُمَا وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ أَبَدًا - (ع)

(۶) میں اللہ کے نام سے یہ کام شروع کرتا ہوں، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور

رکھ، اور شیطان کو اس (اولاد) سے دور رکھ، جو تو ہمیں دے (۱)۔ چنانچہ ان کو جو اولاد مقدر کر دی گئی، تو اسے شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(۱) حدیث میں آتا ہے، کہ جو صحبت کے وقت یہ دعا پڑھے گا، اس کی اولاد پر شیطان کا غلبہ نہ ہوگا۔ (علی) قاضی شوکانی تحفۃ الذاکرین ص ۱۹۹ میں رقمطراز ہیں: ”اولاد کو ضرر و اغوا سے محفوظ رکھنا، کفر و گمراہی سے بچانا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسے کبار سے بچائے، معصیت پر توبہ کی توفیق نصیب فرمائے، مرگی وغیرہ کی بیماری سے محفوظ رکھے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ ہمستری کے وقت بسم اللہ پڑھنا، اور یہ دعا مانگنا مستحب ہے۔“

﴿الْبَابُ السَّادِسُ﴾

فِيْمَا يَتَعَلَّقُ بِالْأُمُورِ الْعُلُوِّيَّةِ كَسَحَابٍ، وَرَعْدٍ، وَمَطَرٍ، وَهَالٍ، وَرِيحٍ، وَقَمَرٍ۔

﴿چھٹا باب﴾

امور علویہ سے متعلق ہے جیسے بادل، بجلی کی کڑک، بارش، چاند اور ہوا کا طوفان۔

يَقُولُ إِذَا رَأَى سَحَابًا مُّقْبِلًا :

اور جب ابر آتا دیکھے، تو یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَ بِهِ، اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا؛ فَاِنْ كَشَفَهُ اللّٰهُ
،وَلَمْ يُمَطِّرْ، حَمِدَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (د۔س۔ق)

(۱) اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں، اس چیز کے شر سے جس کے ساتھ اس بادل
کو بھیجا گیا ہے۔ اے اللہ! تو بادل کو نفع بخش بنا، اللہ اگر اس بادل کو کھول دے، اور
وہ نہ برسے اس پر بھی الحمد للہ کہے۔

قحط سالی:

وَإِذَا قُحِطُوا الْمَطَرَ، فَلْيَجْثُوْا عَلَى الرُّكْبِ، ثُمَّ لِيَقُولُوا :

اور بارش نہ ہونے سے لوگ قحط کا شکار ہو جائیں تو دوڑا نوٹیں اور کہیں:

يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! (عَو)

(۲) یارب! یارب!

وَإِذَا رَأَى الْمَطَرَ :

اور جب بارش دیکھے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا۔ (خ)

(۳) اے اللہ! فائدہ پہنچانے والی بارش برسا۔

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا۔

(۴) اے اللہ! فائدہ بخش بارش برسا۔

مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔ (مص)

دو یا تین بار کہے۔

فَاِذَا كَثُرَ وَخَشِيَ الضَّرَرُ:

اور جب بہت زیادہ بارش ہو، اور نقصان کا ڈر ہو، تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا، وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ عَلَيِ الْاَكَامِ، وَالْاَحَامِ، وَالضَّرَابِ،

وَالْاَوْدِيَةِ، وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔ (خ-م)

(۵) اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا، اور ہم پر نہ برسا، اے اللہ! ٹیلوں پر، اور قلعوں

پر، اور پہاڑوں پر، اور تالابوں پر، اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا۔

بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج کی دعا:

وَإِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ وَالصَّوَاعِقَ:

اور جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنے تو کہے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ۔

(ت-س-مُس)

(۶) اے اللہ! تو ہمیں اپنے قہر و غضب سے نہ مار، اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک

نہ کر، اور اس کے اترنے سے پہلے ہمیں عافیت دے۔

سُبْحَنَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ، وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ حِيفَتِهِ۔ (عو۔ ط)

(۷) پاک ہے وہ ہستی کہ گرج اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اس کی تعریف کے ساتھ، اور فرشتے اس کے ڈر کے مارے (حمد و ثنائیں لگے رہتے ہیں)۔

آندھی کے وقت کی دعا:

وَإِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ، اسْتَقْبِلْهَا بِوَجْهِهِ، وَجَنَّا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيَدَيْهِ (طب۔ ط) وَقَالَ :
اور جب آندھی چلے، تو اپنا منہ اس کی طرف کرے، اور دو زانو بیٹھے، (۱) اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِیْهَا، وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ، وَاَعُوْذُبِكَ
مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِیْهَا، وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ۔ (م۔ ت۔ س۔ طب)
(۸) اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر و برکت، اور اس چیز کی بھلائی جو اس میں
چھپی ہوئی ہے، اور جس چیز کے لئے وہ بھیجی گئی، اس کی خیر مانگتا ہوں، اور میں اس
آندھی کے شر سے، اور اس چیز کے شر سے جو اس میں مضمر ہے، اور اس چیز کے شر
سے، جس کے لئے وہ بھیجی گئی ہے تیری پناہ چاہتا ہوں۔
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِیْحًا، وَلَا تَجْعَلْهَا رِیْحًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً، وَلَا تَجْعَلْهَا
عَذَابًا۔ (طب۔ ط)

(۱) مصنف کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ دو زانو بیٹھے اور ہاتھ بھی زمین پر ٹکائے لیکن یہ تعبیر بظاہر درست نہیں (بقول شوکانی) (تحفۃ الذاکرین: ص ۳۰۲)

(۹) اے اللہ! تو انہیں خیر و برکت لانے والی ریاح (ہوائیں) بنا، اور ان کو ریح (بتاہ کن طوفان) نہ بنا، اے اللہ! تو اس کو رحمت کی ہوا بنا، اور اسے عذاب نہ بنا۔

وَإِنْ جَاءَ مَعَ الرِّيحِ ظُلْمَةٌ، تَعُوذُ بِالْمُعَوَّذَتَيْنِ - (د)

(۱۰) اور اگر آندھی کے ساتھ اندھیری بھی آئے، تو قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔

وَقَالَ: اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ هَذِهِ الرِّیْحِ، وَخَیْرِ مَا فِیْهَا، وَخَیْرِ مَا اُمِرْتُ بِهٖ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّیْحِ، وَشَرِّ مَا فِیْهَا، وَشَرِّ مَا اُمِرْتُ بِهٖ - (ت-س)

(۱۱) اے اللہ! میں تجھ سے اس آندھی کی خیر مانگتا ہوں، اور جو چیز اس میں پوشیدہ ہے، اس کی خیر اور جو اسے حکم دیا گیا ہے، اس کی خیر مانگتا ہوں، اور میں اس آندھی کے شر، اور اس چیز کے شر سے جو اس میں مخفی ہے، اور اس کے شر سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے، تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ لَقَحًا لَا عَقِيْمًا - (حب- طس)

(۱۲) اے اللہ! تو اس ہوا کو بار آور بنا، اور اسے بانجھ اور بے فیض نہ کر۔

سورج اور چاند گرہن کے وقت کی دعا:

وَإِذَا رَأَى الْكُسُوفَ، فَلْيَدْعُ اللَّهَ، وَلْيُكَبِّرْ، وَلْيُصَلِّ، وَلْيَتَصَدَّقْ -

(خ-م-د-س)

(۱۳) اور جب سورج گرہن دیکھے، تو اللہ سے دعا کرے، اور اللہ اکبر کہے، اور نماز پڑھے، اور صدقہ و خیرات کرے۔

چاند دیکھنے کی دعا:

وَإِذَا رَأَى الْهَلَالَ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ۔ (می)

(۱) اور جب پہلی رات کو چاند دیکھے، تو اللہ اکبر کہے (اور یہ دعا مانگے):

اَللّٰهُمَّ اِهْلِهْ عَلَيْنَا بِالْإِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ، وَالْإِسْلَامِ، وَالتَّوْفِيقِ، لِمَا تُحِبُّ، وَتَرْضَىٰ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ۔ (ت۔ حُب۔ می)

(۲) اے اللہ! تو اس چاند کو ہم پر خیر و برکت، اور ایمان و سلامتی، اور اسلام، اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ نکال، جس سے تو راضی ہوتا ہے، اور پسند کرتا ہے۔ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

هَلَالٌ خَيْرٌ وَرُشْدٌ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذَا الشَّهْرِ، وَخَيْرِ الْقَدْرِ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (ط)

(۳) یہ چاند خیر و ہدایت کا چاند ہے، اے اللہ! میں تجھ سے اس مہینے کی خیر، اور تقدیر کی خیر مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے اس مہینے کے شر کی پناہ چاہتا ہوں۔ یہ دعائیں بار پڑھے۔

وَإِذَا نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ فَلْيَقُلْ:

اور چاند کی طرف دیکھے تو یہ دعا مانگے:

اعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَاسِقٍ۔ (ت۔ س۔ مص)

(۴) میں اللہ سے اس چھپنے اور ڈوبنے والے چاند کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

الباب السابع

فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالشَّخْصِ مِنْ أُمُورٍ مُخْتَلِفَاتٍ بِاخْتِلَافِ الْحَالَاتِ -

ساتواں باب

ایک شخص کو جو مختلف امور و حالات پیش آتے ہیں، ان کے متعلق دعائیں -

فصل فِي نَفْسِهِ:

إِذَا لَبَسَ ثَوْبًا جَدِيدًا، سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً، أَوْ قَمِيصًا، أَوْ غَيْرَهُ ثُمَّ يَقُولُ:

فصل: وہ باتیں جن کا تعلق اس کی ذات سے ہے:

جب نیا لباس پہنے تو اس عمامہ، قمیص، یا اور کوئی ملبوس، کا نام لے کر دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ، اَسْأَلُكَ خَيْرَهُ، وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ،

وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. (د-ت-س-ج-مُس)

(۱) اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے، تو نے اسے مجھے (بغیر محنت و مشقت)

پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی، اور جس مقصد کیلئے اسے بنایا گیا ہے، اس کی خیر

مانگتا ہوں، اور اس کے شر سے، اور جس کیلئے اسے بنایا گیا ہے، اس کی برائی سے

تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ، وَاتَّحَمَلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ -

(ت۔ق۔مُص۔مُس)

(۲) تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، جس نے مجھے وہ کپڑا پہنایا، جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں، اور اپنی زندگانی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ لَبَسَ ثَوْبًا، فَقَالَ:

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور جو کوئی نیا کپڑا زیب تن کرے پھر کہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي، وَلَا قُوَّةَ، غُفِرَ لَهُ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، (د۔ت۔ق۔مُس) وَمَا تَأَخَّرَ۔ (د)

(۳) تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، جس نے مجھے یہ لباس پہنایا، اور اس نے مجھے

میرے حیلہ و قوت کے بغیر دیا، تو اس کے اگلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور پچھلے گناہ بھی۔

فَإِذَا خَلَعَ ثِيَابَهُ، فَسَتِرْ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجَنِّ، وَعَوْرَتَهُ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللَّهِ۔

(مُص۔ی)

(۴) اور اپنے کپڑے اتارے، تو جنوں کی آنکھوں اور اپنے ستر کے مابین پردہ

کرنے کے لئے بِسْمِ اللہ کہے۔ (۱)

بازار

وَإِذَا خَرَجَ إِلَى السُّوقِ، أَوْ دَخَلَهُ قَالَ:

اور جب بازار کی طرف نکلے، یا آئے تو کہے:

بِسْمِ اللَّهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ السُّوقِ، وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ

(۱) کپڑے اتارتے وقت، جو کوئی بِسْمِ اللہ کہے گا، اس کا ستر جنات کی نظر سے اوجھل رہے گا۔

مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّمَا فِيهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً، اَوْ صَفَقَةً خَاسِرَةً۔ (مُس۔ ی)

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی خیر، اور جو کچھ اس میں ہے، اس کی خیر مانگتا ہوں، (۱) اور میں تجھ سے اس بازار کے شر سے، اور جو کچھ اس بازار میں ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، (۲) اے اللہ! میں اس میں جھوٹی قسم کھانے، اور لین دین میں نقصان اٹھانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (۳)

وَمَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ :

اور جو کوئی بازار میں آئے اور کہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهٗ الْمُلْكُ، وَلَهٗ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ، بِيْدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ، وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ۔ (ت۔ ق۔ ا۔ مُس۔ ی)

(۲) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، اور وہ زندہ

(۱) وہ امور دنیویہ جن سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، وظائف عبودیت کی انجام دہی میں مدد ملی جاتی ہے، کبھی وسائل کو بھی مقاصد کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

(۲) ان چیزوں سے جو یاد الہی سے روکتی ہیں، یاد دھوکہ دہی اور خیانت و ناجائز خرید و فروخت سے۔

(۳) ایسا عقد و معاملہ جس میں دنیوی، یا دینی خسارہ ہو۔ (تحفۃ الذاکرین، ص ۳۷۰)

ہے، نہیں مرے گا، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، تو اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، اور دس لاکھ درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ! اَيُّعِزُّ اَحَدُكُمْ، اِذَا رَجَعَ مِنْ سُوقِهِ، اَنْ يَقْرَأَ عَشَرَ اَيَاتٍ، فَيَكْتُبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ اَيَةٍ حَسَنَةً۔ (ط)

(۳) اے تاجروں کی جماعت! کیا تم میں سے کوئی اس (بات) سے عاجز ہے، کہ وہ بازار سے لوٹتے ہوئے کوئی دس آیتیں پڑھ لے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر آیت کے بدلے ایک نیکی لکھ دے۔ (۱)

کفارہ مجلس:

وَكُفَّارَةُ الْمَجْلِسِ، اَنْ يَقُولَ قَبْلَ اَنْ يَقُومَ:
اور کفارہ مجلس یہ ہے، کہ اٹھنے سے پہلے کہے:

سُبْحَنَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ، وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ، وَاَتُوبُ اِلَيْكَ۔ (د۔ ت۔ س۔ حَب۔ مُس۔ ط۔ مُص)
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (د۔ حَب)

(۱) اللہ پاک ہے، اور ساری تعریف اسی کے لئے ہے، اے اللہ! میں تیری پاکی تیری حمد و ثنا کے ساتھ بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں، کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے بخشش چاہتا ہوں، اور تیری طرف رجوع کرتا، اور توبہ کرتا ہوں، یہ

(۱) ہر حرف پر جو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، یہ ثواب ان نیکیوں کے علاوہ ہے۔

تین بار کہے۔

عَمِلْتُ سُوءًا، وَظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاعْفِرْ لِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ۔ (س۔ مُس)

اے اللہ! میں نے برے کام کئے، اور اپنی جان پر ظلم کیا، پس تو مجھے بخش دے، اس لئے کہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔

فَصُلِّ: الْمَالُ وَالرَّقِيقُ وَالْوَلَدُ:

وَإِذَا رَأَى مِنْ نَفْسِهِ، أَوْ مَالِهِ، أَوْ غَيْرِهِ، مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ۔ (س۔ مُس)

فصل: مال، غلام اور ولد کے بیان میں:

(۱) اور جب کوئی اپنے آپ میں، یا اپنے مال میں، یا کسی اور میں، کوئی پسندیدہ بات دیکھے، تو خیر و برکت کی دعا کرے۔

وَإِذَا اشْتَرَى دَابَّةً، أَوْ رَقِيقًا، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا، ثُمَّ لْيَقُلْ:

اور جب کوئی جانور یا غلام خریدے، تو اس کے بال پکڑ کر یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ

مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَلْيَأْخُذْ بِذُرْوَةِ سَنَامِ الْبَعِيْرِ۔ (د۔ س۔ ص)

(۲) اے اللہ! میں تجھ سے اس کے اچھے اعمال و اطوار کی خیر مانگتا ہوں، اور اس چیز کی

خیر جس پر اسے پیدا کیا گیا ہے، اور میں تجھ سے اس کے شر، اور جن برے اطوار پر

اسے پیدا کیا گیا ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اونٹ کے گوبان پر ہاتھ رکھ کر

یہ دعا مانگے۔

وَإِذَا أَتَى بِمَوْلُودٍ أَذَّنْ فِي أُذُنِهِ حِينَ وَلَدَتْهُ۔ (د-ت)
(۱) اور جب کوئی بچہ پیدا ہو، (اور اسے نہلا دھلا کر لایا جائے) تو (اس کے کان میں) اذان دے (۱)۔

وَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ وَحَنَكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ وَبَرَكَ عَلَيْهِ۔ (خ-م)
(۲) اور اسے اپنی گود میں رکھے اور کھجور (یا کوئی میٹھی چیز) چبا کر اس کے تالو میں لگائے اور اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرے۔

بچہ کا تعویذ:

وَعَوِذُ الطِّفْلِ: اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَأَمَّةٍ۔ (خ-عہ-ر)
(۳) میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں، ہر شیطان کے شر سے، اور ہر زہریلی کاٹنے والی چیز کے شر سے، اور ہر لگ جانے والی نظر کے شر سے۔ (۲)
وَإِذَا أَفْصَحَ الْوَلَدُ فَلْيُعَلِّمُهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ (ی)
(۴) اور جب بچہ بولنے لگے، تو اسے کلمہ لا إله إلا الله سکھائے۔ (۳)

-
- (۱) مستحب یہ ہے کہ دائیں کان میں اذان دے، اور بائیں میں اقامت کہے، محدث قاضی شوکانی تحفۃ الذاکرین میں رقمطراز ہیں: ”اس سے معلوم ہوا، کہ بچہ کے کان میں اذان دینا، اسے گود میں لینا دعا دینا، مستحب ہے“۔ اذان اس لئے دی جاتی ہے، کہ کلمہ سے کان آشنا ہو جائے اذان کے الفاظ باعث برکت ہیں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس سے وہ فطرت پر پروان چڑھتا ہے، لیکن اس میں، اور مذکورہ بالا کلام میں کوئی تضاد نہیں، اذان ان سب کو جامع ہے۔ (۲۱۲)
- (۲) یہ دعا پڑھ کر بچہ پر دم کریں، یا لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیں۔ (فخر)
- (۳) کلمہ اسلام کی کنجی، ارکان اسلام کا سرتاج اور ایمان کی بنیاد ہے۔ (الشوکانی، ۲۱۳)

فصلُ الرؤیة:

پسندیدہ چیز دیکھنا:

إِذَا رَأَى مَا يُحِبُّ، قَالَ :

جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو کہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، جس کے اکرام و انعام سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔

وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ، قَالَ :

اور جب نا پسندیدہ چیز دیکھے تو کہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔ (ق۔ مُس)

ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔

آئینہ دیکھنے کی دعا:

وَإِذَا رَأَى وَجْهَهُ فِي الْمِرَاةِ قَالَ :

اور جب آئینہ میں اپنا منہ دیکھے تو یہ دعا مانگے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ حَسَنْتَ خَلْقِي، فَحَسِّنْ خُلُقِي۔ (حُب۔ می)

(۱) اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے، تو میرے اخلاق و سیرت بھی

اچھی بنا دے۔

- وَحَرَّمَ وَجْهِي عَلَى النَّارِ۔ (ر)
- (۲) اور میرے جسم و جان کو جہنم کی آگ پر حرام کر دے۔
- الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَوَّى خَلْقِي، فَعَدَلَهُ۔ (طس)
- (۳) ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، جس نے مجھے ٹھیک پیدا کیا، اور جوڑ اور بند برابر موزوں بنائے۔
- وَأَحْسَنَ صُورَتِي، وَزَانَ مِنِّي مَا شَاءَ مِنْ غَيْرِي، (ر)
- (۴) اور میری صورت اچھی بنائی، اور جو جسم کے حصے دوسروں کے عیب دار بنائے، میرے موزوں بنائے۔
- وَصَوَّرَ صُورَةَ وَجْهِي، فَأَحْسَنَهَا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (طس۔ ی)
- (۵) اور میرا چہرہ بنایا، تو اچھا بنایا، اور مجھے مسلمانوں میں سے بنایا۔

نیا پھل دیکھنا:

- وَإِذَا رَأَى بَاكُورَةَ نَمْرَةٍ، قَالَ :
- اور جب کوئی نیا پھل دیکھے، تو کہے:
- اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدَّنَا۔ (م۔ ت۔ س۔ ق)
- (۱) اے اللہ! ہمارے میوے میں برکت دے، اور ہمارے شہر میں برکت دے، اور ہمارے صاع (بڑے پیمانے) میں برکت دے، اور مد (چھوٹے پیمانے) میں برکت دے۔

مسلمان بھائی کو ہنستا دیکھتے وقت کی دعا:

وَإِذَا رَأَى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ يَضْحَكُ، قَالَ :

اور جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کو ہنستا ہوا دیکھے، تو کہے:

أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ - (خ-م-س)

(۱) اللہ تجھے ہمیشہ ہنستا رکھے۔

وَإِذَا رَأَى عَلَى صَاحِبِهِ نَوْبًا جَدِيدًا، قَالَ لَهُ :

اور جب اپنے کسی دوست کو نیا لباس پہنے دیکھے، تو اس سے کہے:

تُبْلَى، وَيُخْلِفُ اللَّهُ - (د-مُص)

(۲) تو اسے پرانا کرے، اور اس کی جگہ اللہ تجھے نیا عطا فرمائے۔ (۱)

أَبْلٍ وَأَخْلَقُ ثُمَّ أَبْلٍ وَأَخْلَقُ ثُمَّ أَبْلٍ وَأَخْلَقُ - (خ-د)

(۳) پرانا کرنا اور بوسیدہ کر کے اتارنا نصیب ہو، پھر پرانا کرنا اور بوسیدہ کر کے

اتارنا نصیب ہو، پھر پرانا کرنا اور بوسیدہ کر کے اتارنا نصیب ہو۔ (۲)

آگ بجھانے کی دعا:

وَإِذَا رَأَى الْحَرِيقَ، فَلْيُطْفِئْهُ بِالتَّكْبِيرِ - (ص-ی) مُجَرَّبٌ -

(۱) اور جب آگ لگی دیکھے، تو اللہ اکبر کہہ کر بجھائے، اور یہ مجرب عمل ہے۔

(۱) یہ دراصل درازی عمر، اور فراخی رزق کی دعا ہے۔

(۲) تیری عمر دراز ہو، تو بہت کپڑے پہنے، اور بوسیدہ کر کے اتارے۔

کسی کو دکھ بیماری میں دیکھنا:

وَمَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ :

اور جو شخص کسی کو دکھ بیماری میں دیکھے پس یہ دعا کرے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا؛ لَمْ يُصِبْهُ ذَلِكَ الْبَلَاءُ۔ (ت۔ق۔طس)

(۱) ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، جس نے مجھے عافیت میں رکھا، اس چیز (دکھ بیماری) سے جس میں تجھے مبتلا کیا، اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی؛ تو اسے یہ تکلیف نہ پہنچے گی۔ (۱)

فَصْلٌ: فِي بَيَانِ مَا يُقَالُ عِنْدَ سَمَاعِ صِيَا حِ الدِّيَكَةِ، وَغَيْرِهَا:

وَإِذَا سَمِعَ صِيَا حِ الدِّيَكَةِ، فَلْيَسْأَلِ اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ۔ (خ۔م۔د۔ت۔س)

فصل: مرغ کی بانگ، اور دیگر دوسرے جانور کی آواز سننے پر: (۱) اور جب مرغ کی بانگ (آواز) سنے، تو اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگے۔

(۱) ابتلاء دینی ہو یا دنیوی، مثلاً کسی کو گناہ میں دیکھے تو پکار کر یہ دعا پڑھے، ممکن ہے وہ شرمندہ ہو کر گناہ سے باز رہے، اگر کسی کو بیماری میں مبتلا دیکھے، یا سمجھے کہ پکار کر پڑھنے میں اس کے نقصان کا اندیشہ ہے، تو آہستہ پڑھے تاکہ وہ رنجیدہ نہ ہو۔ (فخر) (شوکانی نے ص ۲۱۷ میں دوسری توجیہ نقل کی ہے)

گدھے کی آواز کے وقت کی دعا:

وَإِذَا سَمِعَ نَهْيَ الْحَمِيرِ:

اور جب گدھوں کے رہننے کو سنے تو:

فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ (خ۔م۔د۔ت۔س۔مُس)

(۲) (أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا

ہوں، پڑھے۔

کتوں کے بھونکنے کے وقت کی دعا:

وَكَذَلِكَ إِذَا سَمِعَ نَبَاحَ الْكِلَابِ: (د۔س۔مُس)

اور اسی طرح جب کتوں کے بھونکنے کی آواز سنے تو:

(۳) (أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) میں راندہ درگاہ شیطان سے اللہ کی پناہ

مانگتا ہوں۔

وَإِذَا كَانَ فِي أَمْرٍ، وَسَمِعَ مَا يَكْرَهُ، فَلَا يَتَطَيَّرُ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ رَدَّتْهُ الطَّيْرَةُ عَنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ، وَكَفَّارَةُ ذَلِكَ أَنْ يَقُولَ:

جب کسی کام میں لگا ہوا اور کوئی ناپسند بات سنے تو بدشگونی میں گرفتار نہ ہو، رسالت مآب

ﷺ نے فرمایا: جسے بدشگونی نے کام سے روکا، اس نے شرک کا کام کیا (کہ اس کو

مؤثر حقیقی سمجھ لیا)، اس کا کفارہ یہ ہے کہ یوں کہے:

اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔ (أ۔ط)

(۴) اے اللہ! تیری خیر و برکت کے سوا کوئی خیر و برکت نہیں، اور تیرے شگون کے

سوا کوئی شگون نہیں، اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ (۱)

وَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنَ الطَّيْرِ شَيْئًا تَكْرَهُونَهُ فَقُولُوا :

اور جب تم بدشگونی سے کوئی چیز دیکھو تو یہ دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِاَلْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔ (مُص۔ د)

(۵) اے اللہ! تیرے سوا کوئی نیکیاں نہیں لاسکتا، اور تیرے سوا کوئی برائیاں دور نہیں

کر سکتا، اور تیری طاقت و قوت کے بغیر نہ کوئی گناہوں سے بچ سکتا ہے، اور نہ کوئی

طاعت و عبادت کر سکتا ہے۔

خوشخبری سننا، اور اللہ کا شکر ادا کرنا:

وَإِذَا بُشِّرَ بِمَا يَسُرُّهُ، فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ۔ (خ۔ م۔ د۔ س۔ ق)

اور جب کوئی اچھی خبر سن کر خوش ہو، تو کہے:

(۶) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (اللہ کا شکر ہے)۔

أَوْ حَمِدَ وَكَبَّرَ۔ (خ۔ م)

(۷) يَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے:

أَوْ سَجَدَ لِلّٰهِ شُكْرًا۔ (مس۔ ا)

(۸) یا اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالائے (۲)۔

(۱) دل میں بدشگونی کا خیال آئے تو یہ دعا پڑھے۔ یہ دعا اس بدشگونی کا کفارہ ہے (تحفۃ الذاکرین، ص ۲۱۸)

(۲) مطالب المؤمنین جو فقہ حنفی کی کتاب ہے، اس میں لکھا ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ، لوگوں کو سجدہ شکر سے منع کرے، (فخر) اس کے بجائے دو رکعت نفل پڑھے۔

فَصُلِّ: فِي كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ، وَرَدَّ:

وَإِذَا سَلَّمَ عَلَى أَحَدٍ، فَلْيَقُلْ:

فصل: سلام کرنا اور اس کا جواب دینا:

اور جب کسی کو سلام کرے تو کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ (خ۔م۔س)

(۱) السَّلَامُ عَلَيْكُمْ (تم پر سلامتی ہو) (۱)۔

وَرَحْمَةُ اللَّهِ، (د۔ت۔س۔می) وَبَرَكَاتُهُ۔ (د۔ت۔س۔می)

(۲) اور اللہ کی رحمت ہو، اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

فَإِذَا رَدَّ السَّلَامَ:

اور جب کسی مسلمان کے سلام کا جواب دے، تو کہے:

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَبَرَكَاتُهُ۔ (ع۔س۔حَب)

(۳) وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَبَرَكَاتُهُ (اور تم پر سلامتی ہو، اور اللہ کی

رحمت، اور اس کی برکتیں نازل ہوں)۔

وَعَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ:

اور اہل کتاب (یہودی اور نصرانی) کے جواب میں کہے:

عَلَيْكَ، (م۔ت۔س) أَوْ وَعَلَيْكَ۔ (خ۔م۔د۔ت۔س)

(۱) السلام علیکم میں حکمت یہ ہے، کہ ملاقاتیوں میں باہم خوف و خطرہ دور ہو جاتا ہے، یا کسی ایک سے، یا

مومن کی حالت کے مناسب تواضع و انکساری کا یا تعظیم کا اظہار ہوتا ہے۔ (ابن علان ص: ۲۲۹)

(۴) عَلَيْكَ (تجھ پر بھی) يَا وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی)۔

وَإِذَا بُلِّغَ سَلَامًا: وَعَلَيْكَ (س)

اور جب کسی کا سلام پہنچایا جائے، تو کہے:

(۵) وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر)۔

وَعَلَيْهِ السَّلَامُ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَبَرَكَاتُهُ۔ (ع)

(۶) وَعَلَيْهِ السَّلَامُ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَبَرَكَاتُهُ (اور اس پر سلامتی ہو، اور اللہ کی

رحمت، اور اس کی برکتیں نازل ہوں)۔

دوستی اور محبت کا اظہار:

وَإِذَا قِيلَ لَهُ: إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللَّهِ، قَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحَبَّبَنِي

لَهُ۔ (س - د - حُب - ی)

(۱) اور اگر اسے یہ بتایا جائے، کہ میں تجھ سے محض اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں، تو

جس سے محبت ہے، اسے اس کے جواب میں یہ کہے: کہ اللہ تجھ سے محبت کرے،

جس کی وجہ سے تو نے مجھ سے محبت کی ہے۔

مغفرت کی دعا کا جواب:

وَإِذَا قَالَ لَهُ:

اور جب کوئی کسی سے کہے:

غَفَرَ اللَّهُ لَكَ، قَالَ: لَكَ۔ (س)

(۲) اللہ تیری مغفرت کرے، تو وہ بھی اس کے جواب میں کہے: اور تیری بھی۔

مزانج پرسی:

وَإِذَا قِيلَ لَهُ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ قَالَ:

اور جب کوئی پوچھے کیسی صبح کی (مزانج کیسا ہے)؟ تو جواب میں کہے:

أَحْمَدُ اللَّهَ إِلَيْكَ۔ (ط)

(۱) میں تمہارے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں۔

وَإِذَا نَادَاهُ رَجُلٌ، رَدَّ عَلَيْهِ:

اور جب کوئی اسے آواز دے، تو جواب میں اس سے کہے:

لَبَّيْكَ۔ (ی)

(۲) لَبَّيْكَ (میں حاضر خدمت ہوں)۔

ایثار کا جواب:

وَإِذَا عَرَضَ عَلَيْهِ أَخُوهُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، قَالَ لَهُ:

اور جب کوئی مسلمان بھائی، اپنے اہل و عیال اور مال میں سے کچھ پیش کرے، تو کہے:

بَارَكَ اللَّهُ فِي أَهْلِكَ، وَمَالِكَ۔ (خ۔ ت۔ س۔ ی)

(۱) اللہ تمہارے اہل اور تمہارے مال میں برکت دے۔

قرض کی وصولی کی دعا:

وَإِذَا اسْتَوْفَى دَيْنَهُ، قَالَ:

اور جب قرض والا کسی سے اپنا قرض پورا وصول کر لے، تو اسے یہ دعا دے:

أَوْفَيْتَنِي، أَوْفَى اللَّهُ بِكَ - (خ-م-ت-س-ق)
(۱) تو نے میرا پورا قرض ادا کر دیا، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا پورا اجر دے۔

وَفَى اللَّهُ بِكَ - (خ)

(۲) تجھ کو اللہ جزا دے۔

أَوْفَاكَ اللَّهُ - (م)

(۳) اللہ تجھے پورا بدلہ دے۔

محسن کا شکریہ:

وَإِذَا صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ، فَقَالَ لِفَاعِلِهِ :

اور جب کوئی اس کے ساتھ احسان کرے، تو احسان کرنے والے سے کہے:

جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ - (ت-جَبْ)

(۱) جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، (اللہ تجھے جزائے خیر دے) تو اس نے اس کی تعریف

(شکریہ) کا حق ادا کر دیا۔ (۱)

نومسلم کی تعلیم:

وَيُعَلِّمُ مَنْ أَسْلَمَ :

جو اسلام لائے اس کو یہ دعایا دکرائے:

(۱) بزرگوں نے کہا ہے، کہ تعریف کرنے میں حد سے نہ بڑھے، اگر فاسق سے فائدہ پہنچے، تو اس کو ولی و

صالح نہ کہنے لگے، یہ کہے کہ: اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی خیر کرے، اور اگر کسی نیک و صالح سے تکلیف

پہنچے، تو اسے برا بھلا نہ کہنے لگے، بلکہ یہ کہے، اللہ اسے اور ہمیں بخشے اور ہدایت کرے۔ (فخر)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَاهْدِنِيْ ، وَارْزُقْنِيْ - (عو)
(۱) اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے راہ دکھا، اور رزق دے۔

﴿البَابُ الثَّامِنُ﴾

فِيمَا يَهُمُّ مِنْ عَوَارِضَ، وَافَاتٍ، فِي الْحَيَاةِ إِلَى الْمَمَاتِ - دُعَاءُ الْكَرْبِ، وَالْهَمِّ، وَالْحُزَنِ

﴿آٹھواں باب﴾

ان حوادث و عوارض، آفتوں اور مصیبتوں کے بیان میں، جن سے انسان زندگی میں موت تک دو چار ہوتا ہے۔ بے چینی، پریشانی اور دکھ درد کی دعائیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔

(۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو عظیم ہے بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ، وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔
(خ۔م۔ت۔س۔ق)

(۲) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، آسمانوں اور زمین کا رب ہے، اور عرش کریم کا رب ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَرِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔

(۳) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بردبار اور کریم ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ، وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔ (خ)

(۴) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو آسمانوں کا رب ہے، اور زمین کا رب ہے، اور عرش کریم کا رب ہے۔

ثُمَّ يَدْعُو بَعْدَ ذَلِكَ : (عو)

اس کے بعد دعا مانگے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ، وَتَبَارَكَ اللَّهُ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ - (مُص - س - حَب - مُس)

(۵) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بردبار ہے، کریم ہے، اللہ (ہر عیب و نقص سے) پاک ہے، اللہ بہت برکت والا ہے، عرش عظیم کا رب ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - (مُص - حَب - مُس)

اور ساری تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ، حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (خ - ت - س)

(۶) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بردبار ہے، کریم ہے، اللہ پاک ہے ساتوں آسمانوں کا رب ہے، اور عرش عظیم کا رب ہے، سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، اے اللہ! میں تجھ سے تیرے بندوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ بہت بڑھیا وکیل ہے۔

حَسْبِيَ اللَّهُ، وَنِعْمَ الْوَكِيلُ - (خ)

(۷) مجھے اللہ کافی ہے، اور وہ بہت بڑھیا وکیل ہے۔

اَللّٰهُ اَللّٰهُ، رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا - (د - س - ق - مُص - طَس)

(۸) اللہ، اللہ، میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اللَّهُ اللَّهُ، رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔ (حب)

(۹) اللہ اللہ، میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اللَّهُ اللَّهُ، رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (طب)

(۱۰) اللہ اللہ، میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، یہ تین بار

کہے۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ

لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّلَّ، وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا۔ (مس)

(۱۱) میں نے زندہ جاوید ہستی پر بھروسہ کر رکھا ہے، جو مرتی نہیں، سب تعریف اللہ

کے لئے ہے، جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے،

اور نہ اس وجہ سے، کہ وہ عاجز و ناتواں ہے، نہ کوئی اس کا مددگار ہے، اس کی بڑائی

جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔

اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي

كُلَّهُ۔ (د۔ حب۔ ط۔ مُص)

(۱۲) اے اللہ! میں تیری رحمت و مہربانی کا امیدوار ہوں، پس تو مجھے پلک جھپکنے کے بقدر

بھی اپنے نفس کے حوالہ نہ کر، (۱) اور میرے دین و دنیا کے سارے کام سنوار دے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔ (د۔ حب۔ مُص، ی)

(۱) مجھے میرے نفس کے حوالہ نہ کر اس لئے کہ میں عاجز ہوں، حاجت روائی کی قدرت نہیں رکھتا، اور نہ

اپنے حق کا اچھا برا جانتا ہوں، بس تو ہی اپنے فضل سے میرے کاموں کا ضامن ہو جا۔ ”شأن“ کا لفظ،

امر، حالت، مصیبت اور اہم معاملہ پر بولا جاتا ہے، یہاں اصلاح حال سے زندگی کے حالات کی، اور

موت کے بعد کے حالات کی، اصلاح مطلوب ہے۔ (تحفۃ الذاکرین: ۲۲۷)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

يَا حَيُّ، يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔ (مُس۔ ی)

(۱۳) اے ہمیشہ زندہ رہنے والی ہستی! اے سنبھالنے اور خبر گیری کرنے والی ہستی!

تیری رحمت کی دہائی ہے۔ (۱)

وَيَكْرُرُ وَهُوَ سَاجِدٌ، يَا حَيُّ، يَا قَيُّوْمُ۔ (س۔ مُس)

(۱۴) اور سجدہ ریز ہو کر بار بار، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ کہتا رہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ۔ (ت۔ س۔ ا۔ ص)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک میں قصور واروں میں سے ہوں۔

رنج و مصیبت کے وقت کی دعا:

وَمَا قَالَ عَبْدٌ أَصَابَهُ هَمٌّ أَوْ حُزْنٌ:

(۱۵) جو شخص کسی غم و مشکل میں پڑا، اور اس نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَّتِكَ، نَاصِیْتِیْ بَیْدَکَ، مَاضٍ فِیْ
حُكْمِکَ، عَدْلٌ فِیْ قَضَائِکَ، اَسْأَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَکَ، سَمِیَّتٍ بِه
نَفْسَکَ، اَوْ اَنْزَلْتَهْ فِیْ کِتَابِکَ، اَوْ عَلَّمْتَهْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ، اَوْ اسْتَأْثَرْتُ بِه
فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَ بَصْرِیْ،
وَجَلَاءَ حُزْنِیْ، وَذَهَابَ هَمِّیْ، اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهٗ، وَابْدَلَ مَکَانَ حُزْنِهٖ

(۱) یہ دعا جوامع الکلم میں سے ہے، حالات کا سنور جانا، تمام دنیوی اور دینی معاملات کو حاوی ہے، جس کی

دعا قبول ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرم کا مستحق ہو گیا، دین و دنیا کی خیریت اس میں ہے، کہ انسان اپنے

تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے، اس میں ایمان کی سلامتی ہے، اور یہی ورع و تقویٰ کی بات ہے۔

فَرَحًا۔ (حُب۔ مُصْ۔ ا۔ ص۔ ر۔ مُس۔ ط)

اے اللہ! میں بے شک تیرا بندہ، اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، (۱) میری پیشانی (جان) تیرے ہاتھ میں ہے، میرے حق میں تیرا حکم نافذ ہے، میرے حق میں تیرا فیصلہ عین انصاف ہے، میں تیرے ہر اس نام کے وسیلہ سے، جس نام سے تو نے خود اپنی ہستی کو موسوم کیا، یا اسے اپنی کتاب میں اتارا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے، یا تو نے اسے اپنے پاس علم (خزانہ) غیب میں رکھنا پسند فرمایا ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھ کا نور، اور میرے غم کے دور کرنے، اور میرے فکر کے چلے جانے کا ذریعہ کر دے؛ (۲) تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی ورنج کو دور کر دیں گے، اور اس کے رنج و غم کو خوشی و شادمانی سے بدل دیں گے۔

مَنْ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، كَانَتْ لَهُ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةِ وَتِسْعِينَ دَاءً
أَيَسْرُهَا اللَّهُمَّ۔ (مُس۔ ط)

(۱۶) اور جو کوئی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، (اللہ کی مدد کے بغیر نہ کوئی گناہوں سے بچ سکتا ہے، اور نہ عبادت کی طاقت پاسکتا ہے) پڑھتا ہے، یہ اس کے لئے

(۱) ہم سب تیرے بندے اور غلام ہیں۔

(۲) قرآن کو میرے دل کی بہار و چراگاہ بنا دیجئے، تاکہ میں اس کے انوار سے مستفید، اس کی کلیوں، درختوں اور پھلوں سے بہرہ مند ہوتا رہوں، یعنی اس کے گونا گوں علوم و معارف سے حکم و احکام، اور لطائف سے دل و دماغ روشن کرتا رہوں۔ ایسا نور بنا دیجئے، جس سے حق و باطل میں تمیز کر سکوں، اور قرآن کریم کو میری پریشانی دور کرنے، اور جمعیت خاطر بہم پہنچانے کا ذریعہ بنا۔

نناوے بیماریوں کی دوا ہے، ان میں سب سے ہلکی بیماری غم ہے۔

مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ، (د-ق-حَب) وَمَنْ أَكْثَرَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ، (س) جَعَلَ
اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَحْتَسِبُ۔ (د-س-ق-حَب)

(۱۷) جو کوئی استغفار کی پابندی کرے گا، اور جو کوئی کثرت سے استغفار کرے گا،
اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی و مصیبت سے نکلنے کا راستہ بنائے گا، اور ہر غم سے
چھٹکارا دے گا، اور اسے رزق پہنچائے گا، جہاں سے گمان بھی نہ ہوگا۔

مَنْ نَزَلَ بِهِ كَرْبٌ، أَوْ شِدَّةٌ فَلْيَتَحَيَّنِ الْمُنَادِي، فَإِذَا كَبَّرَ، كَبَّرَ، وَإِذَا تَشَهَّدَ،
تَشَهَّدَ، وَإِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، وَإِذَا قَالَ:
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ
الدَّعْوَةِ الصَّادِقَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا، دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَكَلِمَةُ التَّقْوَى، أَحْيِنَا
عَلَيْهَا، وَأَمِتْنَا عَلَيْهَا، وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا، وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ أَهْلِهَا أَحْيَاءَ،
وَأَمْوَاتًا؛ ثُمَّ يَسْأَلُ اللَّهَ حَاجَتَهُ۔ (مُس-ی)

(۱۸) جو کوئی مصیبت یا پریشانی میں گرفتار ہو، تو وہ موزن کی اذان کے وقت کا انتظار
کرے، جب موزن اللہ اکبر کہے، یہ بھی اللہ اکبر کہے، جب وہ اُشہدُ اَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے، یہ بھی کہے، اور جب وہ اُشہدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کہے،
یہ بھی کہے، اور جب وہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کہے، یہ بھی یہی الفاظ دہرائے، اور
جب وہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے، یہ بھی حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے، پھر یہ دعا مانگے:
اے اللہ! جو اس سچی، مقبول دعا، یعنی دعوتِ حق (اذان)، اور کلمہ تقویٰ (کلمہ

شہادت) کا رب ہے، ہمیں اسی دعوت پر زندہ رکھ، اور اسی دعوت پر ہمارا خاتمہ کر، اور اسی پر (قیامت کے دن) اٹھا، اور ہمیں بہترین اہل دعوت میں سے کر دے، زندگی کی حالت میں بھی، اور موت کی حالت میں بھی، پھر اللہ سے اپنی حاجت روائی کی دعا کرے۔

وَإِنْ وَقَعَ بَلَاءٌ، أَوْ أَمْرٌ مَهُولٌ، أَوْ وَقَعَ فِي أَمْرٍ عَظِيمٍ، قَالَ :
(۱۹) کسی بلا میں گرفتار ہو جائے، یا کوئی ہولناک واقعہ پیش آئے، یا کوئی اہم معاملہ پیش آئے، تو کہے:

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا۔ (ت۔ مُص)
ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز ہے، اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔
وَإِنْ وَقَعَ لَهُ مَا لَا يَخْتَارُهُ، فَلَا يَقُلْ : لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا، وَكَذَا وَلَكِنْ، لَيَقُلْ :
(۲۰) اور اگر اسے کوئی ایسی چیز پیش آئے، جسے وہ پسند نہیں کرتا، تو اسے یہ نہیں کہنا چاہئے، کاش میں ایسا اور ایسا کرتا، اسے یوں کہنا چاہئے:

بِقَدَرِ اللَّهِ، وَمَا شَاءَ، فَعَلَ۔ (م۔ س۔ ق۔ ی)
یہ تقدیر الہی سے ہوا ہے، اور جو اس نے چاہا وہ کیا۔ (۱)

وَمَنْ غَلَبَهُ أَمْرٌ، فَلْيَقُلْ :

(۲۱) اور جو کوئی کسی کام، یا چیز سے مغلوب ہو جائے، تو یہ کہنا چاہئے:

(۱) ایسا عقیدہ نہ رکھنا چاہئے، کہ اگر یوں کرتا تو یہ بات نہ ہوتی، مثلاً کوئی شخص گھر سے نکلا، اور کسی نے اسے ستایا، تو یوں نہ کہے، کہ اگر میں گھر سے نہ نکلتا، تو نہ ستایا جاتا، یہ نہیں تنزیہی ہے، اور بعض نے اسے مکروہ تحریمی کہا ہے۔

حَسْبِيَ اللَّهُ، وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ (د۔ س۔ ی)

مجھے اللہ کافی ہے، اور بہت ہی اچھا کارساز ہے۔

وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ، فَلْيَقُلْ :

(۲۲) اور اگر کسی پر مصیبت آن پڑے، تو اسے کہنا چاہئے:

إِنَّا لِلَّهِ، وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اُحْتَسِبُ مُصِيبَتِيْ، فَاجِرْنِيْ فِيْهَا،

وَابْدِلْنِيْ خَيْرًا مِنْهَا۔ (ت۔ س۔ ق)

ہم اللہ ہی کا مال ہیں، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میں تیرے پاس

اپنی مصیبت کا اجر مانگتا ہوں، تو مجھے اس میں اجر دے، اور مجھے اس سے بہتر بدلہ دے۔

دشوار کام:

وَإِنْ اسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ أَمْرٌ، قَالَ :

(۲۳) اور اگر کسی کام میں دشواری پیش آئے، تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَهْلًا، اِذَا

شِئْتَ۔ (جَب۔ ی)

اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں، مگر وہی کام جسے تو نے آسان کیا، اور تو پتھر لی زمین

کو نرم بناتا ہے، جب چاہے (۱)

تھکاوٹ سے بچنے، اور زیادہ قوت حاصل کرنے کا عمل:

وَإِذَا أَخَذَهُ أَغْيَاءٌ مِّنْ شُغْلٍ، أَوْ طَلَبَ زِيَادَةَ قُوَّةٍ، فَلْيَسْبَحْ عِنْدَ نَوْمِهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَلْيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَلْيَكْبِرْ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، أَوْ مِنْ كُلِّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، أَوْ مِنْ إِحْدَهُنَّ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً۔ (خ۔م۔د۔س۔ت۔ج۔ب۔ا ط)
(۲۴) اور جب کوئی کسی کام سے عاجز ہو جائے، یا زیادہ طاقت و قوت حاصل کرنا چاہے، تو اسے سوتے وقت تینتیس بار سُبْحَانَ اللَّهِ، اور تینتیس بار الْحَمْدُ لِلَّهِ، اور چونتیس بار اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھنا چاہئے، یا ان میں سے ہر ایک کو تینتیس بار، یا کسی ایک کو چونتیس بار پڑھے:

أَوْفَى دُبُرِكُلِّ صَلَوةٍ عَشْرًا، وَعِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَالتَّكْبِيرِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ۔ (۱)
یا ہر فرض نماز کے بعد دس بار، اور سوتے وقت تینتیس بار، اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھے:

وَإِنْ خَافَ سُلْطَانًا، أَوْ ظَالِمًا، فَلْيَقُلْ:

(۲۵) اور اگر کسی بادشاہ، یا ظالم کا ڈر ہو، تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيعًا، اللَّهُ أَعَزُّ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، الْمُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فَلَانٍ وَجُنُودِهِ، وَاتِّبَاعِهِ، وَأَشْيَاعِهِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، اَللّٰهُمَّ كُنْ لِيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَعَزَّ جَارُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
(ط۔عو۔مُص۔مر۔ط)

اللہ سب سے بڑا ہے، اپنی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ طاقتور، اور غالب ہے،

جس چیز سے ڈرتا اور بچتا ہوں، اس سے بھی اللہ تعالیٰ غالب تر ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اپنے حکم سے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے، اے اللہ! پناہ چاہتا ہوں، تیرے فلاں بندے کے شر سے، اور اس کے لشکروں، اور اس کے تابعداروں کے، اور اس کے گروہوں کے، وہ جن (شیطان) کے ہوں، یا انسان کے، اے اللہ! تو (ان کے شر سے) میرا محافظ و نگہبان ہو جا، بڑی ہے تعریف تیری، اور تیری پناہ لینے والا غالب، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں؛ دعائیں بار پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَوْ أَنْ يَطْغَى. (عو۔ می)
(۲۶) اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں، اس بات سے کہ ان دشمنوں میں سے کوئی ہم پر غالب آئے، یا ہم پر ظلم توڑے۔

اللَّهُمَّ إِلَهَ جِبْرِئِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ، وَإِلَهَ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْمَاعِيلَ، وَإِسْحَاقَ، عَافِنِي، وَلَا تُسَلِّطَنَّ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ عَلَيَّ بِشْيٍ، لَا طَاقَةَ لِي بِهِ. (عو۔ مُص)
(۲۷) اے اللہ! اے جبرئیل کے معبود، اور میکائیل اور اسرافیل کے معبود، اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود، تو مجھے (ظاہری و باطنی فتنوں سے) عافیت دے، اور مجھ پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو ایسی چیز کے ساتھ مسلط نہ فرما، جسے دفع کرنے، اور برداشت کرنے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔

رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَبِالْقُرْآنِ حَكْمًا، وَإِمَامًا. (مص۔ عو)

(۲۸) میں اللہ کو رب مان کر، اور اسلام کو دین مان کر، اور محمد ﷺ کو نبی مان کر، اور

قرآن کو حکم اور امام مان کر، راضی ہوا۔ (۱)

وَإِنْ خَافَ شَيْطَانًا، أَوْ غَيْرَهُ، فَلْيَقُلْ:

(۲۹) اور اگر شیطان وغیرہ (۲) کا خوف ہو، تو یہ دعا پڑھے:

أَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْكَرِيمِ النَّافِعِ، وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ، الَّتِي لَا يُجَاوِزُهَا
بَرْ، وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، وَذَرَأًا، وَبَرًّا، وَمِنْ شَرِّ مَا يُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ
شَرِّ مَا يُعْرِجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ
شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ، إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ
يَا رَحْمَنُ۔ (أ۔ طَب۔ س۔ ط۔ مُص۔ ص)

میں اللہ کی ذات سے، جو کرم کرنے والی، اور فائدہ پہنچانے والی ہے، اور اللہ کے
کلمات کے وسیلہ سے، (۳) جن سے کوئی نیکو کار و بدکار تجا و نہیں کرتا، اس چیز کے
شر سے پناہ مانگتا ہوں، جو اس نے پیدا کی اور پھیلانی ہے، اور اس چیز کے شر سے جو
آسمان سے اترتی، اور اس چیز کے شر سے جو آسمان میں چڑھتی ہے، اور اس چیز کے
شر سے جو اس نے زمین میں پھیلانی، اور اس چیز کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہے،

(۱) ان کا حکم ماننا اور ان کے احکام پر عمل کرتا ہوں۔

(۲) جن بھوت اور موذی جانور۔

(۳) کلمات تامہ سے مراد آسمانی کتابیں، اور اللہ تعالیٰ کے نام و صفات ہیں، جن کی تاثیر سے کوئی چیز
خارج نہیں، مثلاً مومن سے جنت کا وعدہ ہے، اور کافر سے جہنم کا وعدہ ہے، یہ بلاشبہ ہو کر رہے گا۔ (علی)

اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے، اور ہر رات میں پیش آنے والے حادثہ سے، مگر اس واقعہ سے جو خیر و برکت لائے، اے رحمن! (رحم فرما)

مَا يُقَالُ عِنْدَ الْفَزَعِ:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ، وَأَنْ يَحْضُرُونِ۔ (د۔ ت)

گھبراہٹ کے وقت کی دعا:

(۱) میں اللہ کے کامل کلمات کے وسیلہ سے، اس کے غضب اور عذاب سے، اور اس کے بندوں کے شر سے، اور شیطانوں کے وسوسوں سے، اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں پناہ مانگتا ہوں۔

مَا يُقَالُ لِهَرَبِ الشَّيَاطِينِ:

آيَةُ الْكُرْسِيِّ۔ (ت)

شیاطین کو بھگانے کے لئے کیا پڑھے:

(۱) آیت الکرسی کا پڑھنا۔

وَكَذَٰلِكَ الْآذَانُ۔ (م)

(۲) اور اسی طرح اذان دینا۔

وَكَذَٰلِكَ إِذَا تَغَوَّلَتِ الْغَيَلَانُ۔ (مُص)

(۳) اور یہ عمل کرنا، جب غول طرح طرح کے رنگ بدل کر نمودار ہوں۔

وسوسے:

وَمِنْ ابْتِلَايَ بِالْوَسْوَسَةِ، فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ، وَلْيَنْتَهَ - (خ-م-د-س)

(۴) اور جو کوئی وسوسہ میں مبتلا ہو، وہ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھے، اور

جہاں تک ہو سکے وسوسہ سے باز رہے (ا)۔

أَوْ لِيَقُلْ: أَمَنْتُ بِاللَّهِ، وَرُسُلِهِ - (م)

(۵) يَا أَمَنْتُ بِاللَّهِ، وَرُسُلِهِ (میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا) کہے۔

اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، ثُمَّ لِيَتَفَلَّ

(۱) حتی الامکان وسوسہ سے بچے، اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ سے بھی وسوسہ نہ جائے، تو اٹھ کر کسی اور کام میں لگ جائے، وسوسہ عقائد اور اعمال دونوں میں لاحق ہوتا ہے، وسوسہ نفسانی و شیطانی باتوں کو کہا جاتا ہے، ان برے خیالات کی وجہ سے انسان گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ وسوسہ دو قسم کا ہوتا ہے: ایک اختیاری، دوسرا غیر اختیاری، جو وسوسہ بے اختیار نفس اچانک آجائے، اسے ”ہاجس“ کہتے ہیں، یہ اس امت میں معاف ہے، اور پہلی امتوں میں بھی معاف تھا، وسوسہ اگر دل میں ٹھہر جائے، اور خلجان پیدا کرے اسے ”خاطر“ کہتے ہیں، وہ اس امت کو معاف ہے، اختیاری وہ وسوسہ جو دل میں آئے، اور باقی رہے اور دل میں اس کے کرنے کی خواہش و محبت ہو، اس کو ”ہم“ کہتے ہیں، اس پر باز پرس نہیں، یہ بھی معاف ہے، عمل کے بغیر لکھا نہیں جاتا، بلکہ قصد کے باوجود اس پر عمل نہ کرے، تو نیکی لکھی جاتی ہے۔ ایک وہ وسوسہ ہے، جو دل میں ٹھہر گیا اور اس کے کرنے کا پختہ ارادہ بھی ہے، اگر موقعہ و اسباب مہیا ہو جائیں، اور کوئی امر مانع نہ ہو، اور کرگزرے، اس کو ”عزم“ کہا جاتا ہے، اس پر باز پرس ہے، مگر کرنے کی نسبت سے کم، جب اس پر عمل کر لیا تو زیادہ گنہگار ہوگا۔ (فخر، علی)

عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلَيْسْتَ عِدُّ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، (د-س-ی) وَمِنْ فِتْنَتِهِ۔ (س)

(۶) (اور یہ پڑھنا چاہئے) اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں، یہ باتیں کہہ کر اپنی بائیں طرف تھوکے (۱) یا تھکا کر دے، پھر شیطان اور اس کے فتنے سے پناہ مانگے۔

وَإِنْ كَانَتْ الْوَسْوَسةُ فِي الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ ذَلِكَ شَيْطَانٌ، يُقَالُ لَهُ خَنْزَبٌ، فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْهُ، وَلْيَتَّقِ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا۔ (م-مُص)

(۷) (اور اگر وسوسہ اعمال (وضو وغیرہ) میں ہو، اس قسم کا وسوسہ ڈالنے والے شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے، اس سے بھی اللہ کی پناہ مانگے، اور تین بار اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اپنی بائیں طرف تھکا کر دے۔

وَإِذَا عَطَسَ، فَلْيَقُلْ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔ (خ-د)

اور جب چھینکے تو کہے:

(۸) الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔ ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، ہر حال

میں۔ (۲) (اور یہ دعا پڑھے)

(۱) تھوکنا اور تھکا کر کرنا، شیطان کو دفع کرنے میں بہت اثر رکھتا ہے۔

(۲) چھینکنے کے بعد اس طرح حمد کرنا بہتر ہے، صرف الحمد کہنا اس کا ادنیٰ درجہ ہے، چھینکنے کے بعد حمد کرنا مستحب ہے، اور اس کا جواب یعنی يَرْحَمُكَ اللَّهُ کہنا سننے والوں پر واجب ہے، مجلس میں سے کسی ایک نے جواب دیا، تو اوروں کے ذمہ سے بھی ادا ہو گیا، نہیں تو سب گنہگار ہوں گے۔ (فخر)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (د۔ حَب)

(۹) اللہ رب العالمین کے لئے ساری حمد و ثناء ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ، كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا
وَيَرْضَى۔ (د۔ ت)

(۱۰) اللہ تعالیٰ کے لئے بہت پاکیزہ اور بابرکت حمد و ثناء ہے، جس پر برکت نازل
ہو، جس طرح ہمارا رب پسند کرے، اور راضی ہو۔

وَلْيَقُلْ لَهُ:

اور (الحمد للہ کہنے والے کے جواب میں) کہے:

يَرْحَمُكَ اللَّهُ۔ (خ۔ د۔ ت۔ س)

(۱۱) يَرْحَمُكَ اللَّهُ، اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔

وَلْيُرَدِّ عَلَيْهِ:

اور اس کے جواب میں یہ کہے:

يَهْدِيْكُمْ اللَّهُ، وَيُصْلِحْ بِأَلْسِنَتِكُمْ۔ (خ)

(۱۲) يَهْدِيْكُمْ اللَّهُ، وَيُصْلِحْ بِأَلْسِنَتِكُمْ، (اللہ تمہیں ہدایت دے، اور تمہاری حالت

درست کرے) (یا یوں جواب دے)

يَغْفِرُ اللَّهُ لِيْ، وَلَكُمْ (د۔ ت۔ حَب)

(۱۳) يَغْفِرُ اللَّهُ لِيْ، وَلَكُمْ (اللہ میری اور تمہاری بخشش فرمائے)

(یا یہ کہے)

يَرْحَمُنَا اللَّهُ، وَإِيَّاكُمْ، وَيَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا، وَلَكُمْ۔ (ط)

(۱۴) يَرْحَمُنَا اللَّهُ، وَإِيَّاكُمْ، وَيَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا، وَلَكُمْ (اللہ ہم پر اور تم پر رحم

فرمائے، اور ہماری اور تمہاری بخشش کرے)

وَإِنْ كَانَ كِتَابِيًّا، قِيلَ لَهُ:

اور اگر چھیننے والا کتابی ہو، تو جواب میں کہا جائے گا:

يَهْدِيكُمْ اللَّهُ، وَيُصْلِحْ بَالَكُمْ۔ (ت۔د۔مس)

(۱۵) يَهْدِيكُمْ اللَّهُ، وَيُصْلِحْ بَالَكُمْ (اللہ تمہیں ہدایت دے، اور تمہارا حال

درست کرے۔)

دانت، کان میں درد:

مَنْ قَالَ عِنْدَ كُلِّ عَطْسَةٍ:

اور جس نے ہر چھینک پر یہ کہا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلَى كُلِّ حَالٍ، مَا كَانَ حَيًّا لَمْ يَجِدْ وَجَعَ ضَرْسٍ،

وَلَا أُذُنَ أَبَدًا۔ (عو۔مُص)

(۱۶) الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلَى كُلِّ حَالٍ، (ہر حال میں ساری تعریف

اللہ رب العالمین کے لئے ہے) جب تک زندہ رہے گا داڑھ، دانت اور کان میں

کبھی درد محسوس نہیں کرے گا۔

کان جھنجھنا

وَإِذَا طَنَّتْ أُذُنُهُ، فَلْيَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلْيُصَلِّ عَلَيْهِ، وَلْيَقُلْ:

(۱۷) اور جب کسی کا کان جھنجھنائے، اسے نبی کریم ﷺ کو یاد کرنا، (۱) اور

(۱) حضور اکرم ﷺ کو یاد کرنا، ان پر درود شریف پڑھنا ہے۔

آپ ﷺ پر رو د پڑھنا چاہئے، اور یہ کہنا چاہئے:

ذَكَرَ اللَّهُ بِخَيْرٍ، مَنْ ذَكَرَنِيْ - (ط-ی)

(۱۸) جس نے مجھے خیر سے یاد کیا اللہ اسے خیر سے یاد کرے۔

وَإِذَا خَدِرْتُ رِجْلُهُ:

ہاتھ پاؤں کا سن ہو جانا:

اور جب کسی کا پاؤں سن ہو جائے:

فَلْيَذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْهِ - (عو-ی)

(۱۹) تو جس سے زیادہ محبت ہو، اس کا نام لے۔

مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ:

وَمَنْ غَضِبَ، فَقَالَ:

غصہ کے وقت کی دعا:

اور جسے غصہ آئے، تو یہ پڑھے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ؛ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ - (خ-م-د-س)

(۲۰) اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ؛ (میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی شیطاں

مردود سے) اس کا غصہ جاتا رہے گا۔

فَصُلِّ: فِيمَا يَقُولُهُ حَدُّ اللِّسَانِ:

وَمَنْ كَانَ حَدُّ اللِّسَانِ فَاحِشَةً، فَلْيَسْتَغْفِرِ اللَّهَ لِحَدِيثِ حَدِيفَةٍ:

شَكُوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَرَبَ لِسَانِي، فَقَالَ: أَيْنَ أَنْتَ مِنْ الْإِسْتِغْفَارِ، إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ (س۔ مُس)

تیزی و بدزبانی کا علاج:

(۱) اور جو شخص تیز و بدزبان ہو، اسے استغفار کی پابندی کرنی چاہئے، حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں آیا ہے، کہ میں نے رسالتِ مآب ﷺ سے بدزبانی (سخت و سخت کہنے) کی شکایت کی، فرمایا: استغفار کی پابندی کیوں نہیں کرتے، میں خود ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (۱)

مَا يُقَالُ إِذَا بُتِلِيَ بِاللِّدَيْنِ:

وَإِذَا ابْتُلِيَ بِاللِّدَيْنِ، قَالَ:

ادائے قرض کی دعا:

اور جب کوئی قرض میں گرفتار ہو جائے، تو یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ (ت۔ مُس)

(۱) اے اللہ! تو مجھے اپنے رزقِ حلال کے ذریعہ، اپنی حرام روزی سے کفایت کر،

(۱) ظاہری و باطنی، برائیوں کے ازالہ میں استغفار بہت مؤثر ہے۔ اس حدیث سے استغفار و کثرت استغفار کی بڑی فضیلت عیاں ہے، کہ اس میں ہرنگی و غم سے نجات و راحت کا وعدہ، اور ایسی جگہ سے رزق پہنچنے کی ضمانت ہے، جہاں سے گمان نہ ہو، یہ باتیں ایسی ہیں کہ جسے حاصل ہو جائیں، اسے زندگی میں عیش و راحت حاصل ہوگی، اور وہ ہر مصیبت و تکلیف سے نجات پا گیا۔ (الشوکانی، ۲۲۹)

اور اپنے فضل و کرم سے، اپنے ماسوا سے مجھے بے نیاز کر۔

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ، كَاشِفَ الْغَمِّ، مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ، رَحْمَنَ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ، وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمْنِيْ، فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ
مَنْ سِوَاكَ۔ (مُس۔ مر)

(۲) اے اللہ! فکر کو دور کرنے والے، غم کو ہٹانے والے، بے قراروں اور عاجزوں
کی دعاؤں کو قبول کرنے والے، اور دنیا و آخرت میں رحم فرمانے والے، اور دنیا و
آخرت میں مہربانی فرمانے والے، تو ہی مجھ پر رحم کرنے والا ہے، پس تو مجھ پر ایسی
رحمت خاص سے رحم فرما، جس سے تو اپنے ماسوا کے رحم و کرم سے مجھے بے نیاز
کر دے۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ، تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ،
وَتُعْزِّزُ مَنْ تَشَاءُ، وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ،
رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، تُعْطِيْهِمَا مَنْ تَشَاءُ، وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، اِرْحَمْنِيْ
رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔

(۳) اے مالک الملک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے، اور تو جس سے چاہتا ہے ملک
چھینتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے جسے
چاہتا ہے ان دونوں جہاں کی نعمتوں سے باز رکھتا ہے، مجھ پر ایسی رحمت فرما، جو مجھے

(۱) حقیقت میں جو کسی پر مہربانی کرتا ہے، وہ تیری ہی طرف سے ہوتی ہے، پس جب تو ہی مہربانی
کرنے والا ہوا، تو اپنی مخلوق کے واسطے کے بغیر مجھ پر مہربانی کرنا، کہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ مضطر اسے کہتے
ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی وسیلہ نہیں رکھتا، اور اپنی ہستی سے بیزار ہے۔ (فخر)

تیرے سوا کے رحم و کرم سے بے نیاز کر دے۔

عَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذًا، وَقَالَ: لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ
أَحَدٍ ذَهَبًا، لَوَفَّاهُ اللَّهُ عَنْكَ۔ (صط)

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا حضرت معاذ کو سکھائی تھی، اور فرمایا تھا اگر تم پر احد پہاڑ
کے برابر سونا قرض ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ تم سے یہ قرض اتار دے گا۔

وَتَقْدَمَ مَا يَقُولُ مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ، إِذَا أَصْبَحَ، وَإِذَا أَمْسَى فِي مَكَانِهِ۔ (د)
اور ادائے قرض میں صبح و شام پڑھنے والی دعائیں، اوپر گزر چکی ہیں۔

مَا يَقُولُ لِمَنْ أُصِيبَ بِعَيْنٍ:

وَمَنْ أُصِيبَ بِعَيْنٍ، رَقِيَ بِقَوْلِهِ:

نظر لگنے کی دعا:

جسے نظر لگ جائے، وہ یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَذْهِبْ حَرَّهَا، وَبَرِّدْهَا، وَوَصِّبْهَا، (۱) ثُمَّ قَالَ: قُمْ بِإِذْنِ

اللَّهِ۔ (س۔ ق۔ مُس۔ ط)

(۱) میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں، اے اللہ! اس نظر کی گرمی، اور اس کی سردی،
اور اس کی تکلیف کو دور کر۔ پھر فرمایا: اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔

وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً نَفَتْ فِي مَنْخَرِهَا الْإِيمَنُ أَرْبَعًا، وَفِي الْإِسْرِ ثَلَاثًا، وَقَالَ:
اور اگر نظر لگا ہوا جانور ہو، تو اس کے دائیں نتھنے میں چار بار، اور بائیں نتھنے میں تین

(۱) وصب کے معنی درد کا ہمیشہ رہنا ہے، یہاں مطلق تکلیف مراد ہے۔ (تحفۃ الذاکرین: ۲۴۳)

بار پھونکے، اور یہ کہے:

لَا بَأْسَ، أَذْهَبَ الْبَأْسُ، رَبَّ النَّاسِ، إِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا يَكْشِفُ الضَّرَّ، إِلَّا أَنْتَ۔ (مو۔ مُص)

(۲) کوئی ڈرنہیں، دور کر دے دکھ بیماری، اے لوگوں کے رب، تو شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی تکلیف دور نہیں کر سکتا۔

مَا يُقَالُ لِلْمَصَابِ بِلَمَّةٍ مِّنَ الْجِنَّ:

وَإِنْ أُصِيبَ أَحَدٌ بِلَمَّةٍ مِّنَ جِنٍّ، وَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَعَوَّذَهُ بِالْفَاتِحَةِ، وَالْمَ إِلَى الْمُفْلِحُونَ، وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ، (الایۃ) وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ، وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ، وَمَا فِي الْأَرْضِ، إِلَى اخِرِ الْبَقَرَةِ، وَشَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ۔ (الایۃ) وَإِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي فِي الْأَعْرَافِ (الایۃ) وَفَتَعَالَ اللَّهُ، إِلَى اخِرِ الْمُؤْمِنُونَ، وَعَشْرٌ مِّنْ أَوَّلِ الصَّافَاتِ إِلَى لَا زِبِ، وَثَلَاثَ آيَاتٍ مِّنْ اخِرِ الْحَشْرِ، وَأَنَّهُ تَعَالَى۔ (الایۃ) مِّنَ الْجِنِّ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ۔ (مُس۔ ق۔ ا)

جن اور آسیب کا اثر:

(۱) اگر کسی پر جن، اور آسیب کا اثر ہو جائے، تو اسے اپنے سامنے بٹھائے، (۱) اور اس پر مندرجہ

ذیل سورت اور آیتیں پڑھ کر، اسے اللہ کی پناہ میں دے۔

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ۔

(۱) اس سے معلوم ہوا، کہ بعض انواع جنوں، شیطان (آسیب) کی طرف سے ہوتے ہیں۔ (الشوکانی ص: ۲۳۵)

سورۃ فاتحہ سے شروع کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
 مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝
 صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝
 شروع کرتا ہوں، اللہ کے نام سے، جو نہایت رحم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا
 ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کی ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، جو سب پر مہربان،
 بہت مہربان ہے، جو روز جزا کا مالک ہے، (اے اللہ)، ہم تیری ہی عبادت کرتے
 ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما، ان
 لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے، نہ کہ ان لوگوں کے راستے کی، جن
 پر غضب نازل ہوا ہے، نہ ان کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں۔ (۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
 اَلَمْ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ، لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ
 وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ
 وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ یُوقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَبِّهِمْ
 وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (البقرۃ الآیۃ : ۵-۱)

اَلَمْ۔ یہ کتاب ایسی ہے، کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے، ان ڈر رکھنے والوں
 کے لئے، جو بے دیکھے چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو
 کچھ ہم نے انہیں دیا ہے، اس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے کاموں میں) خرچ

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی مفید و کارگر تعویذ ہے۔ (تحفۃ الذاکرین، ۲۳۶)

کرتے ہیں، اور جو اس (وحی) پر بھی ایمان لاتے ہیں، جو آپ (ﷺ) پر اتاری گئی، اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی، اور آخرت پر وہ مکمل یقین رکھتے ہیں، یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی طرف سے صحیح راستے پر ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں، جو فلاح پانے والے ہیں۔

وَاللَّهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (البقرة: ۱۶۳)

تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں، جو سب پر مہربان بہت مہربان ہے۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرة الآية: ۲۵۵ - ۲۵۷)

اللہ (وہ ہے کہ) کوئی معبود اس کے سوا نہیں، وہ زندہ ہے، سب کا سنبھالنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آسکتی ہے، نہ نیند، اسی کی ملک ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے،

کون ایسا ہے، جو اس کے سامنے بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکے، اللہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے، اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے، اس سب کو اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے، سو اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے، اس کی کرسی نے سمار کھا ہے، آسمانوں اور زمین کو، اور اس پر ان کی نگرانی ذرا بھی گران نہیں، اور وہ عالی شان ہے، عظیم الشان ہے، دین میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت تو گمراہی سے صاف صاف کھل چکی ہے، تو جو کوئی طاغوت سے کفر کرے، اور اللہ پر ایمان لے آئے، اس نے ایک بڑا مضبوط کڑا تھام لیا، جس کے لئے کوئی شکستگی نہیں، اور وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے، اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے، جو ایمان لائے، اور انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال کر لاتا ہے، اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، ان کے ساتھی شیطان ہیں، جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ اہل دوزخ ہیں، اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخْفَوْهُ يَحٰسِبْكُمْ بِهٖ اللّٰهُ فَيَغْفِرْ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَمِنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اَمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكِتٰبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نَفَرَقَ بَيْنَ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلًّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰى الدِّیْنِ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلٰى

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ (البقرة: ٢٨٤-٢٨٦)

جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اللہ ہی کا ہے، اور جو باتیں تمہارے دلوں میں ہے، خواہ تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا، پھر جس کو چاہے گا، معاف کر دے گا، اور جس کو چاہے گا سزا دے گا، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اور مومنین (بھی) یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر، ہم اس کے پیغمبروں میں باہم کوئی فرق بھی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی، ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار اور تیری ہی طرف واپسی ہے، اللہ کسی کو ذمہ دار نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق، اسے ملے گا وہی جو کچھ اس نے کمایا اور اس پر پڑے گا وہی جو کچھ اس نے کمایا، اے ہمارے پروردگار ہم پر گرفت نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں، اے ہمارے پروردگار ہم پر بوجھ نہ ڈال، جیسا تو نے ڈالا تھا، ان لوگوں پر جو ہم سے پیشتر تھے، اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ نہ اٹھوا، جس کی برداشت ہم سے نہ ہو، اور ہم سے درگزر کر، اور ہم کو بخش دے، اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہم کو غالب کر کا فروں پر۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا مَمْلُوكَةَ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ

إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (آل عمران: ١٨)

اللہ نے خود اس بات کی گواہی دی ہے اور فرشتوں اور اہل علم نے بھی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے انصاف کے ساتھ کائنات کا انتظام سنبھالا ہوا ہے اس کے

سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جس کا اقتدار بھی کامل ہے حکمت بھی کامل۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ -

(الاعراف: ۵۴)

یقیناً تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے، جس نے سارے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے، پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا، وہ دن کورات کی چادر اڑھا دیتا ہے، جو تیز رفتاری سے چلتی ہوئی اسکو آدبوچتی ہے، اور اس نے سورج اور چاند تارے پیدا کئے، جو سب اس کے حکم کے آگے رام ہیں، یاد رکھو کہ پیدا کرنا، اور حکم دینا، سب اسی کا کام ہے، بڑی برکت والا ہے، اللہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ۝ (المؤمنون ۲۳)

غرض بہت اونچی شان ہے اللہ کی، جو صحیح معنی میں بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عزت والے عرش کا مالک ہے، جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کو پکارے، جس پر اسکے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اس کے پروردگار کے پاس ہے، یقیناً جانو کا فر لوگ فلاح نہیں پاسکتے، اور تم (اے پیغمبر) یہ کہو کہ میرے پروردگار، ہماری خطائیں بخش دے، اور رحم فرما دے، تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالصُّفَّتِ صَفًّا ۝ فَالزَّجْرَاتِ زَجْرًا ۝ فَالتَّلْبِيتِ ذِكْرًا ۝ إِنَّ إِلَهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝
رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ إِنَّا زَيْنًا السَّمَاءِ
الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ لَا يَسْمَعُونَ إِلَى
الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَيُقَذَّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝ إِلَّا
مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ
خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ ۝ (الصف: ۱-۱۱)

قسم ان کی جو پر باندھ کر صف بناتے ہیں، پھر ان کی جو روک ٹوک کرتے ہیں، پھر
ان کی جو ذکر کی تلاوت کرتے ہیں، تمہارا معبود ایک ہے جو تمام آسمانوں اور زمین
کا، اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے، اور ان تمام مقامات کا مالک جہاں
سے ستارے طلوع ہوتے ہیں، بے شک ہم نے نزدیک والے آسمان کو ستاروں کی
شکل میں ایک سجاوٹ عطا کی ہے، اور ہر شریر (شیطان) سے حفاظت کا ذریعہ بنایا
ہے، وہ اوپر کے جہاں کی باتیں نہیں سن سکتے، اور ہر طرف سے ان پر مار پڑتی ہے،
انہیں دھکے دیئے، اور ان کو (آخرت میں) دائمی عذاب ہوگا، البتہ جو کوئی اچک
لے جائے، تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے، اب ذرا ان کافروں سے پوچھو کہ
ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے، یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری مخلوقات کی، ان کو تو ہم
نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝
هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (الحشر ۲۱ — ۲۴)

وہ اللہ وہی ہے، جسکے سوا کوئی معبود نہیں، جو بادشاہ ہے، تقدس کا مالک ہے، سلامتی
دینے والا ہے، امن بخشنے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، بڑے اقتدار والا ہے، ہر
خرابی کی اصلاح کرنے والا ہے، بڑائی کا مالک ہے، پاک ہے، اللہ اس شرک سے
جو یہ لوگ کرتے ہیں، وہ اللہ وہی ہے، جو پیدا کرنے والا ہے، وجود میں لانے والا
ہے، صورت بنانے والا ہے، اسی کے سب سے اچھے نام ہیں، آسمانوں اور زمینوں
میں جتنی چیزیں ہیں، وہ سب اس کی تسبیح کرتی ہیں، اور وہی ہے، جو اقتدار کا بھی
مالک ہے، اور حکمت کا بھی مالک ہے۔

وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا
عَلَىٰ اللَّهِ شَطَطًا ۝ (الجن ۷۲)

اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی بہت اونچی شان ہے، اس نے نہ کوئی بیوی رکھی ہے، نہ
کوئی بیٹا، اور یہ کہ ہم میں سے یہ قوف لوگ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے
تھے، جو حقیقت سے بہت دور ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا
أَحَدٌ ۝ (سورة اخلاص)

کہہ دو، بات یہ ہے، کہ اللہ ہر لحاظ سے پاک ہے، اللہ ہی ایسا ہے، کہ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝ (سورة الفلق)

کہو، کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے، جو اس نے پیدا کی ہے، اور اندھیری رات کے شر سے، جب وہ پھیل جائے، اور ان جانوں کے شر سے، جو (گنڈے کی) گرہوں میں پھونک مارتے ہیں، اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (سورة الناس)

کہو، کہ میں پناہ مانگتا ہوں، سب لوگوں کے پروردگار کی، سب لوگوں کے بادشاہ کی، سب لوگوں کے معبود کی، اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے، لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، چاہے وہ جنات میں سے ہو، یا انسانوں میں سے۔

مَا يُقَالُ لِلْمَعْتُوهِ:

وَيَرْقَى الْمَعْتُوهُ بِالْفَاتِحَةِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، غُدُوَّةً وَعَشِيَّةً، كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُصَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَّاهُ۔ (د-س)

دیوانے کے لئے پڑھی جانے والی دعا:

(۱) اور دیوانہ پر صبح و شام تین دن سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرے، اور جب الحمد پوری پڑھ چکے، تو اپنا تھوک اکٹھا کر کے اس دیوانہ پر ڈالے۔

مَا يُقَالُ لِلدِّيْعِ:

وَيَرْقَى لِلدِّيْعِ بِالْفَاتِحَةِ (ع) سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ (ت)

بچھو وغیرہ کے کاٹے پر دم:

(۲) بچھو کے کاٹے پر سات بار سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرے۔

وَيَمْسَحُ لَدَغَةَ الْعُقْرِ بِمَاءٍ وَمِلْحٍ، وَيَقْرَأُ عَلَيْهَا الْكَافِرُونَ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔ (صط)

اور بچھو کے کاٹے پر پانی، اور نمک ملے (۱)، اور اس پر قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، اور قُلْ

أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دم کرے۔

بِسْمِ اللَّهِ، شَجَّةٌ قَرْنِيَّةٌ، مِلْحَةٌ بَحْرٍ قَفْطًا۔ (طس)

(۳) بِسْمِ اللَّهِ، شَجَّةٌ قَرْنِيَّةٌ مِلْحَةٌ بَحْرٍ قَفْطًا (۲)

(۱) اس سے ثابت ہوا، کہ بچھو کے کاٹے پر نمک کا پانی ملنا مفید ہے۔ (ایضاً)

(۲) اس سے معلوم ہوا، کہ تعویذ و عمل کے معنی سمجھنا، اور ایسا تعویذ اور منتر، جس کے معنی و مطلب نہیں

سمجھنا، اسے نہیں کرنا چاہئے، مگر یہ کہ شارع علیہ السلام نے اسے بتایا ہو۔ (تحفۃ الذاکرین: ۲۴۷)

مَا يُقَالُ لِلْمَحْرُوقِ:

وَلِلْمَحْرُوقِ:

آگ سے جلے پر پڑھی جانے والی دعا:

اور جلے ہوئے پر رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد پڑھے:

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ۔ (س-ا)
دور کر دے تکلیف کو، اے لوگوں کے پروردگار، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے،
تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔

مَا يَقُولُ مَنْ احْتَبَسَ بَوْلُهُ، أَوْ بِهِ حَصَاةٌ:

وَمَنْ احْتَبَسَ بَوْلُهُ، أَوْ بِهِ حَصَاةٌ:

پیشاب رکنے، یا پتھری پڑ جانے پر دعا:

جس کا پیشاب رک جائے، یا پتھری پڑ جائے، اسے یہ دعا پڑھنی چاہئے:

رَبَّنَا أَنْتَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ، تَقْدَسُ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ،
كَمَا رَحِمْتَكِ فِي السَّمَاءِ، فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، وَاغْفِرْ لَنَا حَوْبَنَا،
وَخَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، فَأَنْزِلْ شِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ، وَرَحْمَةً مِّنْ
رَّحْمَتِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ، فَيَبْرَأُ۔ (س-د-مُس)

(۱) اے ہمارے رب! تو آسمان میں ہے، تیرا نام پاک ہے، تیرا حکم آسمان اور
زمین میں جاری ہے، تیری رحمت جیسی آسمان میں خاص ہے، ایسی رحمت زمین پر

عام کر دے، اور ہمارے گناہ جو جان کر کئے ہیں، اور بھول چوک سے ہوئے ہیں، بخش دے تو پاکیزہ لوگوں کا رب ہے، تو اپنی شفاؤں میں سے شفا نازل فرما، اور اپنی رحمت خاص سے اس درد و تکلیف پر رحمت فرما، تاکہ یہ جاتی رہے۔

مَا يُقَالُ لِمَنْ بِهِ قُرْحَةٌ، أَوْ جَرْحٌ:

وَيَدَاوَى مَنْ بِهِ قُرْحَةٌ، أَوْ جَرْحٌ بِأَنْ يَضَعَ إصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا قَائِلًا:

پھوڑے پھنسی نکلنے، یا زخم لگنے پر دعا:

اور جس کے پھوڑا پھنسی ہو، یا زخم ہو، اس کا علاج اس طرح کیا جائے، کہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھے، اور پڑھتا ہوا اسے اٹھائے۔

بِسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةٍ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، أَوْ لِيُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا۔ (م)

(۱) اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی سے، جو ہم ہی میں سے کسی کے تھوک سے ملی ہوئی ہے، ہمارے رب کے حکم سے، ہمارا بیمار اچھا ہو جائے، یا صحت مند کر دیا جائے۔

وَلَوْ جَعِ الْأُذُنِ وَالضَّرْسِ، مَا تَقَدَّمَ فِي الْعُطَاسِ۔

کان اور داڑھ کے درد کی دعا، چھینک کے بیان میں پہلے گزر چکی۔

مَا يَقُولُ مَنْ أَصَابَهُ رَمَدٌ:

وَمَنْ أَصَابَهُ رَمَدٌ، يَقُولُ:

آنکھ دکھنی آنا:

اور جس کی آنکھ دکھنی آجائے، وہ یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ مَتَّعْنِي بِبَصَرِي، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي، وَأَرِنِي فِي الْعَدُوِّ ثَأْرِي،
وَأَنْصُرْنِي عَلَى مَنْ ظَلَمَنِي۔ (مُس۔ ی)

(۱) اے اللہ! تو مجھے میری بینائی سے فائدہ پہنچا، اور اس کا مجھ سے وارث بنا، (یعنی تاحیات سالم رکھ) اور مجھے اپنے دشمن کی حیات میں میرا بدلہ مجھے دکھا، (۱) اور جو مجھ پر ظلم و زیادتی کرے، اس پر میری مدد فرما۔

مَا يَقُولُ مَنْ حَصَلَ لَهُ حُمَّى:

وَمَنْ حَصَلَ لَهُ حُمَّى، يَقُولُ:

بخار کی دعا:

جسے بخار چڑھے، وہ یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللَّهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عَرَقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔ (مُس۔ مُص)

اللہ کے نام سے جو بڑا ہے، اللہ تعالیٰ جو عظیم ہے، اسکی پناہ مانگتا ہوں (بخار) کے شر سے، ہر جوش مارنے والی رگ کے شر سے، اور جہنم کی آگ کی گرمی کے شر سے۔

مَا يَقُولُ مَنْ اشْتَكَى أَلَمًا، أَوْ شَيْئًا فِي جَسَدِهِ وَمِنْ اشْتَكَى أَلَمًا، أَوْ شَيْئًا فِي

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے حق میں بددعا کرنا بھی روا ہے، اپنا بدلہ دیکھنا، اور اللہ تعالیٰ کو اسے بدلہ دکھانا درست ہے۔

جَسَدِهِ، فَلْيَضَعْ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْمَكَانِ الَّذِي يَأْكُمُ، وَلْيَقُلْ:

جسمانی دکھ تکلیف:

جسے اپنے بدن میں تکلیف یا درد کی شکایت ہو، وہ اپنا دایاں ہاتھ تکلیف کی جگہ رکھ کر:

بِسْمِ اللَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلْيَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللَّهِ، وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ، وَأُحَاذِرُ۔ (م۔ عہ)

(۱) تین بار بسم اللہ پڑھے، اور سات بار یہ دعا پڑھے: (۱) میں اللہ کی عزت و جلال، اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں، اس تکلیف کے شر سے جسے میں محسوس کرتا ہوں، اور جس کے لاحق ہونے کا مجھے خوف ہے۔

أَوْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ، وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ سَبْعًا۔ (ط۔ مَص)

(۲) یا (یہ دعا مانگے) میں اللہ کے نام سے اللہ کی عزت و جلال، اور ہر چیز پر اس کی قدرت کی پناہ چاہتا ہوں، اس تکلیف کے شر سے جو مجھے محسوس ہو رہی ہے، سات بار یہ دعا پڑھے۔

أَوْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ، سَبْعًا يَضَعُ يَدَهُ تَحْتَ أَلَمِهِ۔ (ا۔ ط)

(۳) یا (اللہ کی عزت و جلال، اور ہر چیز پر اس کی قدرت کی پناہ چاہتا ہوں، اس تکلیف کے شر سے جو مجھے محسوس ہو رہی ہے، اور اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھے، سات مرتبہ: أَوْ بِسْمِ اللَّهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ، وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجْعِي هَذَا، وَتَرَأُّنَّم يَرْفَعُ يَدَهُ، ثُمَّ يُعِيدُهَا۔ (ت)

(۱) رکعات، نصاب اور حدود میں اعداد کی تعیین اسرار نبوت میں سے ایک سر ہے، اسی طرح ادعیہ میں عدد کی تعیین بھی ایک سر ہے، اس کے سبب علت کے درپے نہیں رہنا چاہئے۔ (تحفۃ الذاکرین، ص ۲۵۱)

(۴) یا (پڑھے) اللہ کے نام سے، اللہ کی عزت و جلال اور ہر چیز پر اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، اس تکلیف کے شر سے، جو مجھے اس سے ہو رہی ہے، طاق بار پڑھے، پھر اپنا ہاتھ اٹھائے، پھر اسے دوبارہ پڑھے۔

أَوْ يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَيَنْفُثُ - (خ-م-د-س-ق)

(۵) یاد ر دو الا خود قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ والی سورتیں پڑھے، اور اپنے اوپر دم کرے۔

بیماری و تنگدستی سے تنگ آ کر موت مانگنا:

وَإِنْ أَصَابَهُ ضُرٌّ، وَسَيِّمَ الْحَيَاةَ، فَلَا يَتَمَنَّي الْمَوْتَ، وَلْيَقُلْ:

اور اگر کسی کو تکلیف پہنچے، اور وہ زندگانی سے تنگ آجائے، تو بھی مرنے کی آرزو نہ کرے، (اگر آرزو کرنی ہے) یہ دعا کرے:

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي۔

(خ-م-د-ی)

(۶) اے اللہ! تو مجھے زندہ رکھ، جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو، اور موت دے

جب مرنا میرے لئے بہتر ہو۔ (۱)

مَا يَقُولُ إِذَا عَادَ مَرِيضًا:

وَإِذَا عَادَ مَرِيضًا، قَالَ:

(۱) بیماری و تنگدستی وغیرہ سے تنگ آ کر موت کی دعا کرنی مکروہ ہے، دیدار الہی کے شوق میں اور دنیا سے

چھٹکارے، یا دینی نقصان کی وجہ سے، موت کی آرزو کرنی جائز ہے، جیسا کہ بعض صحابہ کرتے تھے، فتن کی وجہ سے

موت کی دعا تو قرآن میں آئی ہے۔ (نحر) محدث شوکانی تحفۃ الذاکرین ص ۲۵۲ میں لکھتے ہیں: (جاری ہے)

مریض کی عیادت:

اور جب کسی بیمار کی عیادت کرے، تو کہے:

لَا بَأْسَ طَهُورٌ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ۔ لَا بَأْسَ طَهُورٌ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ۔

(۱) کوئی مضائقہ نہیں، یہ بیماری انشاء اللہ (ظاہری و باطنی) گناہوں سے پاک صاف کرنے والی ہے، گھبرانے کی کوئی بات نہیں، کوئی مضائقہ نہیں انشاء اللہ یہ بیماری (ظاہری و باطنی) گناہوں سے پاک صاف کرنے والی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ تَرْبِيَةُ أَرْضِنَا، وَرِيقَةُ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، (خ۔م۔د۔س۔ق)
بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (خ)

اللہ کے نام کی برکت سے، یہ ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہمارے بیمار کو اچھا کر دے گی، اللہ کے حکم سے۔

وَيَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، وَيَقُولُ:

اور اپنا دایاں ہاتھ مریض پر پھیرتا رہے، اور یہ پڑھتا رہے:

اَللّٰهُمَّ اَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اَشْفِهِ وَاَنْتَ الشّافِي، لَا شِفَاءَ اِلَّا بِشِفَاؤِكَ
شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا۔ (خ۔م۔س)

= ”موت سے خیر کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، ظاہر ہے دین کا نقصان بدن کے ضرر سے بڑھ کر ضرر ہے، یا دنیوی نقصان سے زیادہ بڑا نقصان ہے، اس لئے ایسے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جو دعا بتائی ہے، وہ مانگنی چاہئے۔“ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۲۵۲)

(۲) اے اللہ! تکلیف دور کر، اے لوگوں کے رب! اسے شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، اور تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے کہ کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ، اَوْعَيْنِ حَاسِدٍ، اللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْفِيْكَ۔ (م۔ت۔س۔ق)

(۳) میں اللہ کے نام سے تجھے جھاڑتا ہوں، ہر اس چیز سے جو تجھے اذیت دے، اور ہر نفس، اور حاسد کی نظر کے شر سے، اللہ تجھے شفا دے، میں اس کے نام پر تجھے جھاڑتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْفِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيْكَ، مِنْ شَرِّ النَّفْسِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ (س۔مُص) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مُس)

(۴) میں اللہ کے نام سے تجھے جھاڑتا ہوں، اللہ تجھے ہر بیماری سے جو تجھ میں ہے شفا دے، گرہوں میں پھونکنے والوں (یا دالیوں) کے شر سے، اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے، تین بار۔

اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَا لَكَ عَدُوًّا، وَيَمْشِيْ لَكَ اِلٰى جَنَازَةٍ۔ (د۔حُب۔مُس)

(۵) اے اللہ! تیرے بندے کو شفا دے، تاکہ تیری خاطر تیرے دشمن سے جہاد کرے، اور تیری رضا کے لئے جنازے کے ساتھ جائے (اور نماز پڑھے)۔

اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ، اَللّٰهُمَّ عَافِهِ۔ (مُس۔ت۔حُب)

(۶) اے اللہ! تو اسے شفا دے، اور اسے تندرست کر دے۔

يَا فُلَانُ! شَفَى اللَّهُ سُقْمَكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَعَافَاكَ فِي دِينِكَ، وَجَسَمِكَ
إِلَى مُدَّةِ أَجَلِكَ۔ (مُس)

(۷) اے فلاں! اللہ تیری بیماری کو شفا دے، اور تیرے گناہ معاف کرے، اور
مرتے دم تک تیرے لئے تیرے دین کو اور تیرے جسم کو سلامتی و عافیت میں رکھے۔

وَمَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ، فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ :
اور جس نے ایسے مریض کی عیادت کی، جس پر موت کے آثار نمایاں نہیں ہوئے تھے، اس کے
پاس بیٹھ کر، سات بار یہ دعا پڑھے:

أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، أَنْ يَشْفِيكَ إِلَّا عَافَاكَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ
الْمَرَضِ۔ (د۔ ت۔ س۔ حب۔ مس۔ مُص)

(۸) میں اللہ سے جو عظیم ہے عرش بزرگ کا رب ہے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا
دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفا دے گا۔ (۱)

وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ دَعَا بِقَوْلِهِ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ،
أَرْبَعِينَ مَرَّةً، فَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذَلِكَ، أُعْطِيَ أَجْرَ شَهِيدٍ، وَإِنْ بَرَّأ، بَرَّأ وَقَدْ
غُفِرَ لَهُ جَمِيعُ ذُنُوبِهِ۔ (مُس)

(۹) اور جس مسلمان نے اس (مندرجہ ذیل) آیت شریفہ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، (۷۱۔ الانبیاء) (تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو
ہی (سب نقائص سے) پاک ہے، بے شک میں قصور وار ہوں) کو چالیس بار پڑھا

(۱) اگر موت نہیں آئی ہے تو انشاء اللہ صحت ہو جائے گی اور اگر موت مقدر ہے تو لا علاج ہے۔ (نخر)

اور اس بیماری میں مر گیا، تو اسے ایک شہید کا اجر ملے گا، اور اگر اچھا ہو جائے تو وہ اس حال میں اچھا ہوگا، کہ اس کے سارے گناہ بخشے جائیں گے۔ (۱)

وَمَنْ قَالَ فِي مَرَضِهِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ مَاتَ، لَمْ تَطْعَمُهُ النَّارُ.
(ت۔ س۔ ق۔ حُب۔ مُس)

(۱۰) اور جس نے (اپنی بیماری میں) یہ کہا: کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ ایک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی لائق پرستش ہستی نہیں، گناہوں سے باز رہنے، اور طاعت و عبادت کرنے کی توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہوتی ہے، پھر مر گیا، تو آگ اسے نہیں کھائے گی۔ (۲)

مَا يَقُولُهُ الْمُحْتَضِرُّ:

(۱) یہاں گناہوں سے وہ گناہ مراد ہیں، جن کا تعلق حقوق اللہ سے، اور اگر مطلق گناہ مراد ہیں، جن میں حقوق العباد بھی داخل ہیں، تو اللہ تعالیٰ حق والوں کو کچھ بدلہ و معاوضہ دلا کر معاف کر دے گا۔ (فخر) محدث قاضی شوکانی رقمطراز ہیں: ”اس حدیث میں عظیم فائدہ یہ ہے، کہ مریض کو شہید کا مرتبہ ملتا ہے، اور صحت پر تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔“ (ص ۳۵۵)

(۲) اس کو آگ نہیں کھائے گی، اس میں حکمت یہ ہے، کہ یہ کلمات پانچ بار، تو حید پر مشتمل ہیں، آخری بات کفر و شرک سے توبہ، اور تو حید کا اقرار ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۲۵۶)

وَيَقُولُ الْمُحْتَضِرُ:

سکرات موت کے وقت کی دعا:

مرنے والا یہ کلمات کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ - (خ-س-ق)

(۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک موت کی سختیاں ہیں۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى - (خ-م-ت)

(۲) اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔ (۱)

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ، وَسَكْرَاتِ الْمَوْتِ - (ت)

(۳) اے اللہ! تو موت کی سختیوں پر میری مدد فرما، اور جان کنی کی تکالیف پر بھی۔

وَيُلْقِنُهُ مَنْ حَضَرَ عِنْدَهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - (م-عہ)

(۴) اور پاس بیٹھنے والے کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ کر، (سناتے رہیں) تلقین کرتے

رہیں۔ (۲)

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ - (د-مُس)

(۱) رفیق اعلیٰ سے مراد، انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے، ان کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہیں، رسالت مآب

ﷺ مرض موت میں یہ دعا کرتے تھے، اور حضرت ابو بکرؓ بھی۔ (فخر)

(۲) یہاں تلقین سے مراد یہ ہے، کہ اس کے پاس بیٹھ کر اس طرح سے پڑھے، کہ مرنے والا سن کر

پڑھنے لگے، مگر اس سے پڑھنے کے لئے نہ کہے، اس لئے کہ یہ نازک وقت ہوتا ہے، کہیں اس تکلیف

میں انکار نہ کر بیٹھے۔ (فخر)

(۵) جس کا آخری کلمہ وکلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہوگا، وہ جنت میں جائے گا۔ (۱)

مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ، بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ۔ (م۔ عہ)

(۶) اللہ سے جس نے سچے دل سے شہادت مانگی، اللہ اسے شہیدوں کے مراتب تک پہنچائے گا، اگرچہ وہ بستر پر مرے۔ (۲)

إِذَا غَمَضَهُ، دَعَا لِنَفْسِهِ بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ، وَاعْقِبْنِي مِنْهُ عَقِبَى حَسَنَةً۔ (م۔ عہ)

(۷) جب میت کی آنکھیں بند کرنے لگے تو اپنے لئے خیر کی دعا کرے، اس لئے کہ وہ جو دعا مانگتا ہے، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں (اور کہے): اے اللہ! میری اور اس کی بخشش فرما اور مجھے اس کا اچھا بدلہ دے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاحْلِفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنُورْ لَهُ فِيهِ۔ (م۔ د۔ س۔ ق)

(۸) اے اللہ! فلاں کو بخش دے، اور ہدایت پانے والے (جنتیوں) میں اس کا

(۱) وہ اگر گنہگار ہوگا، تو عذاب کے بعد جنت میں چلا جائے گا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے مراد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے، اس لئے کہ اس کلمہ سے مقصود ایمان ہے، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے اقرار کے بغیر ایمان صحیح نہیں۔ (نحر)

(۲) جو سچے دل سے شہادت مانگتا ہے، اسے شہیدوں کا ثواب ملتا ہے، اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے، اس سے معلوم ہوا کہ شہادت نہایت پسندیدہ عمل ہے، اور اچھی نیت کرنا بھی پسندیدہ امر ہے۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۸۶)

رتبہ بلند کر، اور اس کے پسماندہ اہل و عیال میں اس کے قائم مقام ہو جا اور، اے رب العالمین! ہمیں اور اسے بخش دے، اور اس کی قبر میں کشادگی فرما، اور اس میں اس کے لئے روشنی کر۔

وَلْيُقْرَأْ عَلَيْهِ سُورَةُ يَس- (س-د-ق-ج-ب-مُس)

(۹) اور اس پر سورہ یسین پڑھے۔

وَيَقُولُ صَاحِبُ الْمُصِيبَةِ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ اجْرِنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا- (م)

(۱۰) اور صاحب مصیبت (گھر والے) کہیں: ”ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں، اور ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، یا اللہ! میری اس مصیبت میں اجر دے، اور اس کے عوض مجھے اس سے بہتر بدلہ دے۔

مَا يَقُولُهُ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ:

وَإِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ- فَيَقُولُ: مَادَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَع- فَيَقُولُ: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ- (ت-ج-ب-ی)

بچہ کی موت پر اِنَّا لِلّٰہ پڑھنا:

(۱) اور جب کسی مسلمان کا بچہ مر جائے، تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے ”تم نے میرے بندے کے بچہ کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں: ”جی ہاں“۔ تو وہ

فرماتا ہے؟ تم نے اس کے دل کا پھول چھین لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں: ”جی ہاں“۔ تو وہ کہتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد و ثنا کی، اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا وہ فرماتا ہے: کہ میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ، اور اس گھر کا نام ”بیت الحمد“ رکھو۔

مَا يُقَالُ فِي الْعَزَاءِ:

وَفِي الْعَزَاءِ يُسَلَّمُ وَيَقُولُ:

تعزیت (پرسا):

اور تعزیت میں سلام کرے اور کہے:

إِنَّ لِلّٰہِ مَا أَخَذَ، وَلِلّٰہِ مَا أُعْطِيَ، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ، وَلْتَحْتَسِبْ۔ (خ-م-د-س-ق)

(۱) بے شک اللہ ہی کا ہے، جو کچھ اس نے لے لیا، اور جو کچھ اس نے دیا، اور اللہ کے یہاں ہر چیز کی ایک مدت متعین ہے، تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔

وَكَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُعَاذٍ يُعَزِّيهِ فِي ابْنِ لَهٍّ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، سَلَامٌ عَلَيْكَ، فَإِنِّي أَحْمَدُ اللَّهَ إِلَيْكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، أَمَّا بَعْدُ! فَأَعْظِمَ اللَّهُ لَكَ الْأَجَرَ، وَالْهَمَّكَ الصَّبْرَ، وَرَزَقَنَا وَإِيَّاكَ الشُّكْرَ، فَإِنَّ أَنْفُسَنَا وَأَمْوَالَنَا وَأَهْلِيْنَا وَأَوْلَادَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ الْهَنِيئَةِ، وَعَوَارِيهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ، نُمَتِّعُ بِهَا إِلَى أَجَلٍ مَّعْدُودٍ، وَيَقْبِضُهَا بِوَقْتٍ مَّعْلُومٍ، ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَيْنَا الشُّكْرَ إِذَا

أَعْطَى، وَالصَّبْرَ إِذَا ابْتَلَى، فَكَانَ ابْنُكَ مِنْ مَوَاهِبِ اللَّهِ الْهَنِيئَةِ، وَعَوَارِيهِ
الْمُسْتَوْدَعَةِ، مَتَّعَكَ بِهِ فِي غِبْطَةٍ وَسُرُورٍ، وَقَبَضَهُ مِنْكَ بِأَجْرِ كَثِيرٍ الصَّلَاةِ
وَالرَّحْمَةِ وَالْهُدَى، إِنْ احْتَسَبْتَ فَاصْبِرْ وَلَا يُحِيطُكَ جَزَعُكَ أَجْرَكَ فَتَنْدَمُ،
وَأَعْلَمُ أَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلَا يَدْفَعُ حُزْنًا وَمَا هُوَ نَازِلٌ- فَكَأَنَّ
قَدَّو السَّلَام- (مُس- مُس)

(۲) رسالت مآب ﷺ نے حضرت معاذؓ کو ان کے بیٹے کی وفات پر یہ تعزیت کا خط لکھوایا تھا:

شروع اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے، معاذ
بن جبلؓ پر سلام ہو، میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی
معبود نہیں، حمد و ثنا کے بعد، اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم عطا کرے، اور تمہیں صبر دے، اور
ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق دے، بے شک ہماری جانیں، ہمارا مال، اور ہمارے
اہل و عیال، ہماری اولاد اللہ عزت و جلال والے کی خوشگوار بخششیں ہیں، اور
عاریت کے طور پر (ہمارے پاس) رکھوائی ہوئی چیزیں ہیں، جن سے ایک معین
مدت تک ہمیں فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا جاتا ہے، اور وہ انہیں ایک مقررہ وقت پر
لے لیتا ہے، تو اس نے ہم پر یہ فرض عائد کیا ہے، کہ جب وہ ہمیں دے ہم اس کا
شکر ادا کریں، اور جب آزمائش کرے تو صبر کریں؛ یہ آپ کا بیٹا اللہ تعالیٰ کے
خوشگوار عطیوں میں سے تھا، اور وہ عاریت کے طور پر رکھوائی ہوئی چیزوں میں سے
تھا، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے قابل رشک اور لائق مسرت (صورت) میں فائدہ
پہنچایا، اور رحمت و مغفرت اور ہدایت کا اجر عظیم دے کر لے لیا، اگر ثواب چاہتے ہو
تو صبر کرو، رونا دھونا کر کے اپنا اجر و ثواب ضائع نہ کرو، کہ پھر تم پشیمان ہو، اور یقین

کرو، رونا دھونا کسی چیز کو لوٹا کر نہیں دیتا، اور نہ غم دور کرتا ہے، اور جو ہونے والا ہوتا ہے، وہ ہو کر رہتا ہے، تم پر سلام ہو۔

وَمَنْ رَفَعَ الْمَيِّتَ عَلَى السَّرِيرِ، أَوْ حَمَلَهُ، فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ۔ (مُؤ۔ مُص)
(۳) اور جو میت کو چارپائی پر رکھے، یا اٹھائے وہ بسم اللہ کہے۔

کَيْفِيَّةُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ:

وَإِذَا صَلَّى عَلَيْهِ كَبَّرَ، ثُمَّ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ ثُمَّ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ:

نماز جنازہ:

(۱) اور جب میت کی نماز پڑھے، تو اللہ اکبر کہے، پھر سورۃ فاتحہ پڑھے، پھر رسالت مآب ﷺ پر درود بھیجے، پھر یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ، وَابْنُ أَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ، وَيَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، أَصْبَحَ فَقِيرًا إِلَى رَحْمَتِكَ، وَأَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهِ، تَخَلَّى مِنَ الدُّنْيَا وَأَهْلِهَا، إِنْ كَانَ زَاكِيًا فَرَزَكْهُ، وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا فَاغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔ (مُس)

اے اللہ! یہ تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے، گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اور شہادت دیتا تھا، کہ محمد ﷺ تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے، یہ تیری رحمت کا محتاج ہے، اور تو اسے عذاب دینے سے بے نیاز ہے، اس نے دنیا اور دنیا والوں کو چھوڑ دیا ہے، یہ اگر گناہوں سے پاک ہے، تو اسے

اور زیادہ پاک کر دے، اور اگر خطا کا رہے تو اسے بخش دے، اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر، اور اس کے بعد تو ہمیں گمراہ نہ کر۔ (۱)

یا یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ،
وَأَغْسِلْهُ بِالمَاءِ وَالتَّلَجِّ وَالْبَرْدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ
الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ،
وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ
النَّارِ۔ (م۔ ت۔ س۔ ق۔ مُص)

(۲) اے اللہ! تو اس کی بخشش فرما، اس پر رحم کر، اور اس کو عافیت دے، اور اس کی
خطائیں معاف کر، اور اس کی اچھی طرح مہمانی کر، اس کی قبر کو کشادہ کر، اس کو پانی
سے اور برف سے اور اولے سے پاک صاف کر، اور اسے گناہوں سے ایسا پاک
صاف کر جیسا تو سفید کپڑے کو میل پکیل سے پاک صاف کرتا ہے، اسے اس کی دنیا
کے گھر سے بہتر گھر، اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے، اور اس کی دنیا کی

(۱) نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اور نماز کی شرط (۱) اسلام اور (۲) میت کی پاکی و طہارت اور جنازے کا
سامنے موجود ہونا، یعنی ہمارے یہاں غائب کی نماز جنازہ نہیں ہے۔ نماز جنازہ کے ارکان قیام اور تکبیریں
ہیں، الحمد پڑھنا امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے، امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک الحمد پڑھنا واجب
نہیں، اگر بطور حمد و ثناء پڑھے تو جائز ہے، امام اعظمؒ کے نزدیک پہلی تکبیر کے بعد سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ آخر تک
پڑھے، دوسری تکبیر کے بعد درود شریف، اور تیسری کے بعد ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھے۔

بیوی سے بہتر بیوی بدلہ میں دے، اور اسے جنت میں داخل کر، اور قبر کے عذاب سے اور جہنم کی آگ سے بچا۔

مَا يُقَالُ إِذَا وَضَعَهُ فِي الْقَبْرِ:
وَإِذَا وَضَعَهُ فِي الْقَبْرِ قَالَ :

میت کو قبر میں رکھتے وقت کیا کہنا چاہئے:
اور جب میت کو قبر میں رکھے، تو کہے:

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ، وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى، بِسْمِ اللَّهِ
وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ۔ (مُس)
ہم نے اسی (زمین) سے تمہیں پیدا کیا، اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے، اور اسی سے
دوسری دفعہ تمہیں نکالیں گے، اللہ کے نام سے، اور اللہ کے راستہ میں اور رسول اللہ
(ﷺ) کی ملت پر (دفن کرتے ہیں)۔

مَا يُقَالُ إِذَا فَرَّغَ مِنَ الدَّفْنِ:
فَإِذَا فَرَّغَ مِنْ دَفْنِهِ، وَقَفَ عَلَى الْقَبْرِ فَقَالَ :

اسْتَغْفِرُوا اللَّهَ لَآخِيكُمْ، وَاسْأَلُوا لَهُ التَّيْبَتَ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ۔
(د۔ مُس۔ ر۔ سنن)

دفن سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے:

اور جب میت کے دفن سے فارغ ہو، تو قبر کے پاس کھڑا ہو کر حاضرین سے کہے:

(۱) اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعا کرو، اور اس کے لئے (منکر نکیر کے سوال

و جواب میں) ثابت قدمی کی دعا کرو، اس لئے کہ اب اسے پوچھا جا رہا ہے۔ (۱)

وَيَقْرَأُ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ أَوَّلَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا۔ (سنی)

(۲) اور دفن کے بعد میت کے سر پہ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں، اور اس کا آخری

رکوع پڑھے۔ (۲)

مَا يُقَالُ إِذَا زَارَ الْقُبُورَ:

زیارت قبور:

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ زندوں کی مردوں کے حق میں دعا مفید ہوتی ہے، یہی اہل سنت والجماعہ کا

مذہب ہے، کہ زندوں کے دعا کرنے اور صدقہ دینے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے، اس باب میں بہت

احادیث آئی ہیں۔ (نخر)

(۲) اَلَمْ سے هُمْ الْمُفْلِحُونَ تک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَلَمْ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ

مِّنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّنْ رَبِّهِمْ ق وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

(البقرة ۱-۵)

اَلَمْ ، یہ کتاب (کہ) کوئی شبہ اس میں نہیں، ہدایت ہے، اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے، جو غیب

پر ایمان رکھتے ہیں، اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ

کرتے رہتے ہیں، اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں، اس پر جو آپ پر اتارا گیا ہے، اور جو آپ سے قبل

اُتارا گیا ہے، اور آخرت پر بھی وہ پورے یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار کی (جاری ہے)

وَإِذَا زَارَ الْقُبُورَ فَلْيُقِلْ :

اور جب قبرستان میں زیارت قبور کو جائے، تو کہے:

السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ، أَوْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ،
وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْحَقُّونَ، نَسْئَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ

=طرف سے ہدایت پر ہیں، (اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں) اور وہی فلاح پانے والے ہیں
أَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَكِهِ وَكُتُبِهِ
وَرُسُلِهِ لَأَنْفِرُقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ
لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا
أَوْ أَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
(البقرة ۲۸۵-۲۸۶)

پیغمبر ایمان لائے اس پر جوان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اور مومنین
(بھی) یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر،
ہم اس کے پیغمبروں میں باہم کوئی فرق بھی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت
کی، ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار اور تیری ہی طرف واپسی ہے، اللہ کسی
کو ذمہ دار نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق، اسے ملے گا وہی جو کچھ اس نے کمایا اور اس پر پڑے گا
وہی جو کچھ اس نے کمایا، اے ہمارے پروردگار ہم پر گرفت نہ کرا اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں، اے
ہمارے پروردگار ہم پر بوجھ نہ ڈال، جیسا تو نے ڈالا تھا ان لوگوں پر جو ہم سے پیشتر تھے، اے ہمارے
پروردگار ہم سے وہ نہ اٹھوا جس کی برداشت ہم سے نہ ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم
پر رحم کر، تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہم کو غالب کر کافروں پر۔

العافیۃ۔ (م۔س۔ق)

(۱) اس بستی کے رہنے والوں پر سلام ہو، یا سلامتی ہو تم پر، یا اس بستی کے رہنے والے مؤمنین اور مسلمانوں پر سلامتی ہو، اور ان شاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت طلب کرتے ہیں۔

﴿الباب التاسع﴾

فِي ذِكْرِ وَرَدَ فَضْلُهُ، وَلَمْ يَخْصَّ وَقْتًا مِنَ الْأَوْقَاتِ، وَاسْتِغْفَارٍ يَمْحُو الْخَطِيئَاتِ، وَفَضْلِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، وَسُورَتِهِ وَآيَاتِهِ۔

﴿نواں باب﴾

وہ ذکر جس کی فضیلت کسی وقت یا سبب یا مکان کے ساتھ خاص نہیں، اور اس استغفار کے بیان میں جو خطاؤں کو مٹا دیتا ہے، اور قرآن عظیم اور اس کی سورتوں اور آیتوں کی فضیلت۔

فصل الذكر:

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَفْضَلُ الذِّكْرِ۔ (ت) وَهِيَ أَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ۔ (۱)

ذکر الہی کا بیان:

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں)، سب سے بہتر ذکر ہے، اور اس (کلمہ توحید کا ورد رکھنا) نیکیوں میں سب سے بہتر نیکی ہے۔

أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ، مَنْ قَالَهَا خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهِ، أَوْ نَفْسِهِ (خ)
(۲) قیامت کے دن میری شفاعت سے سب سے زیادہ بہرہ مند، لوگوں میں وہ شخص ہوگا، جس نے خلوص دل سے یہ کلمہ پڑھا ہوگا، یا یہ فرمایا: یا جی جان سے اس کا

قابل ہوگا۔

مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَهَا، ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ،
وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ، وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ۔ (م)

(۳) کوئی بندہ ایسا نہیں جس نے یہ کلمہ پڑھا، اور اسی عقیدہ پر مرا، اور وہ جنت میں
نہ جائے، اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور
چوری کی ہو، اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ (۱)

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، اگرچہ بے توبہ مرا، وہ اپنے کئے کی سزا
پاکر آخر جنت میں جائے گا، اور کافر ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ سے اصل
ایمان نہیں جاتا، اگرچہ کمال ایمان میں نقصان آجائے، یہی مذہب اہل سنت والجماعہ کا ہے۔ (نحر) اس
سے معلوم ہوا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کلمہ توحید افضل ذکر ہے، اسلام کی کنجی ہے، اور ایسا دروازہ ہے، جس سے
اسلام میں داخلہ ملتا ہے، اسلام درست ہوتا ہے، اسلام و کفر کے مابین فرق کرنے والا، اور حق و باطل میں
تمیز کرنے والا یہی کلمہ ہے۔ (الشوکانی ص ۲۶۶)

کلمہ طیبہ کے سلسلہ میں ایک شبہ کا ازالہ

مالک رام لکھتے ہیں: ”مخالف اعتراض کرتا ہے..... خود اسلامی کلمہ میں شرک ہے، ایک صاحب لکھتے
ہیں: ”جب حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں تھے تو ان کی تعظیم و تکریم ہمارا عین فرض تھا۔ لیکن آج
مسلمانوں نے اپنے کلمے کے اندر محمد صاحب کو بھی شامل کر رکھا ہے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں، تو اللہ حاضر و ناظر ہے۔ وہ ہماری بات سنتا ہے لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ محمد صاحب
ہمارے رسول ہیں اور اس جملے کو اللہ کے کلمہ کے ساتھ وابستہ کر دیتے ہیں تو حضرت محمد صاحب ہماری
بات سنتے نہیں، اللہ کے تصور کے ساتھ محمد صاحب کا بھی تصور ہمارے دل کے سامنے آجاتا ہے، پھر
توحید کہاں رہی؟۔ (مصائب الاسلام) (از گنگا پرشاد اودھیا نے: ۲۷۷)

(جاری ہے)

جَدِّدُوا إِيمَانَكُمْ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ نَجِدُّ إِيمَانَنَا؟ قَالَ أَكْثِرُوا
مِنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ (ا۔ ط)

= یہ اعتراض بہت لوگوں نے کیا ہے، الفاظ بدلتے رہے ہیں، لیکن مفاد سب کا یہی ہے، کہ کلمے میں رسول کے نام کی شمولیت عقیدہ توحید کے منافی ہے، یہ ایک نوع کا شرک ہے۔

اصولی بات یہ ہے، کہ اسلام شرک کے سخت مخالف ہے، وہ خداوند تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی قسم کا شرک، جلی ہو کہ خفی، برداشت نہیں کرتا۔ لہذا جن اصحاب کو کلمہ کے الفاظ میں شرک کی آمیزش نظر آتی ہے، وہ لازماً غلطی پر ہیں، کیونکہ اسلام کی ساری تعلیم اس ”ظَلَمَ عَظِيمٌ“ کی نفی کرتی ہے۔

حقیقت یہ ہے، کہ اس اعتراض کی بنیاد ہی غلط ہے، اور یہ قلت تدبر کا نتیجہ ہے، کلمہ خدا، یا اس کے رسول کو سننے کے لئے نہیں پڑھا جاتا، بلکہ یہ اپنے ایمان اور اعتقاد کا اعلان ہے، کلمہ جز و عبادت نہیں، بلکہ یہ صرف پڑھنے والے کی ایقانی کیفیت اور جماعتی تعلق کی شہادت ہے، جب کوئی آدمی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہتا ہے، تو وہ اس بات کا اشتہار دے رہا ہے، کہ میں آج سے خدا کے سوائے کسی اور کو معبود نہ سمجھوں گا، نہ اس کی عبادت کروں گا، یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بھی نہیں، کیونکہ وہ بھی صرف اس کے رسول ہیں معبود نہیں۔

یہ تو عین توحید پر ایمان اور ایقان کا اعلان ہے، اس میں شرک کہاں سے آگیا، اور اس کی ضرورت بھی، جیسا کہ بیان ہوا، اس لئے پیش آئی کہ ماضی میں بارہا تلخ تجربہ ہو چکا تھا، کہ امتوں نے مرور زمانہ کے ساتھ اپنے نبیوں ہی کو معبود بنا لیا تھا، حالانکہ وہ نبی یہ کہتے ہی رہے، کہ عبادت کے لائق صرف خدائے واحد کی ذات ہے، ہم بھی تمہاری ہی طرح کھاتے پیتے، گلی کوچوں میں چلتے پھرتے، اور کاروبار کرتے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ ہمیں خداوند تعالیٰ نے اپنی اس وحی سے نوازا ہے، کہ عبادت کے لائق صرف اس کی ذات واحد ہے، ورنہ ہم بھی معمولی بشر ہیں: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ۔ (۱۶۔ ۱۱۰)

(جاری ہے)

(۴) تم اپنا ایمان تازہ کیا کرو، عرض کیا گیا کہ: یا رسول اللہ، اور ہم کیسے ایمان کو تازہ

کریں؟ فرمایا: کثرت سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا کرو۔

قَوْلُهَا لَا يَتْرُكُ ذَنْبًا، وَلَا يُشَبِّهُهَا عَمَلٌ۔ (مس)

(۵) اس کلمہ کا پڑھتے رہنا کسی گناہ کو نہیں چھوڑتا، اور کوئی عمل اس جیسا نہیں۔

لَيْسَ لَهَا دُونَ اللَّهِ حِجَابٌ، حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ۔ (ت)

(۶) کلمہ طیبہ کا اللہ سے کوئی پردہ نہیں، وہ اس تک راست پہنچتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ،

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (ا)

(۷) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی

بادشاہی ہے، اسی کے لئے ساری تعریف ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے، وہ ہر چیز پر

قادر ہے۔

مَنْ قَالَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔

(خ-م-ت-س-ا)

(۸) جو کوئی یہ کلمہ دس بار کہے، وہ اس شخص کی طرح ہے، جس نے اسماعیل علیہ

= پس اس اسلامی کلمے کا مقصد یہ تھا اور یہ ہے، کہ کہیں مسلمان بھی امم سابقہ کی طرح اپنے نبی کو معبود نہ بنا

لیں، یہ گویا توحید خالص کا اعلان ہے، اس کا پڑھنے والا عہد کرتا ہے، کہ آج سے میں کسی غیر اللہ کی

عبادت نہیں کروں گا، وہ علی الاعلان شہادت دیتا ہے، کہ خدا کے علاوہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ہستی بھی

لائیق عبادت نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) محض اس کے رسول ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔

(مالک رام، اسلامیات، نئی دہلی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۱۹۸۴ء ص ۲۰-۲۱)

السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کئے۔

وَمَرَّةً كَعْتَقَ نَسَمَةً۔ (ا۔ مَص)

(۹) اور جس نے ایک بار کہا، جیسے اس نے ایک جان (غلام) کو آزاد کیا۔

هِيَ الَّتِي عَلَّمَهَا نُوحٌ ابْنَهُ، فَإِنَّ السَّمَوَاتِ لَوُ كَانَتْ فِي كِفَّةٍ وَهِيَ فِي كِفَّةٍ لَرَجَحَتْ بِهَا، وَلَوْ كَانَتْ حَلَقَةً لَصَمَّتُهَا۔ (مَص)

(۱۰) یہ وہ کلمہ ہے جسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو سکھایا تھا، یقیناً اگر آسمانوں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے، اور کلمہ کو دوسرے میں تو اس کا پلڑا جھکا رہے گا، اور اگر سارے آسمان کڑے کی طرح ہوں، تو یہ اسے توڑ دے گا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ كَلِمَتَانِ إِحْدَاهُمَا لَيْسَ لَهَا نِهَآيَةٌ دُونَ الْعَرْشِ، وَالْأُخْرَى تَمَلُّ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ (ط)

(۱۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ دو کلمے ہیں، ان میں سے پہلا کلمہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) عرش الہی سے پہلے نہیں رکتا، اور دوسرے کلمہ کا ثواب و نور آسمان و زمین کے درمیان جو ہے اسے بھر دیتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُهَا إِلَّا كَفَرْتُ خَطَايَاهُ عَنْهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (ت۔ س)

(۱۲) اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ، اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، (گناہ سے باز رہنے کی قوت اور نیک کام کرنے کی توفیق، اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، جو برتر و عظمت والا ہے) کی فضیلت یہ ہے، کہ زمین پر جو کوئی انہیں کہتا ہے، اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کی طرح

بے شمار ہوں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، مَا أَحَدٌ يَشْهَدُ بِهَا إِلَّا حَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ۔ (خ۔م)

(۱۳) جو کوئی گواہی دیتا ہے، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بے شک محمد، اللہ کے رسول ہیں، اس پر اللہ نے جہنم کی آگ حرام کر دی۔

حَدِيثُ الْبَطَاقَةِ:

وَحَدِيثُ الْبَطَاقَةِ الَّتِي تَنْقُلُ بِالتَّسْعَةِ وَالتَّسْعِينَ سَجَلًا، كُلُّ سَجَلٍ مَدَّ الْبَصَرِ هِيَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ (ق۔حَب۔مُس)

(پرچہ والی حدیث)

(۱) اور حدیث بطاقہ، (پرچہ والی حدیث) جس پر کلمہ شہادت أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ، أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، نناوے (۹۹) برائی کے (اعمال نامے کے) دفتروں پر بھاری ہوگا، جن میں سے ہر دفتر حد نظر تک پھیلا ہوا ہوگا۔
مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَابْنُ أَمَتِهِ، وَكَلِمَتُهُ، أَلْفَاها إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَإِنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ۔ (خ۔م۔س)
(۲) جس نے گواہی دی، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور یقیناً عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کی

بندی کے بیٹے ہیں، اور اس کا کلمہ ہیں، جو اس نے مریم کی طرف القاء کیا تھا، اور اس کی طرف سے ایک روح ہے، اور یقیناً جنت حق ہے، اور جہنم حق ہے، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا، جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے وہ چاہے گا۔ (۱)

مَنْ قَالَ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، مَرَّةً كُتِبَ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَ لَهُ مِائَةٌ، وَمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَ لَهُ أَلْفًا، وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللَّهُ. (ت-س)
(۳) جس نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ (اللہ کی ذات پاک ہے، اور اس کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہوں) اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں، اور جس نے دس بار کہا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی گئیں، اور جس نے سو بار کہا، اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی گئیں، اور جس نے اور زیادہ پڑھا، اسے اللہ اور زیادہ ثواب دے گا۔

هِيَ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ (م-ت-س-مُص) وَهِيَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ الَّذِي اصْطَفَى اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ. (م-عَو)
(۴) اور یہ کلمہ تسبیح اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اور یہ وہ سب سے بہتر کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے انتخاب کیا ہے۔

وَهِيَ الَّتِي أَمَرَ نُوحٌ بِهَا ابْنَهُ، فَإِنَّهَا صَلَوَةُ الْخَلْقِ، وَتَسْبِيحُ الْخَلْقِ وَبِهَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ. (مُص)

(۵) اور یہ وہ کلمہ ہے، جس کے پڑھنے کا حکم نوحؑ نے اپنے بیٹے کو دیا تھا، اس لئے

(۱) اپنے فضل و کرم سے اسے جنت میں داخل کرے گا، خواہ بغیر سزا دیئے یا سزا دے کر۔ (فخر)

ویا جاتا ہے۔

مَنْ قَالَهَا، غُرِسَتْ لَهُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ. (ر)

ۛ

اللَّهُ - (ط)

زیادہ پسند ہے۔

مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ، نَبَتْ لَهُ غَرْسٌ فِي الْجَنَّةِ. (١)

(ہے) اس کے لئے جنت میں ایک پودا لگا دیا جاتا ہے۔

(ت۔س۔حِب۔مُس۔مُص)

(۹) جس نے سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ (اللہ عظمیٰ و بزرگی والا) نبی حمد و ثنا

کے ساتھ، ہر عیب و نقص سے پاک ہے) اس کے لئے جنت میں بھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

فَإِنَّهَا عِبَادَةُ الْخَلْقِ وَبِهَا تُقَطَّعُ أَرْزَاقُهُمْ۔ (۱)

(۱۰) سُبْحَانَ اللَّهِ، کہنا یہ اللہ کی مخلوق کی عبادت ہے، اور اس کی وجہ سے انہیں رزق تقسیم کیا جاتا ہے۔

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ
سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔ (خ۔م۔ت۔مُص)

(۱۱) سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اور سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ یہ دو کلمے زبان پر بلکے، اعمال کی ترازو میں بھاری، اور رحمن کو پیارے ہیں۔

مَنْ قَالَهَا مَعَ اسْتِغْفَرُ اللَّهُ الْعَظِيمَ وَاتُّوبُ إِلَيْهِ، كُتِبَتْ لَهُ كَمَا قَالَهَا، ثُمَّ
عُلِّقَتْ بِالْعَرْشِ لَا يَمْحُوهَا ذَنْبٌ عَمِلَهُ صَاحِبُهَا، حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
مَخْتُومَةً كَمَا قَالَهَا۔ (۲)

(۱۲) جس نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ کو اسْتِغْفَرُ اللَّهُ الْعَظِيمَ وَاتُّوبُ إِلَيْهِ (میں، اللہ عظمیٰ والے سے بخشش کا خواستگار ہوں، اور میں اسی کے حضور میں توبہ کرتا ہوں) ملا کر پڑھا، جس طرح اس نے پڑھا اس طرح لکھ لئے جاتے ہیں، پھر عرش سے لٹکا دیئے جاتے ہیں، ان کا پڑھنے والا کوئی گناہ کرے ان کلمات کو نہیں مٹاتا، تا آنکہ وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا، جس طرح ان کلمات کو پڑھا تھا اسی طرح یہ کلمات سر بہم پائے گا۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُجْوَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وَقَدْ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا

بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ، وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا تُسَبِّحُ، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَىٰ وَهِيَ جَالِسَةٌ، وَقَالَ: مَا زِلْتُ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ قَالَ: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ زِنْتَ بِمَا قُلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ، لَوَزَنْتَهُنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَىٰ نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔ (م۔ عہ۔ عو)

(۱۳) اور حضور اکرم ﷺ نے حضرت جویریہؓ سے فرمایا تھا، جب آپ سویرے فجر کی سنتیں پڑھ کر ان کے پاس سے باہر گئے، اور وہ اپنے مصلے پر تسبیح پڑھتی رہیں، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) چاشت کے بعد ان کے پاس واپس آئے تو (دیکھا کہ) وہ بیٹھی ہوئی ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اسی حال پر بیٹھی اللہ کی یاد کر رہی ہو، جس حالت میں تمہیں چھوڑا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: ”جی ہاں“۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تمہارے بعد میں نے ایسے چار کلمات تین بار کہے ہیں، اگر ان کا وزن کیا جائے تو جو کچھ تم نے آج کے دن اب تک پڑھا ہے، اس پر بھاری ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَىٰ نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، اس کی حمد و ثنا کے ساتھ، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اور اس کی اپنی رضا کے مطابق، اور اس کے عرش کے وزن کے برابر، اور اس کے کلمات لکھنے کی سیاہی کے بقدر۔

وَقَالَ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ: أَلَا أَعْلَمُكَ شَيْئًا، هُوَ أَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ اللَّيْلَ مَعَ النَّهَارِ، وَالنَّهَارَ مَعَ اللَّيْلِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِلْءُ كُلِّ شَيْءٍ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا أُحْطِيَ كِتَابُهُ،

وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِلْءَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَالْحَمْدُ
لِلَّهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ،
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِلْءَ مَا أَحْصَى
كِتَابُهُ۔ (ر۔ ط)

(۱۴) اور آپ ﷺ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں،
جو رات دن اور دن رات اللہ کا ذکر کرنے سے بہتر ہے، اور وہ ہے: سُبْحَانَ اللَّهِ
عَدَدَ مَا خَلَقَ الخ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کی
پاکی ہے، اس کی مخلوقات کو بھر دینے کے مطابق، اور اللہ کی پاکی ہے، ہر شے کی تعداد
کے برابر، اور اللہ کی پاکی ہے، ہر چیز کو بھر دینے کے برابر، اور اللہ کی پاکی ہے اس چیز
کے شمار کے برابر جس کا اس کی کتاب نے احاطہ کر رکھا ہے، اور اللہ کی پاکی ہے اس کو
بھر دینے کے برابر جس کا اس کی کتاب احاطہ کئے ہوئے ہے، اور اللہ ہی کے لئے
تعریف ہے، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اور اللہ کے لئے حمد و ثناء ہے، اس چیز
کے بھرنے کے برابر، جو اس نے پیدا کی ہے، اور اللہ کے لئے حمد و ثناء ہے، ہر چیز کی
تعداد کے برابر، اور اللہ کے لئے حمد و ثناء ہے، اس چیز کے بھرنے کے برابر، اور اللہ
کیلئے حمد و ثناء ہے اس چیز کی تعداد کے برابر جس کا اس کی کتاب نے احاطہ کیا ہے،
اور اللہ کے لئے حمد و ثناء ہے اس چیز کے بھرنے کے برابر جس کا اس کی کتاب احاطہ
کئے ہوئے ہے۔

وَقَالَ لِأَبِي أُمَامَةَ، أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَكْثَرِ أَوْ أَفْضَلِ مِنْ ذِكْرِكَ اللَّيْلِ مَعَ النَّهَارِ
وَالنَّهَارِ مَعَ اللَّيْلِ، أَنْ تَقُولَ: سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِلْءَ

مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِْلَءَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِْلَءَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِْلَءَ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ۔ (س۔ حَب۔ مُس) وَكَذَا رَوَاهُ (ط)

(۱۵) اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوامامہؓ سے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے رات سے دن تک، اور دن سے رات تک ذکر کرنے سے بہتر، اور افضل ہے وہ یہ ہے، کہ تم کہو، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ سُبْحَانَ اللَّهِ مِْلَءَ مَا خَلَقَ الخ اللہ کی پاکی ہے، مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کی پاکی ہے مخلوق کے بھر دینے کے برابر، اللہ کی پاکی ہے اس تعداد کے برابر جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے، اور اللہ کی پاکی ہے، جو کچھ زمین و آسمان میں ہے، اس کے بھرنے کے بقدر، اور اللہ کی پاکی ہے (ان چیزوں کی) تعداد کے برابر جن کا اس کی کتاب نے احاطہ کیا ہے، اور اللہ کی پاکی ہے، اس کو بھر دینے کے برابر جس کا اس کی کتاب احاطہ کئے ہوئے ہے، اور پاکی ہے اللہ کی ہر چیز کی تعداد کے برابر، اور پاکی ہے اللہ کی ہر شے کے بھر دینے کے بقدر، اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اسی کے مثل۔

وَقَالَ فِي مَوْضِعِ سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثًا: الْحَمْدُ لِلَّهِ۔

اور ایک اور جگہ تین مرتبہ سبحان اللہ کی جگہ تین بار الحمد للہ ہے۔

ثُمَّ قَالَ: وَتُسَبِّحُ مِثْلَ ذَلِكَ۔

پھر کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ (کہنا ہے) اسی کی مثل،

وَتُكَبِّرُ مِثْلَ ذَلِكَ۔

اور اللہ اکبر (کہنا ہے) اسی کی مثل۔

وَكَذَا رَوَاهُ (۱) وَلَمْ يَذْكُرِ التَّكْبِيرَ۔

اور اسی طرح روایت کیا امام احمد نے، لیکن تکبیر کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ أَفْضَلُ الْكَلَامِ۔ (ت)

(۱۶) بہترین کلام سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ ہے۔ (پاک

ہے میرا رب اپنی حمد و ثنا کے ساتھ)

وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُنِ مَآبِئَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

يَمْلَأُ الْمِيزَانَ۔ (م۔ت)

(۱۷) اور سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ کا ثواب آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے اسے

بھر دیتا ہے اور الْحَمْدُ لِلَّهِ عمل کی ترازو کو بھر دیتا ہے۔

أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ

أَكْبَرُ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ۔ (م۔ت)

(۱۸) اللہ تعالیٰ کے حضور میں سب سے پیارا کلام یہ چار کلمے ہیں۔ (۱) سُبْحَانَ

اللَّهِ (۲) وَالْحَمْدُ لِلَّهِ (۳) وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۴) وَاللَّهُ أَكْبَرُ میں اللہ کی پاکی بیان

کرتا ہوں، اور ساری حمد و ثنا اللہ ہی کے لئے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ

سب سے بڑا ہے، ان میں سے جس سے چاہو آغاز کرو کوئی مضائقہ نہیں۔

وَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَّةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَّةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَّةٌ، وَكُلُّ

تَكْبِيرَةٍ صَدَقَّةٌ۔ (م۔د۔ق)

(۱۹) اور ہر بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا ایک صدقہ (نیکی) ہے، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا صدقہ

ہے، اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہ کہنا صدقہ ہے، اور ہر تکبیر اللّٰہ اَكْبَرُ کہنا صدقہ ہے۔ (۱)

هِيَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ بَعْدَ الْقُرْآنِ، وَهِيَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ (۱)

(۲۰) قرآن کے بعد یہ سب سے برتر کلام ہے، اور یہ قرآن ہی کے کلمات ہیں۔

مَنْ قَالَهَا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ (ط)

(۲۱) جو کوئی ان کلمات کو پڑھتا ہے، اس کے لئے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں لکھی

جاتی ہیں۔

هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ۔ (م۔ ت۔ س۔ مُص۔ عَو)

(۲۲) ان کلمات کا پڑھنا مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پیارا ہے، جس پر سورج اپنی

روشنی ڈالتا ہے۔ (۲)

إِنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَإِنَّهَا قَيْعَانٌ وَإِنَّ غُرَاسَهَا هَذِهِ۔ (ت)

(۲۳) یقین جانو، جنت کی مٹی اچھی ہے، پانی میٹھا ہے، اور سارے میدان ہموار

ہیں، بے شک اس کے درخت یہی کلمات ہیں۔ (جنت میں رونق و شادابی انہی

کلمات سے آتی ہے)۔

يُغْرَسُ لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (ق۔ مُص۔ طَس)

(۲۴) ان چاروں کلموں میں سے ہر کلمہ کے بدلے جنت میں ایک درخت لگایا جاتا

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان چار کلمات میں سے ہر کلمہ ایک صدقہ کے قائم مقام ہے۔ (تحفۃ

الذاکرین ص ۲۶۶)

(۲) یعنی دنیا سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

ہے۔
خُذُوا جُنَّتَكُمْ مِنَ النَّارِ، قُولُوهَا يُعْنِي هَذِهِ، فَإِنَّهِنَّ يَأْتِينَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
مُحَنَّبَاتٍ وَمُعَقَّبَاتٍ، وَهُنَّ الْبَاقِيَّاتُ الصَّالِحَاتُ۔ (س۔ مس۔ صط۔

(طس)

(۲۵) جہنم کی آگ سے (ان کلمات کو) ڈھال بنا لو، انہی کلمات کو ہو کیونکہ یہ کلمات
قیامت کے دن تمہیں جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے دائیں بائیں اور پیچھے (ہر
طرف سے) آئیں گے، اور یہ کلمات باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔

وَهُنَّ مَعَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَإِنَّهِنَّ الْبَاقِيَّاتُ الصَّالِحَاتُ، وَهُنَّ
يَحْطُطْنَ الْخَطَايَا كَمَا تَحْطُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا، وَهُنَّ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ۔ (ط)
(۲۶) اور سُبحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، تو یہ آیت شریفہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں،
یہ پانچوں کلمات گناہوں کو ایسے جھاڑ دیتے ہیں (خزراں کے موسم میں) جیسے درخت
اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے، اور یہ کلمات جنت کے خزانے ہیں۔ (۱)

تُجْزَى مِنَ الْقُرْآنِ مَنْ لَا يَسْتَطِيعُهُ۔ (مُص)

(۲۷) جو شخص قرآن نہیں پڑھ سکتا، یہ کلمات اس کے لئے قرآن پڑھنے کے قائم
مقام ہو جاتے ہیں۔

(۱) یعنی یہ وہ اسباب ہیں، جن کی وجہ سے جنت کے خزانے حاصل ہوتے ہیں، اس کے پڑھنے والے کو
دنیا کے خزانے کے ملنے کی طرح ثواب ملے گا، بلکہ اس کے مقابلہ میں دنیا کے خزانے کی حقیقت ہی
کیا ہے۔ (فخر)

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ مِنَ الْكَلَامِ أَرْبَعًا: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ فَمَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ كُتِبَ لَهُ عَشْرُونَ حَسَنَةً، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُونَ سَيِّئَةً، وَمَنْ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ فَمِثْلَ ذَلِكَ، وَمَنْ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ فَمِثْلَ ذَلِكَ۔ وَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمِثْلَ ذَلِكَ، وَمَنْ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ كُتِبَ لَهُ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً وَحُطَّتْ عَنْهُ ثَلَاثُونَ سَيِّئَةً۔ (س۔ ا۔ مُس۔ ر)

(۲۸) بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے یہ چار کلمات انتخاب کئے ہیں، سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ (میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور ساری تعریف اللہ کیلئے ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے) بس جو کوئی سُبْحَانَ اللَّهِ کہتا ہے اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور بیس برائیاں مٹادی جاتی ہیں، اور جس نے الْحَمْدُ لِلَّهِ کہا اس کا ثواب اسی طرح ہے، اور جس نے اللَّهُ أَكْبَرُ کہا اس کا ثواب بھی اسی طرح ہے، اور جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس کا ثواب بھی اسی طرح ہے، اور جس نے الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ تہہ دل سے کہا اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور بیس برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

أَمَّا يَسْتَطِيعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَعْمَلَ كُلَّ يَوْمٍ مِثْلَ أَحَدٍ عَمَلًا؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟ قَالَ: كُلُّكُمْ يَسْتَطِيعُهُ۔ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاذَا؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ أَعْظَمُ مِنْ أَحَدٍ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَعْظَمُ مِنْ أَحَدٍ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَعْظَمُ مِنْ أَحَدٍ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَعْظَمُ مِنْ أَحَدٍ۔ (ط)

(۲۹) کیا تم میں سے کوئی ہر روز احد پہاڑ کے برابر عمل نہیں کر سکتا؟ انہوں نے عرض

کیا: اے اللہ کے رسول یہ کون کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک شخص کر سکتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کیا ہے؟ فرمایا: سُبْحَانَ اللَّهِ کہنے کا ثواب احد پہاڑ سے بڑا ہے، اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے کا ثواب احد پہاڑ سے بڑا ہے، اور الْحَمْدُ لِلَّهِ کہنے کا ثواب احد پہاڑ سے بڑا ہے، اور اللَّهُ أَكْبَرُ کہنے کا ثواب احد پہاڑ سے بڑا ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ مِائَةً تَعْدِلُ مِائَةَ رَقِيَّةٍ مِّنْ وَلَدٍ إِسْمَاعِيلَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِائَةً تَعْدِلُ مِائَةَ فَرَسٍ مُّسَرَّجَةٍ مُّلَحَمَةٍ يُحْمَلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِائَةً تَعْدِلُ مِائَةَ بُدْنَةٍ مُّقْلَدَةٍ مُّتَقَبِّلَةٍ۔ (س۔ ق۔ مُس۔ ط۔ مُص) تُنَحْرُ بِمَكَّةَ۔ (ط)
(۳۰) سُبْحَانَ اللَّهِ کہنے کا ثواب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو (۱۰۰) غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، اور الْحَمْدُ لِلَّهِ کہنے کا ثواب زین اور لگام والے سو گھوڑے جن پر اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے مجاہدین کو سوار کیا جائے کے برابر ہے، اور اللَّهُ أَكْبَرُ کہنے کا ثواب قربانی کے سوا نٹ جن کے گلے میں قلادہ (ہار) (۱) پڑے ہوں، اور مقبول ہوں، اور وہ مکہ میں ذبح کئے جائیں، ان کے برابر ہوتا ہے۔

وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ (س۔ ق۔ مس۔ ا۔ ط)
اور لا الہ الا اللہ کا ثواب زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو بھر دیتا ہے۔
بَخَّ بَخَّ لِحُمْسٍ، أَثْقَلُنَّ فِي الْمِيزَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ

(۱) قلادہ اس ہار کو کہا جاتا ہے، جو قربانی کی خاطر علامت کے طور پر جانور کے گلے میں ڈال کر لے جاتے ہیں۔ (فخر)

لِلَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يَتَوَفَّى لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَيَحْتَسِبُهُ۔
(س۔ جب۔ مُس۔ ر۔ ا۔ ط)

(۳۲) واہ، واہ، یہ پانچ چیزیں میزانِ عمل میں کس قدر بھاری ہیں، (۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، (۲) اور سُبْحَانَ اللَّهِ، (۳) اور الْحَمْدُ لِلَّهِ، (۴) اور اللَّهُ أَكْبَرُ، (۵) اور کسی مسلمان کا نیک بیٹا مرجائے، اور وہ اجر کی خاطر صبر کرے (روئے دھوئے نہیں)۔

إِنَّ مِمَّا تَذْكُرُونَ مِنْ جَلَالِ اللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يَتَعَطَّفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ، لَهْنٌ دَوِيٌّ كَدَوِيٍّ النَّحْلِ، تَذْكُرُ بِصَاحِبِهَا، أَمَّا يُجِبُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ أَوْ لَا يَزَالُ مِمَّنْ يُذَكِّرُ بِهِ۔ (ق۔ مس)

(۳۳) تم جو کلمات کہہ کر اللہ کی عظمت و جلال کا اظہار کرتے ہو، وہ سُبْحَانَ اللَّهِ، اور الْحَمْدُ لِلَّهِ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہیں، یہ عرشِ الہی کے ارد گرد گھومتے رہتے ہیں، ان کی ایسی سبک آواز ہوتی ہے، جیسے شہد کی مکھیوں کی ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کو ان کلمات کے پڑھنے والے کی یاد دلاتی رہتی ہیں، کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند نہیں کہ ایسا ہوتے یا ایسا فرمایا: برابر ہوتا رہے کہ جو اس کے دربار میں اس کی یاد دلاتی رہے۔ (۱)

(۱) علامہ ابن تیمیہ الشفییر الکبیر ۳/۳۴۸ میں رقمطراز ہیں: ”حمد جو شکر کے معنی میں آئی ہے وہ ہر خطاب کے آغاز میں اللہ کی واحدانیت کے ساتھ کی جاتی ہے، چنانچہ سورہ فاتحہ میں شکر مع التوحید ہے، اور شرعی خطبوں میں شکر مع التوحید بجالانا لازمی ہے۔“ ”بَقَايَاتُ صَلَاحَاتٍ“ کی دو قسمیں ہیں، چنانچہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ میں (۱) شکر (۲) تنزیہ (نقل سے پاکی) اور (۳) عظمت کا اعتراف ہے، اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور وَاللَّهُ أَكْبَرُ میں توحید اور تکبیر ہے۔ (جاری ہے)

اِسْتَكْثَرُوا مِنَ الْبَاقِيَّاتِ الصَّالِحَاتِ : اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔
(س۔ حَب)

(۳۴) باقیات صالحات (باقی رہ جانے والی نیکیاں) اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اور لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ اور الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ زیادہ سے
زیادہ پڑھا کرو۔

وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَبِيْ مُوسٰى وَغَيْرِهِ : قُلْ : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ، فَاِنَّهَا كُنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ۔ (ع۔ ا۔ ر۔ ط) بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ۔
(ا۔ ط۔ س) غِرَاسُ الْجَنَّةِ۔ (حَب۔ ا۔ ط)

(۳۵) اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعرئؓ وغیرہ سے فرمایا تھا:
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کرو، اس لئے کہ یہ کلمات جنت کے خزانوں

= لیکن لفظ ”اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ“ سب سے زیادہ سچی بات جو بندے نے کہی، کی خبر محذوف ہے یعنی
اَلْحَمْدُ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، یعنی حمد باری تعالیٰ سب سے زیادہ سچی اور حق بات ہے، جو بندے نے کہی
ہے، یا هَذَا وَهُوَ الْحَمْدُ، یا یہ وہ حمد باری تعالیٰ ہے، سب سے زیادہ سچی بات ہے، جو بندے کی زبان
سے نکلی اس میں اس امر کا بیان ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سب سے زیادہ سچی بات ہے، جو بندے نے
کہی، اس لئے ہر نماز کے شروع میں اس کا پڑھنا واجب و لازم قرار دیا گیا، اور ضروری ہے کہ ہم سورہ
فاتحہ سے نماز کا آغاز کریں، اور ہر خطبہ کا آغاز الحمد سے واجب و لازم ہے، اور ہر کام کے شروع میں بسم
اللہ و الحمد للہ کہنا ضروری ہے، حمد، ذم کی ضد ہے، اور حمد محبت کیساتھ قابل تعریف خوبیوں پر اللہ کی تعریف و
توصیف کرنا ہے، جیسا بعض کے ساتھ کسی کی برائیوں پر مذمت کرنا ہے۔

میں سے ایک خزانہ ہے (۱) جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے،
یہ کلمہ جنت کا پودا ہے۔

دَوَاءٌ مِّنْ تِسْعَةٍ وَتَسْعِينَ دَاءً أَيْسَرُهَا اللَّهُمَّ (مُس۔ ط)

(۳۶) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ننانوے بیماریوں کی دوا ہے، ان میں سب سے
ہلکی بیماری غم والم ہے۔

وَهِيَ مَعَ وَلَا مَنَاجَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ كُنُوزُ الْجَنَّةِ۔ (س۔ ر)

(۳۷) اور (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، اور کلمہ وَلَا مَنَاجَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ) اللہ کے
سوا کوئی ٹھکانا نہیں) کے ساتھ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

مَنْ قَالَ: رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَسُولًا وَنَبِيًّا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ (س۔ م۔ د۔ مُص)

(۳۸) جس نے یہ کہا: کہ میں اللہ کو رب مان کر، اور اسلام کو دین مان کر، اور محمد ﷺ
کو رسول اور نبی مان کر راضی ہو گیا، اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔

فصلُ الاستِغفار:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ
فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ۔ (م)

(۱) امام خطابی کا قول ہے، کہ اس حدیث میں ”کنز“ کے معنی وہ اجر ہے، جو ان کلمات کو پڑھنے والا پاتا
ہے اور وہ ثواب ہے، جو اسے حاصل ہوتا ہے، عصمت صرف نبوت کا خاصہ ہے، انسان کو خیر کے کام
کرنے کا حکم دیا گیا، اور شر سے روکا گیا ہے، اگر وہ یہ سب کچھ کرتا ہے، تو گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، اسے
گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۲۹۱)

استغفار کا بیان: استغفار کی فضیلت:

(۱) قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھالے، اور ایسی قوم کو لائے، جو گناہ کرے پھر معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَخْطَاْتُمْ حَتَّى تَمَلَّأَ خَطَايَاكُمْ مَا بَيَّنَّ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتُمْ اللَّهَ لَغَفَرَ لَكُمْ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُخْطِئُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُخْطِئُونَ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ۔ (آ۔ ص)

(۲) قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم گناہ کرو اور تمہارے گناہ آسمان اور زمین کو بھر دیں، پھر بھی تم اللہ سے توبہ و استغفار کرو، تو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوں (۱)، تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھالے اور ایسی

(۱) یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے، کہ خطا و گناہ نہ کرنا، فرشتوں کا کام ہے، یہی بات اور صفت انسان میں پیدا ہو جائے، تو وہ انسان نہ رہیں، فرشتے بن جائیں، اور اللہ تعالیٰ کی صفت عفو و درگزر اور بخشش و مغفرت کی صفت کا ظہور نہ ہو، اس لئے ان صفات کے ظہور کے لئے اس عظیم کائنات میں انسانوں کو پیدا کیا گیا، اگر ان سے گناہوں کا صدور ہو جائے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، توبہ و استغفار کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے وہ معاف کر دیتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی مغفرت و وسعت رحمت کو بیان کرنا مقصود ہے، کہ وہ ایسا بخشنے والا اور غفور و رحیم ہے کہ لوگ توبہ و استغفار کرتے رہیں، وہ انہیں بخشا رہے گا، گناہوں پر اکسانا اور رغبت دلانا نہیں، اس لئے کہ اس سے روکا گیا ہے، اور اسی مقصد کے لئے رسول مقبول ﷺ کو بھیجا گیا تھا، کہ لوگوں کو برائیوں اور گناہ سے باز رکھیں، نیکی اور ہدایت کی راہ دکھائیں۔ (فخر)

قوم کو لائے، جو گناہ کرے، اور اللہ سے بخشش چاہے، تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔

مَنْ أَحَبَّ أَنْ تَسْرَهُ صَحِيفَتُهُ فَلْيُكْثِرْ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ۔ (طس)

(۳) جو مسلمان چاہے کہ اس کا نامہ اعمال اسے خوش کرے، تو اسے کثرت سے

استغفار و توبہ کرنی چاہئے۔ (تا کہ اس کے نامہ اعمال میں توبہ و استغفار کا اندراج

ہوتا رہے)

مَنْ اسْتَغْفَرَ اللَّهَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ۔ (ت۔س)

(۴) جو مسلمان بھی اللہ سے مغفرت و بخشش چاہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت

فرمائے گا۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعْمَلُ ذَنْبًا إِلَّا وَقَفَ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِإِحْصَاءِ ذُنُوبِهِ ثَلَاثَ

سَاعَاتٍ، فَإِنْ اسْتَغْفَرَ اللَّهُ مِنْ ذَنْبِهِ ذَلِكَ فِي شَيْءٍ مِّنْ تِلْكَ السَّاعَاتِ، لَمْ

يُوقَفْهُ عَلَيْهِ، وَلَمْ يُعَذَّبْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ (مس)

(۵) جو مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے، تو جو فرشتہ اس کے گناہوں کے لکھنے پر مامور ہوتا

ہے، وہ تین گھڑی (تھوڑی دیر) ٹھہر جاتا ہے، اور اگر اس نے ان تین گھڑیوں

(وقفہ) میں اپنے گناہ کی اللہ سے معافی مانگی، تو فرشتہ اسے نہیں لکھتا، اور اس گناہ کی

اطلاع نہیں دے گا، اور قیامت کے دن اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔

إِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ لِرَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ: وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ، لَا أَبْرَحُ أُغْوِي بَنِي آدَمَ

مَا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيهِمْ، فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ: فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي، لَا أَبْرَحُ أُغْفِرُ لَهُمْ

مَا اسْتَغْفَرُوا نِي۔ (ا۔ص)

(۶) ابلیس نے اپنے رب، عزت و جلال والے سے کہا: تیری عزت و جلال کی قسم

ہے، میں اولاد آدم کو برابر گمراہ کرتا رہوں گا، جب تک ان میں جان باقی رہے گی، اس پر اس کے رب نے اس سے کہا: تو مجھے بھی اپنی عزت و جلال کی قسم، میں بھی انہیں برابر بخشتا رہوں گا، جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔ (۱)

وَتَقَدَّمَ سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ فِي الْبَابِ الثَّالِثِ۔

سید الاستغفار کا بیان تیسرے باب میں گزر چکا ہے۔

مَا مِنْ حَافِظٍ، يَرْفَعَانِ إِلَى اللَّهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَحِيفَةً، فَيَرَى فِي أَوَّلِ الصَّحِيفَةِ وَفِي آخِرِهَا اسْتِغْفَارًا، إِلَّا قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي مَا بَيْنَ طَرْفِي الصَّحِيفَةِ۔ (۲)

(۷) دو فرشتے جو اعمال نامہ بارگاہ الہی میں پیش کرتے ہیں، اور اعمال نامہ کا اول و آخر دیکھتا ہے، اور اس میں بہت استغفار پاتا ہے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندے کے وہ تمام گناہ جو اعمال نامے کے اول و آخر تک درج ہیں، معاف کر دیئے۔

طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا۔ (ق)

(۸) اس کو خوشخبری ہے جس کے نامہ اعمال میں استغفار بہت ہو۔

مَنْ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً۔ (ط)

(۹) جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت و بخشش کی دعا مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک مومن مرد اور مومن عورت کے بدلہ میں ایک نیکی عطا کرتا ہے۔

(۱) شیطان کے بہکانے سے جو گناہ ہو جاتے ہیں، استغفار کرنے سے وہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (الشوکانی: ۲۹۴)

وَتَقَدَّمَ فِي الْبَابِ الثَّانِي، مَنْ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلِّ يَوْمٍ.
الْحَدِيثُ - (ط)

اور یہ حدیث باب ثانی میں (سوتے وقت کی دعاؤں کے بیان میں گزر چکی کہ)، جو مسلمان مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے روزانہ مغفرت کی دعا مانگے گا، وہ مقبول بندوں میں سے ہوگا۔

وَتَقَدَّمَ مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ، وَمَنْ أَكْثَرَ مِنْهُ، جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا. (الحدیث) فی الباب الثامن - (د-س-ق-حب)
(۱۰) اور (یہ حدیث غم کی دعاؤں کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے کہ) جس نے استغفار کی پابندی کی، اور بہت زیادہ استغفار کرتا رہا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ نکال دیتا ہے۔

وَتَقَدَّمَ حَدِيثُ الَّذِي شَكَأَ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرْبَ لِسَانِهِ فَقَالَ :
أَيْنَ أَنْتَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ - (مُص - ي)

(۱۱) اور وہ حدیث پہلے گزر چکی ہے، جس میں ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی زبان کی تیزی (سخت سست کہنے) کی شکایت کی تھی، اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا تم استغفار کیوں نہیں کرتے، (پابندی سے استغفار کرو)

وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدُنَا يُذْنِبُ - قَالَ : يُكْتَبُ عَلَيْهِ - قَالَ :
ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ مِنْهُ وَيَتُوبُ - قَالَ : يُغْفَرُ لَهُ، وَيَتَابُ عَلَيْهِ - قَالَ : فَيَعُودُ فَيُذْنِبُ -
قَالَ : يُكْتَبُ عَلَيْهِ - قَالَ : ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ مِنْهُ وَيَتُوبُ - قَالَ : يُغْفَرُ لَهُ وَيَتَابُ عَلَيْهِ، وَلَا يَمَلُ اللَّهُ حَتَّى تَمْلُؤَا - (طس - ط)

(۱۲) اور ایک شخص آیا، اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے؟ تو فرمایا: وہ لکھ لیا جاتا ہے؛ پھر اس نے پوچھا: پھر وہ اس گناہ سے توبہ واستغفار کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ گناہ بخش دیا جاتا ہے؛ اس نے کہا: وہ پھر لوٹا اور گناہ کرتا ہے، فرمایا: پھر لکھا جاتا ہے؛ اس نے عرض کی: پھر وہ اس گناہ سے توبہ واستغفار کرتا ہے، ارشاد ہوا: بخش دیا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتا، اور اجرت دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اجر دینے سے نہیں تھکتا، تا آنکہ تم ہی تھک کر بیٹھ جاؤ۔

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: يَا بَنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَتْ مِنْكَ، وَلَا أُبَالِي؛ يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْلَا دَعَاكَ دُنُوْبُكَ عَنْآ السَّمَآءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ۔ (۱) يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوَأْتَيْتَنِي بِقِرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقَيْتَنِي لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا، لَأَتَيْتَكَ بِقِرَابِهَا مَغْفِرَةً۔ (ت)

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا، اور مجھ سے (مغفرت کی) امید رکھے گا، میں تجھے بخشوں گا تو کسی حالت میں بھی ہو، (تجھ پر کتنے ہی گناہوں کا بوجھ کیوں نہ ہو) اور مجھے پروا نہیں، فرزند آدم! اگرچہ تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں، پھر مجھ سے مغفرت مانگے، تو میں معاف کروں گا، اے آدم کے بیٹے! تو اگر میرے پاس زمین بھر کر گناہ لائے، پھر تو مجھ سے آکر ملے اس حال میں کہ تو نے

(۱) علامہ شوکانی کے یہاں اس کے بعد اتنا لکڑا ہے۔ عَلَى مَا كَانَتْ مِنْكَ وَلَا أُبَالِي (ت) ص ۲۹۷

میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا ہو، تو میں تیرے لئے زمین بھر کر بخشش
لاؤں گا۔

مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ،
عُفِّرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَمِنَ الزَّحْفِ، (د-ت) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
(ت-ج-ب-م-ط) وَخَمْسَ مَرَّاتٍ، عُفِّرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ زَبَدُ
الْبَحْرِ- (مُص)

(۱۴) جو کوئی (سچے دل سے) کہے: اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور
قائم رہنے والا ہے، بخشش چاہتا ہوں، اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں، تو اس
کی بخشش کر دی جاتی ہے، اگرچہ وہ میدان جنگ سے بھاگا ہوا ہو، (۱) یہ دعائیں
تین بار اور پانچ مرتبہ پڑھے اس کی بخشش کر دی جاتی ہے، اگرچہ اس کے گناہ
سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، (ص) وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً (ص-طس)
(۱۵) بے شک میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، اور دن میں ستر (۷۰) بار اللہ سے
استغفار و توبہ کرتا ہوں۔

أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً- (خ-س-ق-طس) مِائَةَ مَرَّةً- (طس-مُص)
(۱۶) ستر (۷۰) سے بھی زیادہ مرتبہ، دن میں سو بار۔

إِنَّهُ لَيَغَاثُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً- (م-د-س)
(۱۷) میرے دل پر جھائیں اور میل سا آجاتا ہے، اور میں اللہ سے دن میں سو بار

(۱) وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہو۔ اس حدیث میں تین بار استغفر اللہ کا ذکر ہے۔ یہ تعین تعداد بھی
اسرار نبوت سے ہے۔

استغفار کرتا ہوں۔ (۱)

وَإِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ، رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ - مِائَةَ مَرَّةٍ - (عہ۔ حُب)

(۱۸) اور ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں، رب اغفر لی الخ میرے رب میری بخشش فرما، اور میری توبہ قبول کر، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا، اور بہت رحیم ہے۔ سو سو بار شمار کرتے تھے۔ (۲)

(۱) رسالت مآب ﷺ چاہتے تھے، کہ ہر آن و ہر لمحہ اللہ تعالیٰ سے لوگی رہے، اور اسی کی طرف کامل توجہ رہے، لیکن انہیں دنیا کا ہادی و مصلح بنا کر بھیجا گیا تھا، انہیں امت کو ہر بات بتانی، اور ہر چیز کر کے دکھانی تھی، اس لئے مباح امور، جیسے گھر والوں کے ساتھ رہنا، بسنا، اٹھنا بیٹھنا، ہر آنے جانے والے کی بات سننا، ان کے ساتھ رہنا، میل جول رکھنا، ایسی باتیں تھیں، جن کی وجہ سے ہمہ وقت کی کامل توجہ میں ان کے رتبہ و مرتبہ کے لحاظ سے فرق کا احساس ہوتا تھا، اس لئے فرماتے تھے، کہ میں بھی دل پر آمینہ کی طرح جھائیں محسوس کرتا ہوں، اور توبہ و استغفار کر کے اس کو دور کرتا ہوں، یہ تعلیم بھی امت پر شفقت کی خاطر تھی، ورنہ آپ کی ذات گرامی کو ان باتوں کی احتیاج کہاں تھی، سچ ہے:

نزدیکاں را بیش بود حیرانی

یہ ہماری توبہ و استغفار ہے، جسے خود توبہ و استغفار کی حاجت ہے:

ہست استغفار ما، محتاج استغفار ما

اس سے معلوم ہوا کہ غفلت و سہولازمہ بشریت ہے، اس کا علاج استغفار ہے، رسول اللہ ﷺ کا استغفار گناہ کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ بلند ترین مرتبہ حاصل کرنے کے لئے تھا، اس لئے کسی وقت بھی آپ کو غفلت گوارا نہیں تھی۔ (تحفۃ الذاکرین، ص: ۲۹۱)

(۲) یہ کلمات اکثر و بیشتر زبان مبارک پر جاری رہتے تھے۔

فَضْلُ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، وَ سُورٍ مِنْهُ وَ آيَاتٍ:

اِقْرُؤُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ۔ (م)

قرآن کریم اور اس کی بعض سورتوں، اور آیتوں کی فضیلت:

(۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھا کرو، اس لئے کہ وہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں کی شفاعت کرنے آئے گا۔

يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي، وَمَسْأَلَتِي، أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِينَ، وَفَضْلُ كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ، كَفَضْلِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى خَلْقِهِ۔ (ت۔ می)

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس شخص کو قرآن (کی تلاوت و تدبر وغیرہ) کی مصروفیت نے میرا ذکر کرنے، اور مجھ سے دعائیں مانگنے سے باز رکھا، میں اسے اس سے بھی زیادہ بہتر عطا کرتا ہوں، جو میں دعائیں مانگنے والے کو دیتا ہوں، (۱) اور اللہ کے کلام ”قرآن“ کو دوسرے تمام کلاموں، اور کتابوں پر، ایسی فضیلت و برتری حاصل ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر فوقیت حاصل ہے۔

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا۔ (ت)

(۳) جس مسلمان نے ایک حرف کلام اللہ کا پڑھا، اس کے لئے ایک نیکی ہے، اور ہر نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ہے۔

الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ

(۱) میں اس کی تمام حاجتیں اچھی طرح پوری کرتا ہوں، جو اللہ کا ہو گیا، اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

الْقُرْآنَ، وَيَتَتَعَتَّ فِيهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ، فَلَهُ أَجْرَانِ - (خ-م)
 (۴) جو قرآن پڑھتا ہے، اور اس کا خوب ماہر ہے، (وہ قیامت کے دن) ان معزز اور
 نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا، (جو نیکیاں لکھتے ہیں) اور جو قرآن پڑھتا، اور اس میں اکتا
 ہے، اور اسے پڑھنے میں دشواری و مشقت پیش آتی ہے، اس کے لئے دہرا اجر ہے (۱)۔

فضل سورة الفاتحة:

أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ، هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ - (خ-د-س-ق) (۲)

سورة فاتحہ کی فضیلت:

(۱) سورہ فاتحہ (مرتبہ کے اعتبار سے) قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے، یہ سبع
 مثانی، (وہ سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور قرآن عظیم ہے۔

أُعْطِيَتْ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ - (مُس)

(۲) مجھے سورہ فاتحہ عرش الہی کے نیچے سے دی گئی ہے۔

بَيْنَا جَبْرِئُلُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعَ نَفِيضًا مِنْ فَوْقِهِ،
 فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ، نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ

(۱) یادداشت کمزور ہونے، اور کلمات زبان پر رواں نہ ہونے، کی وجہ سے دواجر ملتے ہیں، ایک پڑھنے کا

، دوسرا مشقت اٹھانے کا۔ (تحفة الذاکرین، ص: ۳۰۳)

(۲) سورہ فاتحہ کا نام قرآن میں ”سبع مثانی“، اور ”قرآن عظیم“ آیا ہے، سبع اس لئے کہ سات آیتوں
 کی سورت ہے، اور نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے، اور اس حدیث میں ”قرآن عظیم“ کا لفظ بطور مبالغہ
 بولا گیا ہے، اس لئے کہ سارے قرآن کے اسرار و معانی بطور اجمال اس میں آگئے ہیں۔ (فخر)

وَقَالَ: أَبَشِّرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيَتْهُمَا، لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ، فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيَتهُ۔ (م۔س)

(۳) اس اثناء میں، کہ جبریل امین حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ انہوں نے اوپر ٹوٹنے کی آواز سنی، اپنا سراٹھا کر دیکھا، تو فرمایا: یہ آواز والا فرشتہ وہ ہے، جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اتر اٹھا، اس نے حضور ﷺ کو سلام کیا، اور کہا مبارک ہو آپ کو دو نور کی، جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، (۱) فاتحہ الکتاب (سورہ فاتحہ)، (۲) سورہ بقرہ کی آخری آیات، ان میں سے جو حرف آپ پڑھیں گے، اس کا اجر و ثواب آپ کو دیا جائے گا۔

فَضْلُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ:

إِنَّ الشَّيْطَانَيْنِ يَفْرُقُونَ الْبَيْتَ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔ (م۔ت۔س)

سورہ بقرہ کی فضیلت:

(۱) شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے، جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔
 اقْرَؤْهَا، فَإِنَّهَا أَخَذَهَا بَرَكَةً، وَتَرَكَهَا حَسْرَةً، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطْلَةُ۔ (م)
 (۲) سورہ بقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کو اپنا نا (سیکھنا سکھانا، پڑھنا پڑھانا اور عمل کرنا کرنا) برکت کا باعث ہے، اور اس کا چھوڑ دینا، حسرت کا، اور جادوگر اس کے سیکھنے پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (۱)

لِكُلِّ شَيْءٍ سِنَامٌ، وَسِنَامُ الْقُرْآنِ، الْبَقَرَةُ۔ (ت۔مُس۔حَب)

(۱) ساحر اور نا کارہ لوگوں کو اس کے پڑھنے، اور سیکھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ (فخر)

(۳) ہر چیز کا ایک کوہان (بلند ترین حصہ) ہوتا ہے، اور قرآن کا، سورہ بقرہ ہے۔

مَنْ قَرَأَهَا لَيْلًا، لَمْ يَدْخُلِ الشَّيْطَانُ بَيْتَهُ، ثَلَاثَ لَيَالٍ، وَمَنْ قَرَأَهَا نَهَارًا، لَمْ يَدْخُلِ الشَّيْطَانُ بَيْتَهُ، ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔ (حَبْ)

(۴) جو مسلمان رات کو سورہ بقرہ پڑھے گا، شیطان تین رات تک اس کے گھر میں داخل

نہ ہوگا، اور جو دن میں پڑھے گا، شیطان تین دن تک اس کے گھر میں داخل نہ ہوگا۔

أُعْطِيَتْ الْبَقْرَةُ مِنَ الذِّكْرِ الْأَوَّلِ۔ (مُسْ)

(۵) مجھے سورہ بقرہ لوح محفوظ سے دی گئی ہے۔

فَضْلُ الْبَقْرَةِ، وَالِ عِمْرَانَ:

إِقْرُوا الزَّهْرَ أَوْيْنَ، الْبَقْرَةَ وَالِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، كَأَنَّهُمَا
عَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَاتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فَرَقَانِ مِنْ طَيْرٍ، صَوَافٌّ يُحَاجَّانِ
عَنْ أَصْحَابِهِمَا۔ (م)

سورہ بقرہ، اور آل عمران کی فضیلت:

(۱) سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، یہ دونوں چمکتی دکتی سورتیں ہیں، قیامت کے
دن اس طرح آئیں گی، گویا کہ دو سایہ فگن بادل کے ٹکڑے ہیں، یا گویا وہ دو
سائبان ہیں، یا وہ صف باندھے ہوئے دو پرندوں کی ٹکڑیاں ہیں، جو اپنے پڑھنے
والوں کے بخشوانے کے لئے بارگاہ الہی میں جھگڑتی ہوں گی۔

فَضْلُ آيَةِ الْكُرْسِيِّ :

هِيَ أَعْظَمُ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ، (م-د) هِيَ سَيِّدَةُ آيِ الْقُرْآنِ - (ت-ج-ب-مُس)

آیت الکرسی کی فضیلت:

(۱) آیت الکرسی (ثواب کے اعتبار سے) قرآن کی سب سے عظیم آیت ہے، اور یہ قرآن کی آیتوں کی سردار ہے۔

لَا تَضَعُهَا عَلَى مَالٍ، وَلَا وَلَدٍ، فَيَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ - (ج-ب)

(۲) تم آیت الکرسی کو کسی بھی مال و اولاد پر پڑھ کر دم کرو، (یا لکھ کر اس میں رکھو، یا گلے میں ڈالو) شیطان تمہارے قریب نہیں پھٹکے گا۔

فَضْلُ الْآخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ :

الْإِنْسَانِ، أَمِنَ الرَّسُولُ الْآخِرَ الْبَقَرَةَ، لَا يُفْرَانِ فِي دَارٍ، ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَيَقْرُبُهَا شَيْطَانٌ - (ت-س-ج-ب-مُس)

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت:

(۱) سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں، امن الرسول سے آخر تک، جس گھر میں تین

راتیں پڑھی جائیں، اس گھر کے قریب بھی شیطان نہیں آتا۔

مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ، كَفَتَاهُ - (ع)

(۲) جو کوئی رات میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے گا، یہ اس کے لئے رات

کی تمام آفتوں کے لئے کافی ہوں گی۔

إِنَّ اللَّهَ خَتَمَ الْبَقَرَةَ بَابَتَيْنِ، أَعْطَانِيَهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِي تَحْتَ عَرْشِهِ، فَتَعَلَّمُوهُنَّ، وَعَلَّمُوهُنَّ نِسَاءَكُمْ، وَأَبْنَاءَكُمْ فَإِنَّهَا صَلَوَةٌ، وَقُرْآنٌ، وَدُعَاءٌ۔ (مُس)

(۳) اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے، جو مجھے اپنے خزانہ رحمت سے، جو عرش الہی کے نیچے سے عطا کی گئی ہیں، پس تم ان کو سیکھو، اور انہیں اپنی عورتوں، اور بیٹیوں کو سکھاؤ، وہ آیتیں رحمت ہیں، اور قرآن ہیں، اور دعا ہیں۔ (۱)

فَضْلُ سُورَةِ الْأَنْعَامِ:

لَمَّا نَزَلَتْ، سَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ شِيعَ هَذِهِ السُّورَةُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، مَا سَدُّوا الْأَفْقَ۔ (مُس)

سورہ انعام کی فضیلت:

(۱) سورہ انعام جب اتری تو حضور اکرم ﷺ نے اللہ کی پاکی بیان کی، پھر فرمایا: اس سورت کے ہمراہ اتنے فرشتے آئے، کہ ان سے آسمان کے کنارے ڈھک گئے۔

فَضْلُ سُورَةِ الْكَهْفِ:

مَنْ قَرَأَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ۔ (مُس)

(۱) نمازی انہیں نماز میں پڑھتا، قرآن پڑھنے والا ان کو تلاوت کرتا، اور دعا مانگنے والا ان آیتوں سے دعا مانگتا ہے۔ (الشوکانی ص ۳۰۱)

سورہ کہف کی فضیلت:

(۱) جمعہ کے دن جو کوئی سورہ کہف پڑھے گا، اس کے لئے اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک ایک نور چمکتا و ملتا رہے گا۔ (۱)

مَنْ قَرَأَهَا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ فِيمَا بَيْنَهُ، وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ (مو۔ می)
(۲) جمعہ کی رات میں جو شخص سورہ کہف پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نور، اس کے اور بیت اللہ کے مابین روشن کرتا ہے۔

مَنْ قَرَأَهَا كَمَا أُنْزِلَتْ، كَانَتْ لَهُ نُورًا مِّنْ مَّقَامِهِ إِلَىٰ مَكَّةَ، وَمَنْ قَرَأَ بِعَشْرِ آيَاتٍ مِّنْ آخِرِهَا، فَخَرَجَ الدَّجَالُ، لَمْ يُسَلِّطْ عَلَيْهِ۔ (س۔ مُس)

(۳) سورہ کہف کو جو شخص اسی طرح (صحیح طور پر)، جس طرح وہ نازل کی گئی ہے، پڑھے، تو اس کی جگہ سے مکہ تک ایک روشنی قائم ہو جاتی ہے، اور جو کوئی سورہ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھتا رہے، اور دجال نکل بھی آئے، تو وہ اس پر قابو نہیں پاسکتا۔

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِهَا، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ۔ (م۔ د۔ س۔ ت)
(۴) جس نے سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتیں (من امرنا رشداً) تک یاد کر لیں، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ۔ (ت)
(۵) جس نے سورہ کہف کی ابتدائی تین آیتیں یاد کیں، وہ بھی دجال کے فتنہ سے

(۱) اس کا اثر و ثواب دو جمعہ تک برابر قائم رہتا ہے۔ (الشوکانی ص ۳۱۰)

مامون و محفوظ رہے گا۔

مَنْ أَدْرَكَ الدَّجَالَ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَهَا۔ الْحَدِيثُ - (م۔ عہ) فَإِنَّهَا جَوَارِلُهُ
مِنْ فِتْنَتِهِ۔ (د)

(۶) جو شخص دجال کو پائے، اور اس کے سامنے اس سورت کی ابتدائی (تین یا دس)

آیتیں پڑھے، وہ اس کے لئے دجال کے فتنہ سے پناہ بن جائیں گی۔

وَأُعْطِيَتْ طُهُ، وَالطَّوَّاسِينِ، وَالْحَوَامِيمِ مِنَ الْوَاحِ مُوسَى۔ (مُس)

(۷) اور سورہ طہ اور طواسین، (جن کا آغاز لفظ ”ط“ سے ہوا ہے: (۱) سورہ

الشعراء۔ (۲) سورہ النمل۔ (۳) سورہ القصص) اور حوامیم (جن کا آغاز لفظ حم سے

ہوا۔ (۱) سورہ المؤمن۔ (۲) سورہ حم السجدہ۔ (۳) سورہ الشوری۔ (۴) سورہ

الزخرف۔ (۵) سورہ الدخان۔ (۶) سورہ الجاثیہ۔ (۷) سورہ الأحقاف) مجھے

الواح موسیٰ سے عطا کی گئی ہیں۔

فَضْلُ سُورَةِ يَسَّ:

قَلْبُ الْقُرْآنِ يَسَّ، لَا يَقْرَأُهَا رَجُلٌ يُرِيدُ اللَّهَ، وَالْدَّارَ الْآخِرَةَ، إِلَّا غَفَرَ لَهُ۔

اقْرَؤُوهَا عَلَى مَوْتَاكُمْ۔ (س۔ د۔ ق۔ حَب)

سورہ یسین کی فضیلت:

(۱) سورہ یسین قرآن کا قلب ہے، جو شخص سورہ یسین اللہ اور آخرت کے لئے پڑھتا

ہے، اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کر دیتے ہیں، تم اسے (سکرات کے وقت) اپنے مرنے

والوں پر پڑھا کرو۔

فَضْلُ سُورَةِ الْفَتْحِ:

الْفَتْحُ، هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ - (خ-س-ت)

سورة الفتح کی فضیلت:

(۱) سورة فتح مجھے اس سے زیادہ پیاری ہے، جس پر سورج نمودار ہوتا ہے، اور روشنی

ڈالتا ہے۔ (۱)

فَضْلُ سُورَةِ الْمُلْكِ:

تَبَارَكَ الْمَلِكُ، ثَلَاثُونَ آيَةً، شَفَعَتْ لِرَجُلٍ، حَتَّى غُفِرَ لَهُ - (حَب-عہ-مُس)

سورة الملک کی فضیلت:

(۱) سورة الملک میں آیتوں پر مشتمل ہے، جو اسے پڑھتا رہتا ہے، یہ اس کی شفاعت

کرتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اسے بخش دیا جاتا ہے۔

وَدِدْتُ أَنَّهَا فِي قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ - (مُس)

(۲) میری خواہش ہے، کہ یہ سورة ہر مومن کے سینہ میں محفوظ ہو۔ (۲)

فَضْلُ سُورَةِ الزَّلْزَلَةِ:

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ، رُبُعُ الْقُرْآنِ، (ت) تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ - (ت-مُس)

(۱) پوری کائنات سے۔

(۲) اسے یاد ہو، اور وہ اسے پڑھتا، اور اس پر عمل کرتا رہے۔

سورة الزلزله کی فضیلت:

(۱) سورة إذا زلزلت الأرض (اجر و ثواب میں) چوتھائی قرآن کے برابر ہے، یہ سورة نصف قرآن کے برابر ہے۔ (۱)

فَضْلُ سُورَةِ الْكَافِرُونَ:

الْكَافِرُونَ، رُبْعُ الْقُرْآنِ - (ت) تَعْدِلُ رُبْعَ الْقُرْآنِ - (ت - مُس)

سورة الكافرون کی فضیلت:

(۱) سورة الكافرون چوتھائی قرآن ہے، یہ سورة چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (۲)

نِعْمَ السُّورَتَانِ، هُمَا يُقْرَأَانِ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: الْكَافِرُونَ وَالْإِحْلَاصَ - (حَب)

(۲) دو سورتیں، قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، بہت ہی عمدہ سورتیں ہیں، جو فجر کی سنتوں میں فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔

فَضْلُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ، رُبْعُ الْقُرْآنِ - (ت)

(۱) قرآن میں دنیا و آخرت کا ذکر ہے، اس میں آخرت کا ذکر خوب مذکور ہے، اس اعتبار سے آدھے قرآن کے برابر ہے، یا اس کا ثواب قرآن کے اصل آدھے ثواب کے برابر ہے۔ (فخر)
(۲) قرآن میں (۱) توحید (۲) نبوت (۳) احکام، اور (۴) قصص کا ذکر ہے، اس سورت میں توحید خوب مذکور ہے، اس اعتبار سے چوتھائی ہوئی، اس کا ثواب چوتھائی قرآن کے ثواب کے مثل ہے۔ (فخر)

سورۃ إذا جاء نصر اللہ کی فضیلت:

(۱) إذا جاء نصر اللہ، چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (۱)

فضل قل هو اللہ أحد:

قل هو اللہ أحد، ثلث القرآن۔ (خ۔م۔ت۔ق)

سورۃ قل هو اللہ أحد کی فضیلت:

(۱) قل هو اللہ أحد، تہائی قرآن ہے۔

تعديل ثلث القرآن۔ (خ۔د۔ت۔ق)

(۲) قل هو اللہ أحد، تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (۲)

وَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُهَا، فَقَالَ: وَجَبَتِ الْجَنَّةُ، أَيُّ لَهْ۔ (م۔ت۔طا۔س۔مس)

(۳) اور ایک شخص کو قل هو اللہ أحد پڑھتے ہوئے سنا، تو فرمایا: کہ اس کے لئے

جنت واجب ہوگئی۔

فضل سورتي الفلق والناس:

أَلَا أَعْلَمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ، قُرْتَنَا؟ (د۔س)

(۱) قرآن میں اگلے پچھلے لوگوں کا قصہ اور امر و نہی مذکور ہے، اس سورت میں آئندہ کا قصہ بطور اشارہ بیان کیا

گیا ہے، اس اعتبار سے یہ چوتھائی ہوئی، یا اس کا ثواب چوتھائی قرآن کے اصل ثواب کے برابر ہے۔ (فخر)

(۲) قرآن میں قصے، احکام اور توحید ہے، اور اس میں توحید کا بیان خوب ہے، پس یہ تہائی ہوئی، یا اس کا

ثواب اصل تہائی ثواب کے برابر ہے۔ (فخر)

سورة الفلق اور سورة الناس کی فضیلت:

(۱) کیا میں تجھے بہترین پڑھی جانے والی دوسورتیں، (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) نہ بتلاؤں۔

إِقْرَأْهُمَا، كُلَّمَا نُمِيتَ، وَكُلَّمَا قُمْتَ۔ (مُص)

(۲) تم جب سونے لگو، ان دونوں سورتوں کو پڑھو، اور سو کر اٹھو جب بھی۔

البَابُ الْعَاشِرُ

فِي أَدْعِيَةِ صَحَّتْ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، مُطْلَقَاتٍ غَيْرِ مُقَيَّدَاتٍ۔

دسواں باب

ان دعاؤں کے بیان میں، جو کہ نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہیں، جو کہ مطلق بلا قید ہیں۔

مطلق دعاؤں کے بیان میں (۱)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ،
وَالْمَأْتَمِ۔

(۱) اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، بے چارگی سے، اور سستی سے، اور بزدلی (۲)

(۱) یہ دعائیں ہر جگہ، اور ہر وقت پڑھی، اور مانگی جاسکتی ہیں۔

(۲) بزدلی کی وجہ دشمن کا خوف ہے، ظاہری دشمن کا فرار اور باطنی دشمن نفس و شیطان ہے، یہ خوف، مقابلہ

سے روکتا، موافقت و مصالحت اور دوستی کی راہ سمجھاتا ہے، خوف، دل کی کمزوری اور نفس کے ڈر سے پیدا

ہوتا ہے، چنانچہ بزدل آدمی جنگ کے موقع پر کانپنے لگتا ہے، یہی خوف راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کرتا

ہے، بعض اوقات قتل و قید اور غلامی کا خوف، انسان کو ارتداد پر آمادہ کرتا ہے۔ (الشوکانی ص ۷۷)

سے، اور سٹھیا نے اور قرض سے (۱)۔ اور گناہ سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ،
وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ۔
اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلَجِ وَالْبَرْدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يَنْقَى
الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ (ع)

اے اللہ! میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، جہنم کے عذاب سے، جہنم کے فتنہ (۲)
و آزمائش سے، اور قبر کے فتنہ سے، اور قبر کے عذاب سے، اور مالدار کی شر سے، اور
تنگدستی کے فتنہ کے شر سے، اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے۔

اے اللہ! میری خطاؤں کو برف کے پانی سے، اور ازلے سے دھو ڈال، اور میرے
دل کو گناہوں کے میل کچیل سے ایسا پاک صاف کر دے، جیسا کہ سفید کپڑے کو میل
سے پاک صاف کیا جاتا ہے، اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں ایسی دوری کر
دے، جیسی دوری تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کر رکھی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ۔
(۲) اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی سے (۳) اور کاہلی (۴) سے اور

(۱) مغرم، ایسا قرض جس کی ادائیگی میں دشواری پیش آئے۔

(۲) ایسا فتنہ جو جہنم میں پہنچائے۔ (الشوکانی ص ۳۲۰)

(۳) عجز، ایسی عاجزی جو دینی و دنیوی ضروری حقوق کی ادائیگی سے روکتی ہو۔

(۴) کاہلی، جو خیر کے کام انجام دینے میں مانع ہوتی، اور دین کے کاموں کے کرنے میں رغبت کم کرتی ہے۔

بزدلی سے اور سٹھیانے سے۔

أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

(خ۔م۔د۔ت۔جَب۔مُس۔صط)

(۳) اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، قبر کے عذاب سے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْقَسْوَةِ، وَالْغَفْلَةِ، وَالْعَيْلَةِ، وَالذَّلَّةِ، وَالْمَسْكِنَةِ،
وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْكَفْرِ، وَالْفُسُوقِ، وَالشَّقَاقِ، وَالسُّمْعَةِ، وَالرِّيَاءِ،
وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ، وَالْبُكْمِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجَذَامِ، وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ،
وَضَلَعِ الدِّينِ۔ (جَب۔مُس۔صط)

(۴) میں تیری پناہ مانگتا ہوں، سنگدلی (۱) سے، اور (ادائے اطاعت میں) غفلت

سے، اور فقر و فاقہ سے، اور ذلت سے، اور محتاجی سے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں،
فقر سے اور کفر سے، اور نافرمانی سے، اور مخالفت حق اور شہرت اور دکھاوے سے،
اور تیری پناہ چاہتا ہوں، بہرے پن سے، گونگے پن سے، دیوانگی سے، اور جذام

(۱) سنگدلی: قلب میں ایسی سختی، کہ وعظ و نصیحت بے اثر ہو جائے، سزا کا خوف جاتا رہے، جو رحم کے لائق ہو اس پر رحم نہ کرے۔ ص ۳۲۱۔

غفلت: خیر سے ایسی غفلت جس پر تنبیہ لازم ہے، اس پر تنبیہ نہ ہو۔

عیلہ: فقر و فاقہ، حاجتمندی، جس کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہو، اسے انجام نہ دے سکے۔

مسکنت: حاجت روائی کے لئے اظہار عاجزی۔

فسوق: ارتکاب معاصی کی وجہ سے راہ راست سے نکل جانا، اور حرام کام میں پڑ جانا۔

سے، اور تمام بری بیماریوں سے، اور قرض کے بوجھ سے۔

اللَّهُمَّ اِنِّیْ نَفْسِیْ تَقُوْهَا وَرَزَقْهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ رَزَقَهَا، اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا۔

(۵) اے اللہ! تو میرے نفس کو تقویٰ عطا کر، اور اس کو پاک صاف کر، تو ہی اس کو

سب سے بہتر پاک صاف کرنے والا ہے، تو ہی اس کا کارساز و مددگار ہے۔ (۱)

اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا یُحْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ

لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا یَسْتَجَابُ لَهَا۔ (خ۔م۔ت۔س۔مُص)

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اس علم سے جو فائدہ نہ دے، اور اس دل سے

(جس میں) خوف (خدا) نہ ہو، اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو، اور اس دعا سے جو

قبول نہ کی جائے۔ (۲)

(۱) ”میرے نفس کو تقویٰ عطا کر“، تقویٰ ایک ایسی صفت ہے، جس سے بندہ ارتکاب معاصی سے باز رہتا

ہے، اور قہر الہی سے بچتا ہے، تقویٰ کے محل و مقام چھ ہیں: ۱۔ آنکھ، ۲۔ کان، ۳۔ زبان، ۴۔ ہاتھ، ۵۔ پاؤں،

۶۔ قلب۔ (احکام القرآن ۱/۸۴۹-۸۵۰)

جو تقویٰ سے آراستہ ہوتا ہے، اسے تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں: ۱۔ معرفت حق و باطل ۲۔ کفارہ

سینات، یعنی اس دنیا میں اس سے جو لغزشیں اور خطائیں ہو جاتی ہیں، ان کا کفارہ و بدل ہو جاتا ہے۔ ۳۔

آخرت میں مغفرت و بخشش ہے۔ (ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم۔ مصر، عیسیٰ البابی الحلی، ۲/۳۰۲)

(۲) ”ایسے دل سے جس میں خوف خدا نہ ہو“، سخت دل میں پسند و نصیحت کا رگر نہیں ہوتی، اس پر نہ

ترغیب کا اثر ہوتا ہے، اور نہ ڈر کا۔ ”اس نفس سے جو سیر نہ ہو“، ایسا آدمی حرام کھانے لگتا ہے، کم

کھانے پر بس نہیں کرتا، پیٹ کی خاطر وہ برابر مشقت اٹھاتا اور آخرت میں سزا بھگتتا ہے۔ ”اس

دعا سے جو قبول نہ کی جائے“، ایسی دعا سے بھی پناہ مانگی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ (جاری ہے)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ۔ (م۔د۔س۔ق)

(۶) اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے برے کاموں کے شر سے جو مجھ سے

سرزد ہوئے ہیں اور ان اعمال کے شر سے جو میں نے نہیں کئے ہیں۔ (۱)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْلَمْ۔ (س۔مُص)

(۷) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان چیزوں کے شر سے جنہیں جانتا ہوں اور

ان چیزوں کے شر سے جنہیں میں نہیں جانتا ہوں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ،

وَجَمِيعِ سَخَطِكَ۔ (م۔د۔س)

(۸) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، تیری نعمت کے جاتے رہنے سے، اور تیری

عافیت کے بدل جانے سے (۲) اور ناگہانی عذاب سے، (۳) اور تیرے سارے

= عطا کرنے والا، روکنے والا، کشادگی کرنے والا، نقصان اور فائدہ پہنچانے والا ہے، جب بندہ دعا کے ذریعہ اس کے حضور میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے، مگر اس کی دعا قبول نہیں کی جاتی، وہ ٹوٹے میں رہا، گویا وہ دروازے سے دھتکار دیا گیا جو سر اسر محرومی ہے۔ (الشوکانی ص ۳۲۲)

(۱) أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، رسول اللہ ﷺ نے ان تمام برے اعمال سے، جو کئے اور نہ کئے جائیں، اور ان تمام برائیوں سے جن کا علم تھا، اور جن کا علم نہ تھا، پناہ مانگی یہ امت کی تعلیم کی غرض سے فرمایا تھا، تاکہ ان کی اقتداء کریں، ورنہ آپ کے تمام اعمال پچھلے سب خیر تھے، ان میں شرک کا شائبہ تک نہ تھا، ایسے ہی وہ تمام برے کام جن کا آپ کو علم تھا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خیر پر عمل آسان تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) شر سے محفوظ تھے۔ (الشوکانی ص ۳۲۳)

(۲) عافیت سے محرومی شکر نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے، اور جس کا مستحق تھا، اس پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسے خرچ کی جگہ نکل کرنا۔ جب کسی کو عافیت سے سرفراز کیا گیا، تو وہ دنیا و آخرت کی خیر سے بہرہ ور ہوا۔

(۳) ”ناگہانی عذاب“ بندے سے جب انتقام لیا جاتا ہے، تو اسے بلاء و مصیبت میں پکڑ لیا جاتا (جاری ہے)

غصوں سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ
الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ،
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ
لَدِيغًا۔ (د۔س۔مُس)

(۹) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، مکان کے نیچے دب کر مرنے سے، اور میں
تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی اونچی جگہ سے) گر کر مرنے سے، اور میں تیری پناہ
چاہتا ہوں، ڈوب کر مرنے، اور جل کر مرنے سے، اور سٹھیانے سے، اور تیری پناہ
مانگتا ہوں، اس بات سے کہ مرتے وقت شیطان مجھے بہکائے، اور خط میں ڈالے،
اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اس سے کہ تیرے راستے (جہاد) میں بھاگتے ہوئے
پیٹھ پھیر کر مروں، اور تیری پناہ مانگتا ہوں، اس بات سے کہ میں سانپ بچھو کے
کالے سے مروں۔ (۱)

= ہے، پھر وہ اس سے نکلنے کا راستہ نہیں پاتا، اور اللہ کی مدد و نصرت کے بغیر وہ نکل ہی نہیں سکتا، استغفار و
توبہ سے اس کا مداوا کیا جاسکتا ہے۔ ”سارے غصوں سے“ یہاں جَمِيعُ سَخَطِكَ کا لفظ اس لئے
استعمال کیا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ بندے پر ناراض ہوا، تو وہ ہلاک و برباد ہو گیا، اگرچہ کسی معمولی وجہ سے ہو،
اور معمولی غصہ ہی کیوں نہ ہو۔ (الشوکانی ص ۳۲۳)

(۱) مذکورہ بالا صورتوں میں سے ہر صورت میں نہ انسان کو کسی وصیت کرنے کا وقت ملتا ہے، نہ کچھ کہنے سننے کا،
نہ کسی چیز کے لینے دینے کا، جو باتیں اور جو کام وہ صحت و عافیت میں کر سکتا تھا، ان سے اب وہ یکسر محروم ہو جاتا
ہے، وہ خوف اور گھبراہٹ میں نہ کلمہ شہادت ہی زبان سے کہہ سکتا ہے اور نہ کچھ پڑھ لکھ سکتا ہے۔ مولانا فخر
الدین دہلوی لکھتے ہیں: ”غرق وغیرہ سے مرنا اگرچہ شہادت کا حکم رکھتا ہے، لیکن اس سے پناہ اس لئے مانگی گئی
ہے، کہ یہ نہایت نازک وقت ہوتا ہے، مبادا بے صبری میں شیطان قابو پا کر اسے گمراہ کر دے“۔ (فخر)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ،

(ت۔ جب۔ مُسُّ) وَالْأَذْوَاءِ۔ (ت)

(۱۰) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، برے اخلاق سے، اور برے اعمال سے، (۱) اور بری

خواہشات سے، اور خطرناک بیماریوں سے، (۲)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشِمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ۔

(مُسُّ۔ جب)

(۱۱) اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، قرض کے غلبہ (۳) سے، اور دشمن کے قابو

پانے سے (۴)، اور دشمنوں کے ہنسی اڑانے سے (۵)۔

(۱) منکرات اخلاق، ناپسندیدہ اخلاق ہر برا کام کراتے ہیں، اور منکرات اعمال برے اعمال، گناہ ہی ہوتے ہیں۔

(۲) ہوئی وہوس، خواہشات نفسانی، ہر برائی کی جڑ ہے، اس کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کے یہاں معاصی کا سبب ہوتا ہے، قرآن کہتا ہے، أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا o (الفرقان: ۴۳) بھلا بتلاؤ جس شخص نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنالیا ہے، تو (اے پیغمبر) کیا تم اس کی ذمہ داری لے سکتے ہو۔ (الفرقان: ۴۳) دین و دنیا کی تمام بیماریاں، جو بدن انسانی اور اس کے دین کو برباد کرنے والی ہیں، وہ سب اس میں داخل ہیں۔ (الشوکانی ص ۳۲۵)

(۳) ”قرض کے غلبہ سے“ اس لئے کہ دل پر اس کی ادائیگی کا بوجھ رہتا ہے، وعدہ خلافی ہو جاتی ہے، اکثر حالات میں امور دین کی ادائیگی میں خلل واقع ہوتا ہے، غلبہ کا خوف نہ ہو تو قرض لینا برا نہیں۔

(۴) ”دشمن کے قابو پانے سے“ اس لئے کہ وہ جس سے دشمنی رکھتا ہے، اس کے خلاف فیصلہ کرتا ہے، اس سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (الشوکانی ص ۳۲۵)

(۵) ”دشمنوں کے ہنسی اڑانے سے“ اس سے انسان کو دلی رنج و تکلیف پہنچتی ہے، اس میں دشمن تو داخل ہے ہی، لیکن وہ جو دوست اور دشمن نہیں مگر اس طرح کی حرکت کرتے ہیں، اس کا مصداق ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا یُخْشَعُ، وَدُعَاۓ لَا یُسْمَعُ،
وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ۔ (مُس۔ مُص)

(۱۲) اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے، اور ایسے دل سے جو اللہ سے نہ ڈرے، اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے، اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ ذُنُوْبِیْ وَخَطَیِّیْ وَعَمَدِیْ۔ (طس)
(۱۳) اے اللہ! تو میرے گناہوں کو معاف کر، اور میری بھول چوک کو، اور میرے جان کر کئے ہوئے گناہ کو بھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُدَامِ، وَسَيِّءِ الْاَسْقَامِ۔ (دس۔ مُص)
(۱۴) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، برص (پھلہری) سے، دیوانگی سے کوڑھ سے، اور بری بیماریوں سے۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ جَدِّیْ وَهَزْلِیْ، وَخَطَیِّیْ وَعَمَدِیْ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ۔ (خ۔ م)
(۱۵) اے اللہ! تو میرے سچے مچے کئے ہوئے گناہ کو، اور میرے ہنسی سے کئے ہوئے اور میرے غلطی سے کئے ہوئے گناہ کو، اور جان بوجھ کر کئے ہوئے گناہ کو معاف کر دے، اور یہ سب مجھ میں (میرے اعمال نامے میں) موجود ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِّیْ دِیْنِیْ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ، وَاصْلِحْ لِّیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ، وَاصْلِحْ لِّیْ اٰخِرَتِیْ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ، وَاجْعَلِ الْحَیْوةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ كُلِّ خَیْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ۔ (م)

(۱۶) اے اللہ! میرے لئے میرے دین کو سنوار دے، جو میرے ہر کام کی حفاظت

کا ذریعہ ہے، اور میرے لئے میری دنیا کو درست کر دے، جس میں میری زندگی ہے، اور میری آخرت درست فرما، جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے، زندگی کو ہر خیر میں ترقی اور موت کو میرے لئے ہر شر سے راحت و نجات کا ذریعہ کر دے۔ (۱)

رَبِّ اَعْنِي وَلَا تُعِنِّ عَلَيَّ، وَانصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي، وَانصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ ذَكَارًا، لَكَ شَكَارًا، لَكَ رَهَابًا، لَكَ مَطْوَعًا، اِلَيْكَ مُخْبِتًا، اِلَيْكَ اَوْاهًا مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَاجِبْ دَعْوَتِي، وَتَبِّتْ حُجَّتِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي۔ (عہ۔ حُب۔ مُس۔ مُص)

(۱۷) اے میرے رب! میری مدد کر، اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر، اور مجھے کامیاب کر، اور کسی کو مجھ پر کامیاب نہ کر، اور میرے فائدہ کے لئے تدبیر کر، اور

(۱) دین کی حفاظت اور بچاؤ کا کام اس لئے قرار دیا کہ تمام امور کی اصلاح و درستی دین سے ہوتی ہے۔ جان و مال کی حفاظت دین سے ہوتی ہے۔ ایمان کامل کی بدولت انسان گناہوں سے بچتا اور آخرت کے عذاب سے نجات پاتا ہے۔ معاشی زندگی بہتر ہوتی ہے۔ دنیا میں زندگی اچھی گزرتی ہے۔ عبادت کی توفیق اور خاتمہ بخیر، آخرت کی اصلاح و بہتری کی دلیل ہے۔ موت کو میری نجات کا ذریعہ بنانا یہ ہے کہ اگر فتنے ظاہر ہوں جو گناہ کرنے کا باعث اور ایمان سے خارج ہونے کا موجب ہوں، مجھے ان میں مبتلا ہونے سے پہلے اٹھالے (فخر) یہ دعا جو امع الکلم میں ہے۔ اصلاح دین بندے کی اصل پونجی ہے جس کے دین کی اصلاح ہوگئی۔ اس کی آخرت خود بخود سنوار گئی۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ اپنے لطف و کرم سے عبادت و طاعت کی توفیق دے کر میری آخرت سنوار دے۔ زیادة في كل خير یعنی علم و عمل میں چنگی و برکت فرما۔ ابتلاء و آزمائش، معصیت و غفلت سے موت کو راحت کا سبب بنا۔

میرے خلاف کسی کی تدبیر کارگر نہ فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور میرے لئے ہدایت پر ثابت قدم رہنا آسان کر دے، اور جو مجھ پر ظلم کرے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرما، میرے رب! مجھے تیرا بڑا یاد کرنے والا بنا، اور تیرا بڑا شکر کرنے والا، اور تجھ سے بہت ڈرنے والا، اور تیری بڑی تابعداری کرنے والا، اور تیرا بڑا فرمانبردار، اور تیرے سامنے بہت گڑگڑانے والا، اور تیری طرف بہت آہ وزاری کرنے والا، اور تیری طرف لو لگانے والا بنا دے، میرے رب! میری توبہ قبول فرما، اور میرے گناہ دھو ڈال، اور میری دعا قبول فرما، اور میری دلیل کو قائم رکھ، اور میری زبان کو سیدھا رکھ، اور میرے دل کو ہدایت دے، اور میرے سینہ کا کینہ نکال پھینک۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَأَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا، وَقَلْبًا سَلِيمًا، وَخُلُقًا مُسْتَقِيمًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔ (ت۔ جب۔ مُس۔ مُص)

(۱۸) اے اللہ! میں تجھ سے دین کے ہر کام میں ثابت قدمی چاہتا ہوں، اور تجھ سے سچی اور ٹھیک بات کا عزم چاہتا ہوں، اور تجھ سے تیری نعمت کے شکر کی اور تیری اچھی عبادت کرنے کی توفیق چاہتا ہوں، اور میں تجھ سے سچی زبان، اور قلب سلیم، (برے عقائد سے پاک قلب) اور خلق مستقیم، (درست اخلاق و عادات) کا سوال کرتا ہوں، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اس شر سے جسے تو جانتا ہے، اور میں تجھ سے ہر اس خیر کو چاہتا ہوں، جس کو تو جانتا ہے، اور میں تجھ

سے ہر اس گناہ کی بخشش چاہتا ہوں، جسے تو جانتا ہے، بے شک تو ہی غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ (۱)

اللَّهُمَّ اَلْهِمْنِي رُشْدِي، وَاَعِزَّنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي۔ (ت)
(۱۹) اے اللہ! تو میرے دل میں رشد و ہدایت ڈال دے، اور مجھے اپنے نفس کی شرارت سے پناہ دے۔ (۲)

اللَّهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ،
وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً، فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مُفْتُونٍ،
وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ۔
(ت۔ مُس)

(۲۰) اے اللہ! میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے کی، اور برے کاموں کے

(۱) رشد کے معنی صلاح و فلاح اور صواب ہیں، شکر نعمت و حسن عبادت کا سوال، اس لئے کیا گیا ہے، کہ شکر نعمت، نعمت کو بڑھاتی ہے اور بندے پر اس کا فیضان ہمیشہ رہتا ہے، وہ اس سے چھنتی نہیں، حسن عبادت دنیا و آخرت میں کامیاب کرتی ہیں صدق سراسر خیر ہی خیر ہے، اور سلامتی قلب کا باعث ہے، جس کا قلب سلامت ہے، وہ کینہ، حسد، خیانت اور بے وفائی سے پاک ہے۔ اللہ سے خیر کا سوال، اس لئے کیا گیا کہ وہ ہر چھوٹی بڑی خیر کو جانتا ہے، جنہیں انسان نہیں جانتے، اس سے ہر خیر کو مانگا گیا ہے، اور شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

(۲) یہ دعا جوامع الکلم میں سے ہے، اس لئے کہ رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی ہر گمراہی سے سلامتی کا راستہ ہے، نفس کی شرارت سے سلامتی، معاصی سے حفاظت کا ذریعہ ہے، بیشتر گناہ نفس امارہ کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

چھوڑنے کی، اور محتاجوں سے محبت کرنے کی توفیق چاہتا ہوں۔^(۱) اور یہ بھی کہ تو مجھے معاف کر، اور مجھ پر رحم کر، اور جب تو کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنا چاہے، تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر دنیا سے اٹھالے،^(۲) اور میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں، اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتا ہے، اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو تیری محبت سے قریب کر دے۔^(۳)

اللَّهُمَّ مَتَّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي، وَأَنْصُرْنِي عَلَى مَنْ يَظْلِمُنِي وَخُذْ مِنْهُ بِنَايِي۔ (ت۔ مَسْ)

(۱) ”فِعْلُ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكُ الْمُنْكَرَاتِ“ ہر خیر اس کا مصداق ہے، خیر اور بھلائی کے کام کرنا، اجر حاصل کرنے میں کامیاب ہونا ہے، ترک منکرات میں گناہوں سے احتراز ہوتا ہے۔ حب المساکین، کمال ایمان کی علامت، اور تواضع کا ایک اہم شعبہ ہے، قرآن کہتا ہے: ”وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا“۔ (الكهف: ۲۸)

”اور اپنے آپ کو استقامت کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ ساتھ رکھو، جو صبح و شام رب کو اس لیے پکارتے ہیں، کہ وہ اس کی خوشنودی کے طلبگار ہیں، اور تمہاری آنکھیں دنیوی خوبصورتی کی تلاش میں ایسے لوگوں سے ہٹنے نہ پائیں، اور کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانو، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے، اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہوا ہے، اور جس کا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔“
اللہ نے جس کے گناہوں کو معاف کر دیا، اور اپنی رحمت کے دامن میں لے لیا، وہ کبھی بدبختی سے دوچار نہیں ہو سکتا۔ (الشوکانی ص: ۳۳۰)

(۲) یہ بھی تعلیم امت کے لئے ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فتنے میں پڑنے سے مامون و محفوظ تھے۔
(۳) آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے، اس کا ذکر زیادہ کرتا اور ہمیشہ کرتا ہے۔ اللہ سے محبت اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت و اتباع سے عبارت ہے۔ (الشوکانی ص ۳۳۱) (جاری ہے)

(۲۱) اے اللہ! تو مجھے میرے کان سے، میری آنکھ سے بہرہ و فرما، اور ان دونوں کو میرا وارث کر، (آخر عمر تک باقی رکھ) اور مجھے اس شخص پر مدد دے، جو مجھ پر ظلم توڑے اور اس سے میرا بدلہ لے۔

يَا مَنْ لَا تَرَاهُ الْعُيُونُ، وَلَا تَخَالِطُهُ الظُّنُونُ، وَلَا يَصِفُهُ الْوَاصِفُونَ، وَلَا تُغَيِّرُهُ الْحَوَادِثُ، وَلَا يَخْشَى الدَّوَائِرَ، يَعْلَمُ مَنَاقِبَ الْجِبَالِ، وَمَكَائِلَ الْبِحَارِ، وَعَدَدَ قَطْرِ الْأَمْطَارِ، وَعَدَدَ وَرَقِ الْأَشْجَارِ، وَعَدَدَ مَا أَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ، وَأَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ، وَلَا تُؤَارِي مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً، وَلَا أَرْضٌ أَرْضًا، وَلَا بَحْرٌ مَا فِي قَعْرِهِ، وَلَا جَبَلٌ مَا فِي وَغْرِهِ، اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِي آخِرَهُ، وَخَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهُ، وَخَيْرَ أَيَّامِي يَوْمَ أَلْقَاكَ فِيهِ۔ (طس)

(۲۲) اے اللہ! اے وہ ہستی جس کو آنکھیں (دنیا میں) دیکھ نہیں سکتیں، اور وہم و گمان بھی اس کی کنہ ذات و صفات کو نہیں پہنچتے، اور نہ تعریف کرنے والے اس کی تعریف کر سکتے، (۱) اور نہ حوادث اس میں تغیر کر سکتے ہیں، (۲) اور نہ وہ زمانے کی گردش سے ڈرتی ہے، اور وہ جانتی ہے، پہاڑوں کے وزنوں کو، اور سمندروں کے

= قرآن کہتا ہے: "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ"۔ (ال عمران: الآية-۳۲)۔ ("اے پیغمبر، لوگوں سے) کہہ دو، کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔" معیار محبت یہ ہے کہ جو جتنا زیادہ متبع رسول ہوگا اسی قدر اس کی محبت الہی مسلم و معتبر ہوگی اس کی شان رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خود تم سے محبت کرے۔ (ص ۳۵۰)

(۱) اس کی کما حقہ حمد و ثناء پر کوئی قادر نہیں۔

(۲) حوادث سے عالم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے ذات باری تعالیٰ میں نہیں، وہی تو ایک ذات ہے جو عالم کی کارساز ہے اس میں بھلا تغیر کیونکر ممکن ہے۔

پیمانے کو، اور بارش کے قطروں کی تعداد کو، اور درختوں کے پتوں کے شمار کو، اور ان چیزوں کی تعداد کو جن پر رات نے اندھیرا کیا، اور جن پر دن روشن ہوا، (سارے جہان کی چیزوں پر) اور جس سے نہ آسمان دوسرے آسمان کو چھپا سکتا ہے، اور نہ زمین (کی تہہ) کسی دوسری زمین (کی تہہ) کو، اور نہ کوئی سمندر جو اس کی گہرائی میں ہے، اور نہ کوئی پہاڑ جو اس کے کان اور چشمے میں ہیں، میری آخری عمر کو بہت بہتر بنا، اور میرا سب سے بہتر عمل آخری عملوں کو کر دے، اور میرے دنوں میں سب سے بہتر اس دن کو بنا دے جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ لِي فِي دُنْيَايَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَفِي آخِرَتِي الَّتِي إِلَيْهَا مَصِيرِي، وَفِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا بَلَاغِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّي مِنْ كُلِّ شَرٍّ۔ (ر)

(۲۳) اے اللہ! تو میرے دین میں برکت دے، جو میرے ہر کام کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اور میری آخرت میں جس کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے، اور میری دنیا میں جو میرے دین و دنیا کے سامان کرنے کا وسیلہ ہے، اور میری زندگی کو ہر خیر میں زیادتی کا سبب بنا دے، اور میری موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا سبب کر دے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَيْشَةً نَقِيَّةً، وَمَيَّةً سَوِيَّةً، وَمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزٍ، وَلَا فَاضِحٍ۔ (ط)
(۲۴) اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں پاکیزہ زندگی، اور اچھی موت (۱) اور ایسا

(۱) ایسی اچھی موت جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے، وہ یہ ہے کہ توبہ کی توفیق ہو، کلمہ شہادت پر زندگی کا خاتمہ ہو۔

لوٹنا جس میں نہ خواری ہو نہ رسوائی۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي صَبُورًا، وَاجْعَلْنِي شَكُورًا، وَاجْعَلْنِي فِي عَيْنِي صَغِيرًا، وَفِي
أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا۔ (ر)

(۲۵) اے اللہ! تو مجھے بہت صابر بنا، اور بہت شاکر بنا، اور مجھے اپنی نظر میں حقیر بنا،
(تاکہ غور نہ ہو) اور مجھے لوگوں کی نظروں میں بڑا بنا، (تاکہ ذلیل نہ بنوں)۔ (۱)

رَبِّ اغْفِرْ، وَارْحَمْ، وَاهْدِنِي السَّبِيلَ الْاَقْوَمَ۔ (ا۔ ص)

(۲۶) اے رب! بخش فرما، اور رحم کر، اور مجھے سیدھے راستے پر چلا۔

تَمَّ نُورُكَ، فَهَدَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ، عَظَّمَ حِلْمُكَ فَعَفَوْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ،
بَسَّطْتَ يَدَكَ فَأَعْطَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ، رَبَّنَا وَجْهَكَ أَكْرَمُ الْوُجُوهِ،
وَجَاهُكَ أَعْظَمُ الْجَاهِ، وَعَظِيمَتُكَ أَفْضَلُ الْعَظِيمَةِ وَأَهْنَأُهَا، تُطَاعُ رَبَّنَا
فَتَشْكُرُ، وَتُعْطَى رَبَّنَا فَتَغْفِرُ، وَتُجِيبُ الْمُضْطَرَّ، وَتَكْشِفُ الضُّرَّ، وَتَشْفِي
السَّقِيمَ، وَتَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَتَقْبَلُ التَّوْبَةَ، وَلَا يُجْزِي بِإِلَّاكَ أَحَدٌ، وَلَا يُلْغُ
مَدْحَتَكَ قَوْلٌ قَائِلٍ۔ (ص۔ عو۔ مص)

(۲۷) تیرا نور ہدایت کامل ہے، اس لئے تو نے (مخلوق کی) ہدایت کی، پس تیرے
لئے ساری تعریف ہے، تیری بردباری بڑھی ہوئی ہے، اس لئے تو نے بندوں کو بخش
دیا، پس تیرے لئے ساری تعریف ہے، تیرا دست قدرت انعام کے لئے کھلا،
تو نے ہر ایک کو عطا کیا، پس تیرے لئے ساری حمد و ثنا ہے، اے ہمارے رب! تیری

(۱) اور مجھے اپنی نظر میں حقیر بنا، اپنی آنکھ میں چھوٹا کر، تاکہ تواضع و انکساری کا خوگر رہوں، مجھ میں تکبر نہ
آنے پائے، لوگوں کی نگاہ میں بڑا بنا، اس لئے کہ ان کی نظر حقائق پر نہیں ہوتی، صرف ظاہر پر ہوتی ہے،
اس طرح ان کی اذیت و ذلت سے محفوظ رہوں گا۔

ذات اقدس سب سے زیادہ کریم ہے، اور تیرا مرتبہ سب مرتبوں سے زیادہ بڑا ہے، اور تیری بخشش سب بخششوں سے زیادہ بہتر ہے، اور زیادہ خوشگوار ہے، ہمارے رب! تیری اطاعت و فرمانبرداری کی جاتی ہے، تو قدر کرتا اور ثواب دیتا ہے، اور ہمارے رب! تیری نافرمانی کی جاتی ہے، تو بھی بخش دیتا ہے، اور تو عاجز و مجبور کی دعا قبول کرتا ہے، اور تو ہی تکلیف کو دور کرتا ہے، اور تو ہی بیمار کو شفا دیتا ہے، اور گناہ کو معاف کرتا، اور توبہ قبول کرتا ہے، اور کوئی تیری نعمت کا بدلہ نہیں دے سکتا، اور نہ کسی تعریف کرنے والے کی تعریف تیری حمد و ثنا کا حق ادا کر سکتی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ۔ (حب)
(۲۸) اے اللہ! میں تجھ سے سودمند علم چاہتا ہوں، اور بے سود علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (۱)

اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّي، وَأَنْقِطَاعِ عُمْرِي۔
(مُس۔ طَس)

(۲۹) اے اللہ! تو میرے بڑھاپے کے قریب، اور میری عمر کے ختم ہونے کے قریب، اپنی روزی مجھ پر زیادہ کشادہ کر۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَسْئَلَةِ، وَخَيْرَ الدُّعَاءِ، وَخَيْرَ النَّجَاحِ، وَخَيْرَ

(۱) علم نافع، جس علم کے مطابق عمل ہو، وہ علم کا ثمرہ ہے، اور غیر مفید علم، اس پر وبال اور اس کے خلاف حجت ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے نفع کی کئی صورتیں بتائی ہیں، وہ التفسیر الکبیر ۶/۱۹۸ میں رقمطراز ہیں: ”۱۔ نعمت کا حاصل ہونا۔ ۲۔ مصیبت کا جاتا رہنا بھی فائدہ ہے، اگرچہ کوئی اور فائدہ حاصل نہ ہو۔ ۳۔ ایسے فوائد جن کے ساتھ عذاب کا ڈر ہوتا ہے، نفع میں داخل ہیں، چنانچہ مذکورہ بالا تینوں باتیں نفع کے مفہوم میں آتی ہیں، اور یہ تینوں فائدے اذکار و ادعیہ سے حاصل ہوتے ہیں۔“

الْعَمَلِ، وَخَيْرَ الثَّوَابِ، وَخَيْرَ الْحَيَوةِ، وَخَيْرَ الْمَمَاتِ، وَتُبَّتَنِي وَتَقَلَّ مَوَازِينِي، وَحَقَّقْ إِيمَانِي، وَارْفَعْ دَرَجَتِي، وَتَقَبَّلْ صَلَاتِي، وَاغْفِرْ خَطِيئَتِي، وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ، آمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ، وَخَوَاتِمَهُ، وَجَوَامِعَهُ، وَأَوَّلَهُ، وَآخِرَهُ، وَظَاهِرَهُ، وَبَاطِنَهُ، وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ، آمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا آتَى، وَخَيْرَ مَا أَفْعَلُ، وَخَيْرَ مَا أَعْمَلُ، وَخَيْرَ مَا بَطَنَ وَخَيْرَ مَا ظَهَرَ، وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ، آمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِيْ، وَتَضَعَ وَزْرِيْ، وَتُصْلِحَ أَمْرِيْ، وَتُطَهِّرَ قَلْبِيْ، وَتُحَصِّنَ فَرْجِيْ، وَتُنَوِّرَ قَلْبِيْ، وَتَغْفِرَ لِيْ ذَنْبِيْ، وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ آمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اَنْ تُبَارِكَ لِيْ فِي سَمْعِيْ، وَفِي بَصَرِيْ، وَفِي رُوحِيْ، وَفِي خَلْقِيْ، وَفِي خُلُقِيْ، وَفِي أَهْلِيْ، وَفِي مَحَبِّيْ، وَفِي مَمَاتِيْ، وَفِي عَمَلِيْ، وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِيْ، وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ، آمِينَ۔ (مُس۔ ط۔ طس)

(۳۰) اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں، بہترین سوال، اور اچھی دعا، اور اچھی کامیابی، اور اچھے عمل، اور اچھا ثواب، اور اچھی زندگی، اور اچھا مرنا، اور تو مجھے اسلام پر ثابت قدم رکھ، اور میرے اعمال نامے (کے بوجھ) کے پلڑوں کو بھاری کر دے، اور میرے ایمان کو مضبوط کر دے، اور میرا درجہ بلند کر، اور میری نماز قبول فرما، اور میرے گناہ بخش، اور میں تجھ سے جنت کے بلند درجے مانگتا ہوں، آمین (میری یہ دعا قبول کر) اے اللہ! میں تجھ سے خیر کی ابتدائیں، اور اس کی انتہائیں، اور اس کی جامع بھلائیاں، اور اس کا آخر، اور اس کا ظاہر اور باطن، اور جنت میں بلند

درجے مانگتا ہوں، آمین۔ (اے اللہ! یہ دعا قبول فرما) اے اللہ! میں تجھ سے ان امور (عبادت) کی خیر مانگتا ہوں، جنہیں میں انجام دیتا ہوں، اور اس چیز کی خیر جس کو (اعضاء) سے کرتا ہوں، اور اس چیز کی خیر جو پوشیدہ ہے، اور اس چیز کی خیر جو ظاہر ہے، اور جنت کے بلند درجوں کی، اللہ! اس دعا کو قبول فرما، اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ میرا ذکر بلند کر، اور میرے گناہوں کا بوجھ (گردن سے) اتار دے، اور میری حالت سنوار دے، اور میرا دل پاک و صاف کر دے، اور میرے ستر کی حفاظت فرما، اور میرا دل روشن کر اور میرے گناہ بخش دے، اور میں تجھ سے جنت کے بلند درجات چاہتا ہوں، یہ دعا قبول کر، اے اللہ! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں، کہ تو میرے کانوں میں، میری آنکھوں میں، میری روح میں، میرے جسم میں، میرے اخلاق میں، میرے اہل و عیال میں، میری زندگی میں، میری موت میں، میرے عمل میں، برکتیں عطا کر، اور تو میری نیکیاں قبول فرما، میں تجھ سے جنت میں اعلیٰ درجہ مانگتا ہوں۔ (یہ دعا قبول فرما)

يَا مَنْ أَظْهَرَ الْحَمِيلَ وَسَتَرَ الْقَبِيحَ، يَا مَنْ لَا يُؤَاخِذُ بِالْجَرِيرَةِ وَلَا يَهْتِكُ السُّتْرَ، يَا عَظِيمَ الْعَفْوِ، يَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ، يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ، يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالرَّحْمَةِ، يَا صَاحِبَ كُلِّ نَحْوَى، يَا مُنْتَهَى كُلِّ شَكْوَى، يَا كَرِيمَ الصَّفْحِ، يَا عَظِيمَ الْمَنِّ، يَا مُبْتَدِئَ النِّعَمِ قَبْلَ اسْتِحْقَاقِهَا۔

(۳۱) اے وہ ذات! جس نے خوبی ظاہر کی، اور برائی پر پردہ ڈالا، اے وہ ہستی! جو گناہوں پر نہیں پکڑتی، اور کسی کی پردہ دری نہیں کرتی، اے بڑے معاف کرنے والے! اور اچھے درگزر کرنے والے! اے بخشش کو عام کرنے والے! اور اے رحمت

کے لئے اپنے دونوں ہاتھ کھلے رکھنے والے! اے ہر سرگوشی کو جاننے والے! اے ہر شکایت کے آخری سننے والے! (۱) اے اپنے کرم سے (گناہوں سے) درگزر کرنے والے! اے بڑے احسان کرنے والے! اے وہ ہستی! جو مستحق ہونے سے پہلے ہی نعمتیں عطا کرنے میں پہل کرنے والی ہے۔

يَا رَبَّنَا، وَيَا سَيِّدَنَا، وَيَا مُوَلَّانَا، وَيَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا، أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ أَنْ لَا تَشُوِيَ خَلْقِي بِالنَّارِ۔ (مُس)

(۳۲) اے ہمارے رب! اور اے ہمارے سردار، اور اے ہمارے مالک، اور ہماری چاہت کی انتہا، میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے جسم کو آگ سے نہ جھلسانا۔

نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ مَظْهَرِ مِنْهَا وَمَا بَطْنِ، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ۔ (عَو)

(۳۳) ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جہنم کے عذاب سے، اور ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں ان فتنوں سے جو ان میں سے کھلے ہوتے ہیں، اور جو چھپے ہیں (۲) اور ہم اللہ سے پناہ چاہتے ہیں دجال کے فتنہ سے۔

(۱) یہاں اس امر کی طرف اشارہ ہے، کہ اللہ کے سوا کسی پر شکوہ شکایت کا دروازہ نہ کھولے، جیسے حضرت

يعقوب عليه السلام نے فرمایا تھا: إِنَّمَا أَشْكُوا بَنِيَّ وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ (سورة يوسف: ۸۶) (نحر)

میں تو اپنے رنج و غم کی شکایت بس (اپنے) اللہ سے کر رہا ہوں۔

(۲) فتنوں میں اکثر عزتیں لٹی ہیں، خونریزیاں ہوتی ہیں، مال و متاع لوٹا جاتا ہے، یہ سب گناہوں کے

اہم اسباب ہیں، اس لئے آپ نے فتنوں سے پناہ مانگی ہے۔ (تحفۃ الذاکرین ۳۴۱)

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ۔ (خ)

(۳۴) اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے پناہ چاہتے ہیں، آزمائش کی سختی سے، اور بدبختی کے پالینے سے، اور بری تقدیر سے، اور دشمنوں کی ہنسی اڑانے سے۔ (۱)

اللَّهُمَّ مُصَرِّفِ الْقُلُوبِ، صَرِّفْ قُلُوبَنَا إِلَى طَاعَتِكَ۔ (م)

(۳۵) اے اللہ! اے دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دے۔ (۲)

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَارْضَ عَنَّا، وَتَقَبَّلْ مِنَّا، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ، وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ۔ (ق۔د)

(۳۶) اے اللہ! ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، اور ہم سے راضی ہو جا، اور ہمارے اعمال قبول فرما، اور ہمیں جنت میں داخل کر، اور ہمیں جہنم کی آگ سے

- (۱) ”آزمائش کی سختی، دنیوی کاموں میں سخت مشقت اٹھانا، تنگی برداشت کرنا، جانی و مالی نقصان بسا اوقات آدمی کو کہیں کا نہیں رکھتا، خیر کے کاموں کے انجام دینے میں رکاوٹ ہوتی ہے، اس لئے ابتلاء و آزمائش سے پناہ مانگی گئی ہے۔ ”بدبختی کے پالینے“ رسالت مآب ﷺ کا اس سے پناہ مانگنا اس وجہ سے تھا کہ یہ انتہائی مشقت و مصیبت ہے، انسان اس امتحان میں اگر ثابت قدم نہیں رہتا، فوراً یا بدیروہ مصیبت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ ”بری تقدیر سے“ دینی امور میں ہو یا دنیوی امور میں، اپنی ذات میں ہو یا مال میں، یا اہل و عیال میں بہت بری ہے۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۳۴۲) ”دشمنوں کی ہنسی“ بسا اوقات اندرونی دشمنی پر آمادہ کرتی ہے، اس سے انسان حرام اور ناجائز امور کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۳۴۳)
- (۲) ”دلوں کو فرمانبرداری کی طرف پھیر دے“ فرمانبرداری و اطاعت خداوندی نجات و فلاح کا ذریعہ ہے، اور گناہوں سے بچاؤ کا سب سے آسان راستہ ہے۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۳۴۳)

نجات دے، (۱) اور ہمارے سارے کام درست کر دے۔

اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا، وَأَكْرِمْ مَنَا وَلَا تُهِنَّا، وَأَعْظِمْنَا وَلَا تَحْزِنْنَا، وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا، وَأَرْضِنَا وَأَرْضَ عَنَّا۔ (ت۔ س۔ مُس)

(۳۷) اے اللہ! تو (ہماری نعمتیں) زیادہ کر، اور ہم سے کم نہ کر، اور ہمیں عزت دے، اور ہمیں خوار نہ کر، اور ہمیں عطا کر اور محروم نہ کر، اور ہم کو پسند فرما اور ترجیح دے اور ہمارے مقابلہ میں غیروں کو پسند نہ کر، (ترجیح نہ دے) اور ہم کو تقدیر پر راضی رکھ اور ہم سے راضی رہ۔ (۲)

اللَّهُمَّ أَعِنَّا عَلَىٰ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ (مُس۔ ا)

(۳۸) اے اللہ! تو ہماری مدد کر، اپنا ذکر کرنے پر اور اپنا شکر کرنے پر، اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر۔ (۳)

اللَّهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ۔ (حَب۔ مُس)

(۳۹) اے اللہ! تو سب کاموں میں ہمارا انجام بہتر کر، اور ہمیں دنیا کی رسوائی، (۴) اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ، مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَمَعَاصِيكَ، وَمِنْ

(۱) ”اے اللہ بخش دے“ پہلے گناہوں کی معافی کا سوال کیا، پھر اس سے جو عام تھی، وہ رحمت ہے، پھر مغفرت و رحمت سے بھی بڑی چیز، رضائے الہی ہے، وہ مانگی، مغفرت، رحمت اور رضوان کا نتیجہ و ثمرہ جنت میں داخلہ اور جہنم کی آگ سے نجات ہے، وہ طلب کی، پھر وہ چیز طلب کی جو دنیوی و دینی امور میں سب سے زیادہ اہم ہے اور وہ اصلاح حال ہے۔

(۲) اے اللہ تو ہماری نعمتیں زیادہ کر، اس میں عطا و فضل اور رضائے الہی سب سے عظیم چیز ہے۔ (۳) اے اللہ! تو ہماری مدد کر، اپنا ذکر کرنے پر، جس مومن میں یہ تین صفات پائی جائیں، وہ ثواب اور اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

(۴) رسوائی یہ ہے کہ ساری برائیاں لوگوں پر کھل جائیں۔

طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّئُ بِهِ عَلَيْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْيَا،
وَمَتَّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا، وَأَبْصَارِنَا، وَقُوتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا،
وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمْنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا
فِي دِينِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا
تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا۔ (ت۔س۔مس)

(۴۰) اے اللہ! تو ہمیں اپنا اتنا خوف نصیب فرما، جس کی وجہ سے تو ہمارے اور
تیری نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے، اور اتنی فرمانبرداری نصیب فرما، جس
کی وجہ سے تو ہمیں اپنی جنت تک پہنچا دے، اور وہ یقین نصیب فرما، جس کی وجہ
سے ہم پر دنیا کی مصیبتیں برداشت کرنا آسان کر دے، اور جب تک تو ہمیں زندہ
رکھے، ہمارے کانوں، اور ہماری آنکھوں، اور ہماری توانائیوں سے ہمیں بہرہ مند
فرما، اور اس فائدہ اور خیر کو ہمارے بعد بھی باقی رکھ۔ (۱) اور جو ہم پر ظلم کرے، تو
اس سے ہمارا بدلہ لے، اور جو ہم سے دشمنی کریں، ان کے مقابلہ میں ہماری مدد کر،
اور ہماری مصیبت ہمارے دین میں نہ ڈال، اور دنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصد نہ
بنا، اور نہ ہمارے علم کی انتہا، اور جو ہم پر ترس نہ کھائے، اسے ہم پر مسلط نہ فرما۔ (۲)
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ

(۱) ان لوگوں میں جو میرے بعد ہوں گے، یا میری اخیر عمر تک ان کو باقی رکھ۔

(۲) دنیا کو ہمارے علم کی انتہا نہ کر کہ ہمہ وقت دنیا کی فکر و تدبیری میں لگے رہیں، بلکہ زیادہ تر غم و
فکر امور آخرت کا رہے۔ (فخر) اس دعا میں ”سمع“، ”بصر“ اور ”قوت“ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق
عطا کرنے کی درخواست ہے۔

إِثْمٍ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ۔ (مُس۔ ط)
(۴۱) اے اللہ! ہم تجھ سے ایسے اعمال کی توفیق مانگتے ہیں جو تیری رحمت کو واجب کر دیں، اور تیری مغفرت کو لازم کر دیں، اور ہر گناہ سے سلامتی، اور ہر ایک نیکی سے حصہ، اور جنت میں کامیابی، اور جہنم سے نجات چاہتے ہیں۔ (۱)

اللَّهُمَّ لَا تَدْعُ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ، وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ، وَلَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا قَضَيْتَهَا، يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ۔ (ط۔ طب)
(۴۲) اے اللہ! ہمارے لئے کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑ جسے تو معاف نہ کر دے، اور کوئی ایسی فکر نہ چھوڑ جسے تو دور نہ کر دے، اور کوئی ایسا قرض نہ چھوڑ جسے تو ادا کرنے کی توفیق نہ دے، اور دنیا و آخرت کی کوئی حاجت ایسی نہ چھوڑ جسے تو پوری نہ کر دے، اے ارحم الراحمین! رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے!۔
اللَّهُمَّ رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
(خ۔ م۔ د۔ س)

(۴۳) اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے، اور آخرت میں بھی بھلائی دے، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔
اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
(۴۴) اے اللہ! ہم تجھ سے ہر وہ خیر مانگتے ہیں، جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی ہے۔

(۱) یہ دعا جوامع الکلم میں سے ہے، گناہوں کی معافی اور اخروی سعادت کا حاصل ہونا بڑی کامیابی ہے۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۳۵۱)

وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاءُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ (ت)

(۴۵) اور ہم ہر اس شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں، جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے، اور تیری ذات سے مدد مانگی جاتی ہے، اور تیرا کام مقصد تک پہنچانا ہے، اور تیرے سوانہ کوئی طاقت نیکی کرا سکتی ہے، اور نہ کوئی قوت برائی سے روک سکتی ہے۔ (ا)

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَلُوا اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ
بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ۔ (ت۔ س۔ ق۔ ح۔ ب۔ مُس)

(۴۶) تم اللہ سے بخشش اور عافیت مانگا کرو، اس لئے کہ کسی کو ایمان و یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔

مَا سَأَلَ اللَّهُ الْعِبَادُ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ يَغْفِرَ لَهُمْ وَيُعَافِيَهُمْ۔ (ر)

(۴۷) بندگان خدا نے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز اس سے بہتر نہیں مانگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے اور انہیں عافیت دے۔

وَمَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ مُبْتَلِينَ فَقَالَ: أَمَا كَانَ هَؤُلَاءِ
يَسْأَلُونَ اللَّهَ الْعَافِيَةَ؟۔ (ر)

رسالتمآب ﷺ کا گزر مصیبت زدہ لوگوں کے پاس سے ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے عافیت و سلامتی نہیں مانگتے؟۔

(۱) حضرت ابوامامہ صحابیؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دعائیں مانگیں، وہ مجھے یاد نہ رہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میں تمہیں ایسی دعا بتاتا ہوں، جو سب دعاؤں کو جامع ہے، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ دعا بتائی، جو سب کو حاوی اور جامع ہے۔

وَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَّمَنِي شَيْئًا أَدْعُو اللَّهَ بِهِ. فَقَالَ: سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ. قَالَ: فَمَكَّنْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ. فَقَالَ: يَا عَمَّ سَلِ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. (ط)

(۴۸) اور حضرت عباسؓ نے درخواست کی: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی چیز بتائیں جس کی اللہ سے دعا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے رب سے عافیت و سلامتی مانگا کرو، پھر میں چند روز ٹھہر کر حاضر خدمت ہوا، اور عرض کی: مجھے کچھ بتائیں جو میں اپنے عزت و جلال والے رب سے مانگا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چچا جان! اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگا کریں۔

وَكَانَ يَقُولُ لَهُ: يَا عَمَّ أَكْثَرَ الدُّعَاءِ بِالْعَافِيَةِ (ط)

(۴۹) اور حضور اکرم ﷺ فرماتے تھے: اے چچا جان! کثرت سے عافیت کی دعا مانگا کریں۔

مراجع و ماخذ

-۱ احتاف النبلاء للمتقين: نواب صدیق حسن خان[ؒ] (۱۳۰۷ھ) ط: مطبع نظامی ۱۲۸۸ھ
-۲ استخفاف المعاصی: اشرف علی تھانوی[ؒ] (۱۳۶۲ھ)
-۳ احکام القرآن: ابوبکر احمد الرازی الجصاص[ؒ] (۳۷۰ھ) ط: قدیمی کتب خانہ کراچی
-۴ اسلامیات: مالک رام ط: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ڈی، دہلی
-۵ بستان النفس ترجمہ تفسیر عزیزی: شاہ عبدالعزیز[ؒ] (۱۲۳۹ھ) ط: مطبع علمی ۱۹۲۳ء
-۶ تاریخ الطبری: محمد بن جریر الطبری[ؒ] (۳۱۰ھ) ط: دارالمعارف، مصر
-۷ تحفۃ الذاکرین: قاضی محمد بن علی شوکانی[ؒ] (۱۲۵۰ھ) بیروت، ۱۹۵۵ء
-۸ تدریب الراوی: جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی[ؒ] (۹۱۱ھ) ط: دار احیاء التراث الاسلامی، ۱۴۲۱ھ
-۹ تذکیر الآخرة: اشرف علی تھانوی[ؒ] (۱۳۶۲ھ)
-۱۰ التفسیر الکبیر = التفسیر الکامل: احمد بن عبدالحلیم، ابن تیمیہ[ؒ] (۷۲۸ھ) ط: دارالفکر، بیروت
-۱۱ التفسیر الکبیر: فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن عمر الرازی[ؒ] (۶۰۶ھ) دارالکتب العلمیہ، بیروت
-۱۲ تفسیر ابن کثیر: عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر، المعروف بابن کثیر[ؒ] (۷۷۴ھ) ط: دار احیاء الکتب العربیہ القاہرہ
-۱۳ التفسیر الیم: لابن القیم الجوزیہ[ؒ] (۷۵۱ھ) ترتیب و تخریج: محمد الیس ندوی، ط: دارالعلوم الحدیثیہ
-۱۴ جامع الترمذی: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی[ؒ] (۲۷۹ھ) ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸ء
-۱۵ جمع الفوائد: محمد بن سلیمان المغربی[ؒ] (۱۰۹۴ھ) ط: دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۸ھ
-۱۶ الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی: محمد بن ابی بکر، ابن قیم الجوزیہ[ؒ] (۷۵۱ھ) ط: مکتبۃ السوادی للتوزیع، جدہ، ۱۴۰۸ھ
-۱۷ الحرز الثمین: ملا علی القاری[ؒ] (۱۰۱۴ھ) ط: نولکشور لکھنؤ، ۱۲۹۴ھ
-۱۸ الحرز الوصین: ملا علی القاری[ؒ] (۱۰۱۴ھ) ط: نولکشور لکھنؤ، ۱۲۹۴ھ
-۱۹ حیاۃ الخو ان: علامہ محمد بن موسیٰ دمری[ؒ] (۸۰۸ھ)، ط: مصطفیٰ البابی الحسینی، دائرۃ معارف اسلامیہ، واشنگٹن، پنجاپ
-۲۰ الدر المنثور: جلال الدین السیوطی[ؒ] (۹۱۱ھ) ط: دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۳ھ
-۲۱ دعا: مولانا ابوالحسن علی ندوی[ؒ] (۱۴۲۰ھ) ماہنامہ فاران، سیرت نمبر

- ۲۲..... رسائل ابن نجيم: زين الدين بن ابراهيم، ابن نجيم (۹۷۰ھ) ط: المکتبة الاشرفية، لاہور
- ۲۳..... روح البیان: اسماعیل البروسوی، ط: مکتبة عثمانیہ آستانہ، ۱۳۳۰ھ
- ۲۴..... الزهد: حضرت عبداللہ بن مبارک (۱۸۱ھ) ط: دارالکتب العلمیہ، بیروت
- ۲۵..... سنن ابن ماجہ: ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی، (۲۷۳ھ) ط: دارالکتاب بیروت، ۱۴۱۸ھ
- ۲۶..... شرح سفر السعادة: مولانا عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) ط: نولکشور، لکھنؤ
- ۲۷..... شاتم امدادیہ، اردو ترجمہ فتحات مکیہ من مآثر امدادیہ، ط: کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ
- ۲۸..... صحیح بخاری: ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ) ط: قدیمی کتب خانہ کراچی
- ۲۹..... صحیح مسلم: امام مسلم بن الحجاج (۲۶۱ھ) ط: قدیمی کتب خانہ کراچی
- ۳۰..... عدد الحصن الحصین: محمد بن محمد، ابن الجزری (۸۳۳ھ) ط: مطبع انصاری دہلی، ۱۳۰۶ھ
- ۳۱..... عمل الیوم واللیلۃ: محمد بن احمد، ابن السنی (۳۶۴ھ) ط: الشركة الجزائریۃ البنانیۃ، الطبعة الاولى، ۱۳۶۷ھ
- ۳۲..... فتاویٰ عزیزیہ: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) ط: مجتبیٰ دہلی، ۱۳۱۱ھ
- ۳۳..... فتح العزیز: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) ط: مطبع احمدی، کلکتہ، ۱۲۷۸ھ
- ۳۴..... کتاب التسهيل معلوم التزیل: محمد بن محمد ابن الجزری (۸۳۳ھ) ط: دارالکتب العربی، بیروت، ۱۴۰۳ھ
- ۳۵..... کشف الظنون: مصطفیٰ بن عبداللہ المعروف حاجی خلیفہ (۱۰۶۷ھ) ط: مکتبة المثنی، بغداد
- ۳۶..... کنز العمال: علی بن حسام الدین المثنی الہندی (۹۷۵ھ) ط: مجلس دائرة المعارف النظامیۃ، حیدرآباد، دکن، ۱۳۱۲ھ
- ۳۷..... مسند احمد: امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) ط: دارالحدیث قاہرہ، ۱۴۱۶ھ۔
- ۳۸..... مصابیح الاسلام: گنگا پرشاد اوپادھیائے
- ۳۹..... معجم الطبرانی: سلیمان بن احمد الطبرانی (۳۶۰ھ) ط: مکتبة ابن تیمیہ، القاہرہ
- ۴۰..... معارف القرآن: مفتی محمد شفیع (۱۳۹۶ھ) ط: ادارة المعارف کراچی، ۱۴۲۱ھ
- ۴۱..... مکتوبات مجدد الف ثانی، ط: مطبع ایجوکیشنل، کراچی، ۱۳۹۷ھ
- ۴۲..... مناجات مقبول، ترجمہ و تشریح: مولانا عبد الماجد دریابادی (۱۹۷۷ء)
- ۴۳..... منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ الرافضیۃ، احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ الحرانی (۷۷۸ھ) ط: المکتبة السلفیۃ لاہور، ۱۳۹۶ھ